بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

جامع الاخلاق

ترجمہ اردو

اخلاق جلالی

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کی معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کی ٹیٹل تریج کی تین صفحے جو سادہ ہین انمین بعض کتب اخلاق و تصوف اردو و فارسی کی درج کرتی ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب اخلاق و تصوف اردو

تہذیب النفوس - از سید قمرالدین حسین متخلص بسخن -

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان صاحب

بستان تہذیب - جسمین دس باب ہین اور ہر باب مین حکایات نصائح اور اندرز کی باندار اخلاق وتہذیب آموزی مرتسم ہین مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علیخان بہادر فیروز جنگ متخلص بہ رئیس والی ریاست محمد گڈھ وباسوارہ -

ذخیرۂ سعادت بھامنی بلاس کی پستک کی دو فصل اول وآخر کا ترجمہ ہے تہذیب اخلاق مین از لالہ لال جی -

بحر الحقیقت - اصلاح نفس از حسن -

اکسیر ہدایت ترجمہ اردو - کیمیاے سعادت از مولوی فخر الدین احمد -

مذاق العارفین ترجمہ اردو احیاء العلوم عربی از مولوی محمد احسن صاحب -

نجات المومنین ذکر کرامات حضرت شاہ نجات اللہ مولفہ حافظ سراج الیقین -

باغ ارم ترجمہ مثنوی مولوی روم از مولوی شاہ مستجان -

تہذیب الاخلاق - از مولوی نجم الحق -

پیراہن یوسفی مخشی ترجمہ اردو نظم دفتر اول و دوم وسوم مثنوی مولانا روم از مولوی یوسف علی شاہ ملقب بہ بانکے میان چشتی نظامی -

ایضاً - ترجمہ اردو نظم دفتر چہارم و پنجم وششم

رسالۂ تصانیف امام محمد غزالی - از مولوی احمد علی رئیس قصبہ منصور کاغذ سفید چکنا -

تحفۂ سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری

کنز الاسرار - ترجمۂ نظم اردو مثنوی شاہ بو علی قلندر از مولوی غلام حیدر گوپاموی -

چشمۂ فیض - ترجمۂ اردو پند نامہ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہٗ ترجمہ نظم پاکیزہ وعمدہ از سخنور عالی فکر مولوی عبد الغفور خان بہادر

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

جامع الاخلاق

ترجمہ اردو

اخلاق جلالی

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اُس کریم کارساز کو سزوار ہی کہ جسنی جواہر اخلاق حمیدہ اپنے دریاے کرم سی غوّاصان بحر کمال کو بخشا اور یاقوت خصائل پسندیدہ اپنے خزانہ احسان سی طالبان مخزن فضائل کو عنایت فرمایا وہ ایسا حکیم ہی کہ اپنے فضل سے بیت المقدس حکمت کو شیاطین جہلا سی محفوظ رکھا سبحان اللہ کیا عادل ہی کہ غایت انصاف سی تختگاہ عدالت کو عدوان تظلم سی بچایا اور ثنا ایسی پاک بی نیاز کی ہے کہ جسنے دامن عفت لوث شرو بدکاری سی پاک رکھا اور جنود شجاعت سی عساکر جبنین کو مقہور کیا میری زبان کو کیا طاقت ہی جو اُسکی فضیلت حکمت کو بیان کرے اور اس دہان کی وہ لسان کہان کہ اُسکی شرافت عدالت کا نام لیوی بالفرض اگر ناطقہ بشری دریاے عفت سی ہزار ہزار بار منہ دھوے وپھر وہ منہ کہا نسی لاے کہ اُسکے دریاے سخاوت سی لب تر کرے اور شجاعت انسانی کو کیا امکان جو اُسکی ثنا کے میدان پر اقدام کرے ابیات کیا تاب مجکو اور مری اس زبان کو ٭ حمد و ثنا مین اُسکے کرین ملکے گفتگو ٭ اک حرف اُسکے وصف کا ہرگز نہو سکے ٭ گر ہو زبان بحیرہ مین ہر ایک مو ٭ صورت کا انفصال ہیولی سی ہو تو ہو ٭ لیکن کسی سی وصف کا اُسکے بیان نہو ٭ ہزار ہزار شکر اُس کارساز حقیقی کا ہی جسنے اس عالم کون و فساد سی بندوبست جزوی کو تدبیر

منزل سے محکم اور ممالک ایجاد کے قوانین کلی کو سیاست مدن سے منتظم کیا اور بہت بہت آرزو خالق بے نیاز سے ہے کہ اُسنے اپنے خواص مخلوقات کو زیور تہذیب الاخلاق سے مہذب اور عوام موجودات کو انکی تبعت سے مادب کیا پس ہمین لازم ہے کہ مقابل اس نعمت عظمی کے بجہد شکر کے بجا لائین اور ہمیشہ اپنے اوقات کو درستی اخلاق مین مصروف رکھین تا کہ ظلمات صفات رذیلہ سے نجات پا کر حسن اعمال کی صراط مستقیم پر جو موجب وصول مکان مقصود کا ہے آئین لیکن پہچان اس راہ کی بے ہدایت انبیا و رسل کے نہین ہو سکتی پھر اسمین چلنا بغیر روشنی شمع نبوت کے ممکن نہین علی الخصوص تجلی انوار سے مشکوۃ ایوان رسالت کے اور پرتو نورانی سے چراغ خاندان نبوت کے ہدایت کرنیوالے راہ اسلام کے بتلانے ہارے یعنی کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً کے مضمون فَخَلَقتُ الخَلقَ کے باعث ایجاد عالم موجب افتخار بنی نوع آدم خاتم الانبیا شافع الورے نبی اور رسول ہمارے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم بیت جو سر راہ سے بھٹکے پھر وہ کبھی ✽ نہ پہونچیگا منزل کو اے تقی ✽ بحق رسول و بنی فاطمہ ✽ خدا میرا ایمان کر خاتمہ ✽ مدح بڑے صاحب دام اقبالہ من بعد بنا کلام اُس امیر کبیر کی مدح پر مبنی ہے کہ جسکی شمع عدالت سے شبستان عالم روشن ہوئی اور گلشن خارستان تظلم اُسکی سیاست کی دہشت سے دزد یابان جنگل اور قزاق نگہبان فتنہ ایکبار گی جہان سے مر گیا اور امن و امان عالم امکان حجاب و ٹھا ظلم اُسکے زمانے مین مجبور ہے اور عدل اُسکے دور مین مسرور مخالف اُسکی دولت کے تہ تو ہین محب اُسکے اقبال کے مشکور جسجگہ نشان ایالت اُسکے بلند ہون فتح و ظفر اپنا سر اُن سے کرین بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہے کہ غنیم اسے دیکھتے ہی اجل کے کونے مین چھپے اور جہان نقارہای ریاست اُسکے بجین حکومت وہان کی سامنے اگر حاضر ہو بلکہ وہ عین حکومت ہے کہ عدو کی نظر پڑتے ہی داغ غلامی کا اپنی پیشانی پر کھینچے یہ باتین فقط دعوی نہین بلکہ سب پر ہویدا ہے اسلیے کہ ایک ہی سال کے درمیان سلطان ٹیپو فرمانروا دکن کا باوجود اس جاہ و ثروت کے برنہ آسکا اور مرہٹون نے ساتھ اس حشمت کے ناچار ہوکر صلح اختیار کی باقی اور امرای ہند نے بھی اسکی اطاعت قبول کی ہان یہ دولت خداداد ہے اور اقبال روزافزون کسکا مقدور ہے جو دعوی مقابلہ کا کرے اور کسکو تاب ہے جو اسپر غالب ہووے مثنوی کسی نے اگر اس سے دعوی کیا ✽ تو آخر کو خود وہ پشیمان ہوا ✽ نہین اسکے کہنے کی کچھ

احتیاج ؛ خدا جس کو چاہے اسے دیدے تاج ؛ ہو درگاہ حق جو کہ مقبول ہو ؛ بھی سامنے اُس کے
مقبول ہو خدائی اُسے اسلیے سروری ؛ ہو بخشش کہ عالم کی ہو بہتری ؛ یہ سچ ہو کہ اقلیم ہند و ستان
ہوئی اُسکے اقبال سے بوستان ؛ جہاں تنگ تھا اس ملک کا انتظام ؛ بقانون محکم کیا سب تمام ؛
جو سرکش تھے اُسکے ہوئے سب غلام ؛ رعایا ہے سب اُس سے راضی تمام ؛ ثنا خوان ہین اُسکے صغیر
وکبیر ؛ ہے ممنون احسان امیر و فقیر ؛ پناہ اوسکی دولت کی ہے جسنے لی ؛ وہین وہ ہوا دم کے
دم مین غنی کیسی پر کرے جو کرم سے نظر ؛ غلامی کرے اُسکی آسیم و زر ؛ شاید کہ وہ جوہر اول ہو کہ واسطے
انتظام جزوی و کلی اس عالم سفلی کے عالم علوی سے اُسنے نزول فرمایا کہ وہ رب النوع ہے کہ اس
مبدای حقیقی نے بنی نوع انسان کی پرورش کے لیے بھیجا الحمد للہ جب ایسے شخص کا تسلط ہو تو رفاہیت
خلائق کی کیون کر نہوا ور گلشن امید صغار و کبار کے کس لیے نہ پھولین اور خاص و عام کی خوشوقتی
کو درخت کس واسطے نہ پھلین بیت خدا اُسکو سرسبز رکھے مدام ؛ بہ امن اسکے سایہ مین سب خاص و
عام ؛ وہو الامیر الکبیر ملجاء الغربا ملاذ الفقراء دار و مدار العلما بابُ الفضلا الذی بیدہ مقالید
انتظام الوری او بکفہ مفاتیح رتق و فتق البرایا حامی الرعایا دافع البلایا الامیر ابن الامیر الذی
لقبہ بالفارسیہ زبدہ تومیان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئس ولزلی گورنر
جنرل بہادر دام ظلہ ابدا ابدا بیت نت تجھے ہر صبح دولت ہو جیو ؛ شام غم دشمن کی قسمت ہو جیو
صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسہ عالیہ دام اقبالہ کی دعا مین حق سبحانہ و
تعالیٰ ذات خجستہ صفات مدرس صاحب عالی جناب کی ہمیشہ اپنے سایہ فضل مین رکھکر حاجت روائے ارباب
احتیاج کرے اور اسکے آستان فیض نشان کو جو معاش اہل فضائل ہے معاد اہل فواضل کا کرے صدمہ
آفات سے محفوظ رکھے اور مدام اختر اقبال اوسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حضیض سے محفوظ رہے آفتاب دولت
اُس کا ہموارہ مشرق حشمت سے طالع ہو اور مہتاب سعادت کا علی الدوام مطلع جلالت سے ساطع
تاکہ قران السعدین ہوا کرے مشتری بخت اُسکا زہرہ اقبال سے قرین رہے جبتک کہ علامت کسوف
و خسوف کی دکھائی دیے دشمن اسکا محاق غم مین گرفتار رہے تا زمان تقاطع دوائر افلاک کی ایادی اسکے
مخالفونکی منقطع ہوون جبتک محیط اعظم محدد عالم رہے بد اندیش اُسکا محاط زندان آفت کا ہو حسب صاحب والانش

معدن فرہنگ و دانش جامع الاخلاق نادر الآفاق نیک طینت صفا طبیعت عالی ہمت ولا رتبت
آئین آئین دوست خائن دشمن ضابط قوانین مدرسہ ادیب کامل محیط فضائل خدایگانی کپتان
جمس مونٹ صاحب۔ مدرس تفریق ہندی مدرسہ عالیہ کے ہین دام اقبالہ ابیات فلک پر تا ر
ہے خورشید اور ماہ ؛ رہے تابندہ اُس کا اختر جاہ ؛ رہین جب تک کہ یہ انجم درخشان ؛ احباب اُسکے
خوش اعدا پریشان ؛ رہے اقبال پر اُسکا تحکم ؛ غلامی اگرین غود تنم۔ مئی گلفام عشرت کا جو لے نام ؛
تو ہو وین اُسکے مہر و ماہ سے جام ؛ بیان اسکی مروت کا کرون کیا ؛ وہ اک دریا ہے خوشخوئی کا بہتا ؛ کھلین
عشرت کے گل اس کے چمن مین ؛ رہے نت عیش اُسکے انجمن مین ؛ الٰہی آسمان جبتک ہے قائم ؛
رہے دنیا مین اسکی ذات دائم ؛ مجھے کیا تاب ہے جو اسکی ثنا کرون اور اسکی مدح مین دم بھرون ہیت
جو کرون اسکی مین ثنا مین کلام ؛ ہے یقینا ہنوز ہو نہ تمام ؛ کتاب کے ترجمے اور مصنف کے
احوال کا بیان یہ دولتخواہ سرکار فیض آثار کمپنی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ
مترجم تفریق ہندی مدرسے کا ہے جب اس بندے نے نسخہ ہدایت الاسلام کی جلد اول سے فراغت
کی اور صاحب ممدوح کی خدمت مین اظہار کیا ارشاد ہوا کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان ریختے مین کر
اگرچہ یہ کتاب بغایت مغلق اور دقیق المضمون اول سے آخر تک تمام مسائل حکمی اور تدقیقات علمی سے
مشحون ہے اور ترجمہ کرنا اُسکا مستلزم تجرید مادہ جسمانی اور اسقاط قوائے انسانی کا ہے لیکن بمقتضائے
نمکخواری کے صورت انکار کی مناسب نہ دیکھی اور افضال حقیقی پر توکل کر کے اُسمین اقدام کیا لیکن
اسکے خطبے کے بدلے دوسرا خطبہ علیحدہ لکھکر ضمیمہ اس ترجمے کا کر کے حکمت علمی کی تقسیم سے شروع کیا اور حتی
المقدور اُس کے تسہیل کرنے مین کوتاہی نہین کی مگر اون اصطلاحون کا جن کا ترجمہ اس زبان مین
ممکن نہین انشاء اللہ تعالیٰ بعد اتمام کے اُن اصطلاحون کی تفسیر اشارے و کنایے سے کر کے جدی
ایک فرہنگ مختصر تخمینا بمقدار دو تین جزو کے آخر کتاب مین ملحق کی جائیگی جس کسی کو کسی لفظ مین شبہہ
ہو تو اس فرہنگ مین دیکھ لے اور جا بجا کہین زیادتی کر کے ترجمہ لفظی چھوڑ سہل ہونے کے لیے مطلب
بیان کر دیا ہے پر ترتیب اس ترجمے کی باعتبار ابواب و فصول کی مطابق اصل کتاب کی باقی رہے
نام اس کا جامع الاخلاق رکھا لیکن اُن بزرگون سے جو مذاق علمی رکھتے ہین یہ عرض کرتا ہون کہ جو حقیقت

اس کو ملاحظہ کرین تو بمقتضاے الانسان مشتق من النسیان و الانسان مرکب من الخطاء کے اگر کہین سہوا
خطا دیکھین تو مہربانی سے دامن عفو سے اُس کو چھپا دین اور بطور اصلاح بنا دین اور زبان طعن اس قلیل
البضاعت پر نہ کھولین فرد وہ کونسا بشر ہے کہ جس سے خطا نہو بالفرض اگر کمال مین وہ بو علی بھی ہو شعر توکلت
علی اللہ و ہو حسبی و نعم الوکیل تقسیم جبکہ مقاصد اس کتاب کے قواعد حکمت عملی کے ہین اور وہ عبارت ہے
احوال نفس ناطقہ انسانی کی جاننے سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا برے افعال اُس سے ہو سکین تا اس علم کے
سبب بری صفتون سے چھوٹ کر اچھی خصلتون کی آرایش سے آراستہ ہو اور جس کمال کیطرف وہ متوجہ ہے اسے
حاصل ہو افعال دو قسم کے ہین ایک وہ ہے جو ہر ایک شخص سے علاقہ رکھے اُسی علم اخلاق و فرہنگ کہتے ہین دوسرے
وہ جو ایک جماعت سے تعلق رکھے اسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے کہ علاقہ اُن لوگون سے رکھے جو ایک حویلی
مین ایک ساتھ گذران کرتے ہین اوس کو علم کدخدائی اور بند و بست خانہ داری کہتے ہین دوسرے وہ
کہ تعلق رکھے اُن آدمیون سے جو ایک شہر یا ایک ملک مین رہتے ہین اس علم کا نام ملک داری اور سیاست
مدنی ہے پس بالضرور مقاصد اس کتاب کے موسوم بلوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق ہے تین قسمون کے درمیان
منحصر ہوئے ہرگاہ کہ طریقے مدونین کے مقتضے اس کے ہین کہ مقدمہ کو جو مشتمل ہے تھوڑی سی ایسی یقینی باتون پر کہ
فن مقصود سے علاقہ رکھین اور شروع کرنے والے کی آنکھین اُنسے کھل جائین اور مقاصد کے تحصیل کرنے کے
لیے اسکی اعانت ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجیے اس واسطے ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہے
مقدمہ سے بیان کرنے مین اُن باتون کے اور تین لامع پر ان تینون مقصدون پر مقرر ہوئی اور ابواب
و فصول کی تعبیر لمع اور مانند اُسکے کی گئی لیکن توفیق اسکی اللہ ہی سے ہے اور ہم اُسکے سوا کسی کی عبادت
نہین کرتے اور کمک نہین چاہتے مگر اُس سے مطلع حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے آسمانون
اور زمینون کو اور اُن کو جو اُن دونون کے درمیان ہین بطریق بازی کے پیدا نہین کیا اور فرمایا ہے
کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا حالانکہ ہماری طرف رجوع کروگے یہ خلاصہ تقریر اور
یہ ترجمہ بدون تصرف کلی ہے ان دونون نیر قدسی کے پرتو سے منظر تحقیق کے دیکھنے والون کو یہ معنی نظر آتے ہین
کہ عالم کون و فساد کے ذرون اور جہان امکان کی حقیقتون کو جنھین شہرستان عدم سے لاکر کرسی وجود پر جلوہ
دیا اور ایک آیت کے گلگونہ سے جسکے معنی یہ ہین رنگ ہے خدا کا ہے اور کون شخص خدا سے رنگریزی مین بہتر ہے اور ہستہ

کر کے معرض ظہور مین لایا بموجب اِس آیت کے جس کا مضمون یہ ہی ہر شے کو اُسکی پیدایش عطا کی پھر
ہدایت کی ہر ایک کی ایک نہایت اور ایک مصلحت ہی جو اُسکے نتیجے کے برابر ہی اگرچہ فعل جواد مطلق اور
فعال برحق کا معلل بالغرض نہین ہی یعنی فعل فاعل حقیقی چندان غرض سے تعلق نہین رکھتا ہی لیکن بمصداق
فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ حکمت ومصلحت اور نہایت نتیجہ سے بھی خالی نہین ہوتا یہان ایک خطرہ منظور ہوتا ہی اور
وہ یہ کہ بفحوای مضمون ہدایت مشحون آیہ کریمہ یفعل اللّٰہ ما یشاء و اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ثابت
ہو گیا کہ فاعل حقیقی کا فعل علت اور غرض کی حاجت بالکل نہین رکھتا اور اِس امر مین قطعیت لازم آئی لیکن عقلا
اور حکما کے نزدیک مواقع اور مواحل کی ضرورت ہوگی یعنی یہ بھی مان ہی لینا پڑیگا کہ مسبب الاسباب نے اس
عالم اسباب مین ہر ایک شی کیواسطے ایک سبب بھی فرد ای بنایا ہی اور اسی پر اس عالم اسباب کا دار مدار ہے
مگر بسبب قطعیت لازم آنے کے شانِ قادر برحق اور فاعل مطلق پر نظر کرکے سببیت جزئیہ اور کلیہ غیر ضروری بھی جائیگی
کما لا یخفی و ہو اظہر من الشمس و ابین من الامس چنانچہ یہ دونون مقدمے علم الٰہی مین دلائل یقینی اور حجتہای روشن
سے ثابت ہوئے ہین اور انسان کے پیدا کرنے کی غرض جو خلاصۂ امکان اور عین اعیان اور خلاصہ جہان کا ہی
خلافت الٰہی ہے چنانچہ معنی آیہ کریمہ کے بلاشبہ مین زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا اور مضمون اُس آیت کا جسکے معنی
یہ ہین وہ خدا ایسا ہی جسنے تمکو زمین پر خلیفہ کیا خبر دیرہے ہین اور اُس آیت کے درمیان جسکے معنی یہ ہین
کہ تحقیق مین نے امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے نزدیک ظاہر کیا انھون نے اُسکے اُٹھانے
سے انکار کیا اور اُس سے ڈرے پر اُٹھایا اُس کو انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم کرنے والا اور
بڑا نادان تھا اگر امانت کو عقل یا تکلیف شرعی سے تعبیر کرین جیسے مشہور تعبیرون مین مذکور ہے تو اول صورت
پر فرشتے اور جن انسان کے ساتھ عقل مین شریک ہین اور وجہ ثانی پر تکلیف شرعی مین جن اور آدمی برابر
ہین پس بار امانت کا اٹھانا مخصوص انسان ہی سے نہین حالانکہ آیت کے روش سے تخصیص انسان
کی مفہوم ہوتی ہی جیسا کہ یہ ظاہر ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ تعبیر اس کی خدا کی نیابت سے کیجیے کیونکہ اس بار
عظیم کے اُٹھانے کے لائق انسان ضعیف البنیان کے سوا کوئی نہین طبیعت ہستی کا اپنے بوجھ نہین گرانھا
سکون :: پر بار عشق سے مجھے انکار ہی نہین :: فرد آسمان بار امانت کو اٹھا جب نہ سکا :: قرعہ تب نام
سے پھینکا ہی بنی آدم کے :: رتبہ خلافت مین انسان کا مستحق ہونا اس لیے ہی کہ وہ کمال کی جہت سے ہر طرح

کی صفت کی قابل اس طور سے ہی کہ خدا کی ہر ایک قسم کے وصف کا جو اس عالم کے بلند و پست کا مدار ہے مظہر
ہو سکتا ہے اور عالم صورت و معنی کا انتظام کر سکتا ہے کیونکہ فرشتون کو اگرچہ قوت روحانی اور اُس کے
لوازم جیسے انوار علمی اور توابع اس کی لذات عقلی سو حسب پیدایش حاصل ہین پر آلات جسمانی اور اسباب
مدنی سے جو مدار تحمل خلافت کی ہین بالکل بے نصیب ہین اور اجسام فلکی کے اگرچہ قواعد حکمت کے رو سے
نفوس ناطقہ ہین لیکن کمالات آدمی کے فطری اور بدن اُن کی کیفیت اور طبیعت مختلف سو خالی ہین اور
ایک ہی مقام اور ایک ہی مرتبے کی سوا دوسرے مقام اور مرتبے کو نہین پہونچ سکتے اور نقص اور کمال
کی صفت سی بھی عاری ہین اور احوال اُنکے ایک ہی طور کے ہین اور عالم علوی اور سفلی کی سب حقیقتون کا
احاطہ بھی نہین کر سکتے بخلاف پیدایش انسانی کے کیونکہ وہ جمیع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا سائر ہی پہلے
ابتداء وجود مین وہ مرتبہ جمادی سو مرتبۂ نما کو اور نما سے مرتبۂ حیوانی کو پھر وہان سو درجۂ انسانی مین
پہونچا پھر جب لباس اعتدال مزاجی اور حلیۂ تعدیل قوای جسمانی اور نفسانی سو آرایش پاے تو بدن اور
روح کی جہت سو اجرام فلکی کے ساتھ مشابہت پیدا کرے کیونکہ دو ضدون کے درمیان آنا اُن سے
چھوٹ جانے کے برابر ہے پھر بسبب اس تصفیۂ روحانی کے مانند نفوس فلکی کے آئینہ دل مین صورت حال و
ماضی و استقبال کے مشاہدہ کرے یہ مرتبہ یا اس لیے ہی کہ وہ عالم مثال سو جو اساطین حکما کے نزدیک
حکمت بیانی و عیانی سے ثابت ہے آگاہ ہو جاتا ہے یا اس واسطے ہے کہ پرتو صورت قدسی کا نفس ناطقہ
کی شمع روشن سے اس کے چراغ خیال مین آتا ہے پھر تمثیل اُس کی بطور صورت جسمانی کے جیسے آئینہ
کے درمیان عکس نظر آتا چنانچہ بعض حکما کی راے اس پر متفق ہے مشاہدہ کرتا ہے اور جب اس مرتبہ
سے ترقی کر کے نفی ماسوا اللہ کا یقین حاصل کرے اور ہمت کے پانون سو معراج تقدس پر جاوے اور
شاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرے تب مقرب فرشتون کے زمرے بلکہ برتر نگہبانون کی صف مین داخل
ہو ساتھ اُس کے مقصود ایک مقام مین بھی منزل ہے بلکہ جہان چاہے وہان بار اوتارے **ابیات**
ہر اک صورت کے قابل ہے مرا دل ❊ نہین ہے فرق یہان دیر و حرم مین ❊ ہوا ہے جب سو میرا عشق
مذہب ❊ خدائی مین نے دیکھی ہر صنم مین ❊ اور اسی سبب سے اہل سنت اور جماعت کے اماموں نے
جو گروہ خلق اللہ کے مالک ہین اس پر اتفاق کیا ہے کہ آدمی کے خواص فرشتے کی خواص سو افضل ہین

بیت ہو آدمی جو کبھی تو ملک سے در گذر سے ؛ کہ سجدہ گہ ہے فرشتون کی آدم خاکی ؛ لیکن عوام بشر اور عوام فرشتون کے درمیان اختلاف کیا بعضے کہتے ہین کہ عوام آدمی افضل ہین چنانچہ علم کلام کی مشہور کتابو مین مذکور ہے اور بعضے برعکس اس کے کہتے ہین پر خواص فرشتون کے افضل ہونے مین عوام آدمی سے کچھ شک نہین اور حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے جو مدینۂ علم کے دروازے ہین اور دروازہ انکا یقین کے طلب کرنیوالون کا مرجع ہے منقول ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو عقل بدون خواہش اور غضب کے دی ہے اور حیوانون کو خواہش اور غضب بغیر عقل کے عنایت کی اور انسان کو دونون بخشے ہیں پس اگر انسان اپنی حرص اور غضب کو تابع عقل کے کر کے کمال عقلی کے مرتبہ کو پہونچے تو مرتبہ اس کا فرشتون کے مرتبہ سے برتر ہوے کیونکہ انسان باوجود اتنے موانع کے اپنی سعی اور کوشش اختیاری سے مرتبۂ کمال کو پہونچا بخلاف فرشتون کے اس لیے کہ مرتبۂ کمال مین ان کا کوئی مزاحم نہین بلکہ انمین کچھ انکا اختیار نہین اور جو عقل کو مغلوب ہوا و حرص اور غضب کا کرے تو چارپایون کے مرتبے سے بھی اُتر جاے اس واسطے کہ وہ بسبب کم عقلی کے فرمانبردار شہوت و غضب کے ہو سکتے ہین بنا بر اس کے تحصیل کمال سے معذور ہین بخلاف آدمی کے **قطعہ** آدمی زادہ طرفہ معجون ہے ؛ ہوا پیدا ملک و حیوان سے ؛ گر کرے خواہش اُس کی اس سے گھٹے ؛ جو کرے میل اُسکی اس سے بڑھے ؛ فرشتون کہ انسان کو ترجیح دینے مین حکیمون سے جو خلاف کہ منقول ہے اُس کے اُٹھانے اور فریقین کی باتونکی تطبیق دینے کے لیے صاحب اصطلاحات یعنی شیخ عبدالرزاق صوفی نے یہ تقریر کی ہے کہ شرافت غیر ہے کمال کی کیونکہ سلسلۂ ایجاد مین شرافت ہر ایک شخص کی حسب قرب مرتبے کے ہے اس مبدأ حقیقی کے ساتھ اور مطابق غلبۂ روحانی اور صفاے قلبی کے جو لازم اُس کے ہے اور کمال بسبب جامعیت کے ہے پس فرشتے اگرچہ بنا بر قلت اسباب اور کثرت احکام تجرد کے انسان سے اشرف ہین لیکن انسان جامعیت اور احاطۂ کمال کی جہت سے اُنسے افضل ہے اور دونون فریقون کی باتون کو اگر ایک ہی تقریر پر قیاس کرین اور پورے طور پر بیان کرین تو اختلاف اتفاق سے بدل جاے اور نزع درمیان سے اُٹھے لیکن توفیق اُس کی اللہ تعالی ہی سے ہے **تنویر** انسان کی خلافت کی تحقیق دو چیز پر موقوف ہے ایک حکمت بالغہ جو عبارت ہے کمال علمی سے دوسرے قدرت فاضلہ کہ عبارت کمال عملی سے ہے لیکن یہ بات

اس صورت مین مبنی ہو کہ حکمت کی تعبیر اس طور سے کرین کہ وہ فقط علم ہے احوال موجودات کا او
عمل کو اس کی حقیقت سے خارج رکھین لیکن اُس صورت پر جو تعریف اُس کی کرین کہ وہ عبارت ہے
نفس ناطقہ کے پہونچنے سے اس کمال کو جو علم و عمل کی دونون جانب مین اُس سے ممکن ہو تو احتیاج
دوسری قید کی نہین اس لیے کہ اسی صورت مین عمل حکمت کی حقیقت مین داخل ہے اور یہی تفسیر بہتر
ہے کیون کہ وہ اصل معنی کے موافق ہے اس واسطے کہ اصل لغت کے رو سے حکمت کے معنی
سچ بولنا اور اچھا کام کرنا اور نص قرآنی بھی جسکے معنی یہ ہین کہ جس شخص کو حکمت عطا کی جاے تو
بے شبہہ اُسے بہت بہتری دی جاے اِس معنے سے مناسبت رکھتی ہے اور تفسیر اول پر مانند
اُس آیت کے جس کا مضمون یہ ہے کہ تحقیق بے شبہہ تو ہی علیم حکیم ہے الفاظ مترادف کے عطف کی قسم
سے ہے اور شک نہین کہ قیاس کرنا اُس کا تاسیس پر تاکید سے اولی ہے اور حکیمون نے حکمت کی
تعریف مین جو کہا ہے کہ وہ اللہ سے مشابہت پیدا کرتی ہے سو تفسیر ثانی ہے کیون کہ بدون اخلاق
الٰہی کے تشبیہ تام نہین ہوتی اور یہ بات ثابت ہے کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجہ کمال کو نہین
پہونچتا چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہے کہ علم بدون عمل کے وبال ہے اور عمل
بدون علم کے ضلال اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم بے عمل سے خدا کی پناہ مانگی اور فرمایا ہے اے
پروردگار مین ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہون جو نفع نہ بخشے پر مراد اس علم سے جو حکمت کی تعریف
مین مذکور ہے صرف یاد کرنا اُن باتون کا نہین جو کتابون مین مشہور ہین بلکہ اصل مطالب کی تفتیش
کرنی خواہ نظر ظاہری اور استدلال سے حاصل ہو جیسے وہ طریق اہل نظر کا ہے اُنکو علما کہتے ہین یا تصفیۂ
باطنی اور استکمال کی رو سے حاصل ہو چنانچہ یہ راہ اہل فقر کی ہے اُنکو عرفا اور اولیا کہتے ہین پر
حقیقت کی رو سے دونون فریق حکیم ہین لیکن فریق ثانی جب کہ محض بخشایش ربانی سے درجہ کمال کو
پہونچا اور مکتب سے اُس کے کہ سکھایا مینے اُسکو اپنے علم مین سے سبق پڑھا اور اُس راہ مین شک کے
کانٹے اور بگولے وہم کے کمتر ہین اور یہ راہ بہشتون کی درانفش کی طرف کہ وہ لوگ برگزیدہ خلائق کے
ہین بہت ہی نزدیک ہے اس لیے وہ سب سے اشرف اور اعلی ہین غرض وہ دونون راہین سالک کو
مقام مقصود تک پہونچانے کو اچھی اور سیدھی ہین ایکی طرف سبکی بازگشت ہے محققون کے نزدیک

ان دونون طریقون مین کچھ اختلاف نہین ہے چنانچہ منقول ہے کہ شیخ عارف محقق پیشواء ارباب مشاہدہ
کے برگزیدہ عین الانسان کے شیخ ابوسعید بن ابوالخیر کو فخر المتقدمین شرف المتاخرین شہرۂ انام مقبول
خواص و عوام حکیمونکے امام شیخ ابوعلی بن سینا سے قدس اللہ تعالیٰ روحہما اتفاق صحبتی کا ہوا بعد انقضاے
مجلس ایک نے کہا جو وہ جانتا ہے سو مین دیکھتا ہون دوسرے نے کہا جو وہ دیکھتا ہے سو مین جانتا ہون حکیمون مین
سے کسی نے اس طریق کا انکار نہین کیا بلکہ اُسکو ثابت کیا ہے چنانچہ ارسطاطالیس کہتا ہے یہ مشہور
باتین مرتبۂ مقصود کے لیے زینے کی مثال ہین پس جسنے ارادہ کیا کہ اُسے حاصل کرے چاہیے کہ انکے واسطے
دوسری فکر پیدا کرے اور فلاطون الٰہی نے فرمایا ہے کہ مجھے ہزار مسئلے ایسے حاصل ہوئے کہ اُنپر کوئی دلیل نہین
ہے اور شیخ بوعلی اشارات کے مقامات العارفین مین فرماتے ہین جو چاہے کہ انھین پہچانے پس چاہیے
کہ درجہ بدرجہ ترقی کرے یہانتک کہ صاحب مشاہدہ سے ہو نہ اہل مشافہہ سے اور نہایت کے پہونچنے
والون مین سے ہو نہ فقط خبر کے سننے والون مین سے اور حکیم شیخ شہاب الدین مقتول جو قدیم حکیمون کی رسوم
کے زندہ کرنے والون مین ہین تلویحات مین نقل کرتے ہین کہ مین نے جلسۂ لطیفی مین جسے اس فریق کی
اصطلاح مین غیبت کہتے ہین ارسطو کو دیکھا اور ادراک کی تحقیق مین جو حکمت کے مشکل مسئلون مین سے ہے
کئی باتین اس سے مین نے پوچھین اُسنے اپنے استاد فلاطون کی مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اُسکے
کمال کی کرنے لگا تو مین نے پوچھا کہ متاخرین حکیمون مین سے کوئی اُسکے برابر تھا کہا کہ نہین بلکہ ستر ہزار حصہ مین سے
ایک حصہ بھی نہین پھر اہل اسلام کے بعضے حکیمونکی صفت پوچھی کسی کی طرف اُسنے التفات نکیا پھر احوال
ارباب کشف و مشاہدے کا جیسے جنید بغدادیؒ و ابویزید بسطامیؒ و سہیل بن عبداللہ تستری ہین مذکور
ہوا کہا اُسنے کہ وے بے شبہہ حکیم ہین لیکن اس راہ مین بہت سے خوف اور خطرے ہین کیونکہ وسوسے اور
فریب اور خیالات فاسدہ بیابان طلب کے چلنے والے کو حیران اور سرگردان رکھتے ہین اور بڑا فساد یہ
ہے کہ تھوڑی نمائش سے جس طرح میدانون مین سراب نظر آتا اور پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ
جب اوس کے نزدیک آیا تو کچھ نپایا طلب کی راہ سے رہ جاتے ہین پھر جب اُن کو اصل حقیقت پر تنبیہ
ہوتی ہے تو حسرت اور ندامت کے سوا کوئی چیز اُن کے ہاتھ نہین لگتی **بیت** اس دشت مین سر
دور لب آب ہے طالب ؛ ہشیار تجھے غول بیابان کا دہکا ہے ؛ میدان کے طے کرنے والے

بہت ہین پر منزل کے پہونچنے ہارے تھوڑے اور اس راہ کے دکھانے والے جو عبارت مرشد کامل سے ہے کم ہوتے ہین اور ہونے سے بھی پہچان اُن کی محال یا مشکل ہو کیونکہ کمالات انسانی کو سوا صاحب کمال کے نہین پہچانتا اور جوہر کی قیمت بدون جوہری کے کون جانتا ہے **بیت** ہُدہُد و سیمرغ کے قصے سے واقف کون ہے ؛: ہان مگر جو اُن پرندون کے سمجھتا ہو کلام ؛: اور اکثر آدمی تصویر طمع پر بھول جاتے ہین اس لیے اس معشوق اصلی کے جمال سے محروم رہتے ہین **بیت** خرمہرے کو مقابل یاقوت وہ کرین ؛: سنگ سیہ سے چاہین کہ سونا خرید لین ؛: اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بتدی فریب کھا کر اپنا نقد عمر کسی ناقص کی خدمت مین اُسے کامل جان کر رایگان کرتے ہین نادان گمراہون سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہین اس واسطے اکثر علما آدمیون کو نظر و فکر کے طریقے کی ترغیب دیتے ہین حالانکہ تصفیہ باطنی کے طریقے مین بھی احتیاج اُسکی ہے کیونکہ سالک اگر علم رسمی سے بالکل بے نصیب ہو تو افراط و تفریط کے گرداب سے بچ نہین سکتا اور شریعت و حکمت کے برخلاف سے خالی نہین رہتا اور نہ چاہیے کہ بسبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سے رہجاے یا بڑھ جاے یہان تک کہ اسکے مزاج مین خلل لازم آئے استعداد اُسکی باطل ہووے اسی واسطے جن و انسان کی ہدایت کرنے والے علیہ و آلہ افضل التحیۃ والسلام فرماتے ہین کہ خدا تعالی جاہل کو ہرگز اپنا دوست نہین کرتا اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ میری پیٹھ کو دو آدمیون نے توڑا عابد جاہل اور عالم فاسق (تبصرہ) جبکہ معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا کرنے سے غرض خلافت الٰہی ہے اور تحقیق اُسکی علم و عمل پر موقوف ہے پس جو علم کہ وسیلہ اُسکا ہو سکتا ہے وہ اور سب علمون کی نسبت سے نہایت مقصود ہوگا سو حکمت عملی ہے کہ اُسے طب روحانی کہتے ہین کیونکہ اُسکی پہچان سے اعتدال خلقی پر جو صحت بدنی ہے برابر ہے قاو ہو سکتا اور اُسکی بُری خصلتون سے چھوٹتا ہے جیسے صحت بدنی کی احتیاط سے مرض و بیماری سے بچ رہتا ہے اور تفصیل کلام کی اس مقام مین اس طور سے ہے کہ شرافت ہر ایک علم کی اُس کے موضوع یا اُس کی غرض منفعت کی شرافت یا اُسکی دلیل کی استواری سے ہے اور یہ علم ان تینون اعتبار سے اشرف ہے کیونکہ موضوع اس کا نفس ناطقہ انسانی ہے اس رو سے کہ اچھے یا بُرے کام اُسکے ارادے سے اُس سے ہون اور نفس انسانی کی شرافت سابق تقریرون کے

تو اسسے معلوم ہوئی ہے اور غرض اوسی کمال انسانی کا ہے اور دلیل اوس منفعت کی زیادہ اوس سے ہے کہ نفس انسانی جو چارپایون اور درندون کے مرتبے بلکہ اُس سے بھی فروتر اس علم کے وسیلے سے فرشتے سے بھی رتبہ عالی کو پہونچتا ہے اسیواسطے بعضے بزرگون نے اُس کو اکسیر اعظم کہا کیونکہ انسان جو سب سے ناقص ہے اس علم کے سبب اس مرتبے کو پہونچتا ہے جو سب موجودات امکانی سے اشرف ہے اسیواسطے ان قدیم حکیمون نے جنھون نے ذریے تو حکمت کا ثبوت کی اور وزن شمع سے لیا تھا فضیلت کی طلب کرنیوالون کو پہلے علم اخلاق کے پڑھنے کے لیے پھر علم منطق کے بعد اوسکے علم ریاضی اور علم طبیعی کے زان بعد علم الٰہی کے واسطے ارشاد فرمایا پر حکیم ابو علی مسکویہ نے ریاضی کو منطق پر مقدم رکھا ہے اور یہ راہ طلب کی طرف بہت نزدیک ہے کیونکہ علم ریاضی کی مشاقی نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا ہے اور قوت استنباط اور استقلال کی اسکو حاصل ہوتی ہے اور تکلف و تحقیق و تعسف و تدقیق کے درمیان تفرقہ کرنا شعار اُسکا ہو جاتا ہے اور اکثر منطقی جو علم ریاضی سے ناواقف ہین اُن صفتون کے برعکس موسوم ہوتے ہین بلکہ شور و شغب اور جنگ جدال ہی کو کمال جانتے اور نہایت تحقیق کو مغالطہ اور شک خیالی کرتے ہین اور اسی سبب افلاطون نے اپنے دروازے پر لکھ دیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نجانے وہ میرے گھر نہ آے غرض سب حکیمون کے نزدیک علم تہذیب الاخلاق کا تمام علمون پر مقدم ہے اور بقراط حکیم نے کہا ہے جو بدن کہ اخلاط فاسدہ سے خالی نہین جتنا تو اسے کھانے کو دے اُتنی ہی اُسکی بیماری بڑھا ہے یہ اشارہ اُسکی طرف ہے کہ جو شخص بدخلقی سے چھوٹا نہین سیکھنا اُسکا علم حکمت کو سبب اُسکے زیادہ فساد کا ہوتا ہے اسی واسطے اُسکے مزاج مین غرور اور تکبر آتا ہے اور بھلے آدمیون کی ایذا اور بڑے فاضلون سے لڑنے کو تیار ہوتا ہے تحقیق اسکی یہ ہے کہ اکثر طالب علم جو جنگ جدل و حیلہ جوئی سے باز نہین رہتے سبب اسکا یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ پر جسکے معنی یہ ہین کہ تم اپنے گھرون مین اُن کے دروازون سے آو عمل نہین کرتے اور پہلے ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہین کرتے اور جنھون نے فقط سُنا ہے کہ حکمت تقلید کی قید سے چھوڑاتی اور پایہ تحقیق کو پہونچاتی ہے پر اوسکی معنی نہ سمجھکر اپنے خیال باطل سے کہتے ہین کہ حکمت شرع کے احکام اور دین و مذہب کے قوانین سے باز رکھتی اور وہ ہوا و حرص اور اپنی طبیعت کی خواہشون کے تابع ہو کر شرع کی رسوم سے جو راہ طلب کے چلنے والون کے ہتھیار ہین بے نصیب ہو کر منہ کھلے چارپایون کی مثال آب و دانہ کی طرف دوڑتے ہین اور درندون کے مانند اپنے ہمسرون کے ایذا کے لیے اور سلف کے بزرگون کے اوپر طعن کرنے کو شکر گزاری

طالب کرنے والون پر واجب ہی دانت پیستے اور منہ کھولتے ہین اور اپنی عقل کی کوتاہی سے اصل
حقیقت کو نہ سمجھکر مانند اُن لوگون کے جنھین شیطانون نے دنیا مین گمراہ کیا ہے حیران رہتے وہ
بہکے بکے سے نہ ادھر کے ہین اور نہ اُدھر کے اور اسی کا ثمرہ ہے کہ حکمت جو خمیرہ ربانی اور
چشمہ زندگانی ہے اور قرآن و حدیث اکثر موضع مین بھی اُس کی تعریف ہی اُن کوتاہ ہمتون
کی بدخوئی سے **مصرع** بدنام کرنے والے ہین وہ نیکنام کرے: محل طعن کی ہو ذُحق تعالےٰ
ہمین اور سب مسلمانون کو اُن کے بہتان اور اُن کے فعل اور اعتقاد کی لغزش سے نگاہ رکھے
ہر بات کی کمک خدا ہی سے ہے **کشف غطا** یعنی شک کا پردہ اُٹھانا شاید کہ پردہ
شبہے کا طلب گارون کی چشم بینا کو جملہ ارشاد کی اُن دوشیزہ عروسون اور پاکیزہ دلہنون کی
دید کا مانع ہو اور اسلیے پہلے واجب ہی کہ تقریر شبہے کی کیجیے پھر اُسکے اُٹھانے کی سعی
تقریر شبہے کی اس طور سے ہے کہ منفعت اس فن کی اس وقت متحقق ہو کہ اخلاق تغیر
و تبدیل کی لیاقت رکھین لیکن ظہور اُس کا پردہ خفا مین مستور ہے اور پیغمبر کی اُس حدیث سے جسکے
معنی یہ ہین کہ جب سنو تم کہ پہاڑ اپنے مکان سے ٹل گیا تو یقین جانو اور اگر سنو کہ مرد اپنی خو
سے باز رہا تو باور نہ کیجیو کیونکہ جس چیز کے ساتھ وہ پیدا ہوا ہی جلد اُسکی طرف رجوع کریگا صریح
معلوم ہوتا ہی کہ اخلاق زوال پذیر نہین اور قوانین حکمت سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ خلق تابع مزاج
کے ہی اور مزاج متبدل نہین ہوتا اگر کوئی اُس بات سے انکار کرے اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل
ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بلکہ ہر وقت مین مختلف ہوتا ہی تو جواب
اُس کا یہ ہی کہ ہر ایک شخص کے لیے ایک عرض مزاج متوسط سے افراط کی ایک
حد معین اور تفریط کی ایک حد معین کے درمیان چارون کیفیتون مین سے ہر ایک کیفیت مین اور ممکن
ہی کہ اُس کے عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی خو لازم ہو کہ اُسکے جانے سے مزاج شخصی اُسکا جاتا
رہی کیونکہ رہنا اُسکا بغیر اُسکے محال اب اُس خو کے دور کرنے کا قصد کرنا سراسر عیب ہے
مصرع کہ دھونے سے زنگی نہ ہووے سفید: اور حدیث نبوی مین واقع ہی کہ آدمی سونے روپے
کی کھان کے برابر ہے جو ایام جاہلیت مین اچھے ہین سو زمان اسلام مین بھی اچھے ہین جب

ہمین یہیں سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل فضیلت کی سرشت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صفائی ہے اور
کثافت ذاتی اور خساست اصلی کے ساتھ اُسکی تکمیل کی سعی کرنی ویسی ہی جیسے کوئی شیشے کو جلا دیکر
چاہی کہ لعل و یاقوت کے درجے کو پہونچا دے یا لوہے کو صیقل کر کے سونے اور روپے کے مرتبہ مین لاوے
اور یہ خیال محال ہی بیت جام جم کا جوہر طینت ہوا ور بے کان ہی :: تو توقع کوزہ گر کے گل سے
کیون رکھتا ہی بس ہو یہی تقریر شبہے کی تفصیل کی رو سے ہے اُسکے اُٹھانے کیلیے تمہید ایک مقدمے
کی ضرور ہی وہ یہ ہی کہ خلق نام ہی ایک ملکہ کا جو نفس انسانی مین ہے کہ بسبب اُسکے صدور فعل کا اُس سے
بطریق سہل بغیر فکر و اندیشے کے ہوتا ہے اور ملکہ نام ہے ایک کیفیت راسخ کا جو نفس انسانی مین ہے
پر حکمت نظری سے معلوم ہوا ہے کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہو اُس کو حال کہتے ہین اور جو
بطی الزوال ہو تو ملکہ اور خلق جو نفس انسانی مین پیدا ہوتا ہی اُسکا سبب دو چیزین ہین پہلی طبیعت
چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدایش مین اسوجہ پر ہی کہ استعداد کیفیت خاص کی اسمین زیادہ ہوتا کہ ادنے
سبب سے اس کیفیت سے وہ تکیف ہو جیسا مزاج شخصی غضب کا گرم و خشک اور شہوت کا گرم و تر
و نسیان کا سرد و تر اور بلادت کا سرد و خشک ہی تفصیل اسکی حکمت اور طب کی کتابون مین ظاہر ہے
دوسری عادت وہ اس طور سے ہی کہ کوئی شخص ابتدا مین اپنے اختیار کے ساتھ ایک
فعل کو بار بار کرنے سے خوگر ایسا ہوا ہے کہ وہ کام بغیر فکر و اندیشے کے بآسانی اُس سے
ظاہر ہوتا ہے اب وہ فعل گویا بطریق خو کے ہو گیا اور بعضے یہ کہتے ہین کہ سب اخلاق طبیعی ہین یعنے
طبیعت کی خواہش ہے اور قابل زوال کے نہین چنانچہ شبہے کی تقریر مین مذکور ہوا اور ایک گروہ
اسپر ہے کہ بعض خلق طبیعت کی اقتضا سے ہے وہ قابل زوال کے نہین اور بعض بطور عادت کے اور
قابل زوال کے ہی اور ایک فریق یہ کہتا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہے اور نہ اُسکو مخالف بلکہ
نفس انسانی پیدایش ہی مین تضادگی دونون جانب کو قبول کرتا ہی جسکو اپنے مزاج کے موافق پاتا ہے اُسکو
بآسانی قبول کرتا ہی اور جسکو مخالف اُسکو بدشواری اور ایک جماعت اُسکی قائل ہی کہ آدمی اصل فطرت سے
بہتر اور نیک ہی لیکن ہوا و حرص اور شہوت پرستی و بُرے کامونسے بدخو اور شریر ہوتا ہی لیکن حکمائے قدیم کا
ایک گروہ برخلاف اس کے ہی اور یہ کہتا ہے کہ انسان اپنی سرشت مین طبیعت کے گردے سے پیدا ہے

اور نفس انسانی اپنی ذات مین ایک نور ہے تاریکی سے ملا پس اُسکی طینت ہی مین شر لگا ہوا ہے لیکن
بسبب تعلیم و تادیب کے اچھا ہوتا ہے اگر تاریکی اُس کی روشنی پر غالب نہو اور جالینوس یہ کہتا ہے کہ بعضے
آدمی اپنی پیدایش مین نیک ہین اور بعضے بد اور بعضے دونون کے قابل اور وہ اپنے مذہب کے ثابت
کرنے کیلیے یہ دلیل لاتا ہے کہ اگر تمام آدمی اپنی سرشت ہی سے نیک ہوتے اور شرارت انمین عارضی ہوتی
تو وہ یا آپ ہی سے شرارت کو سیکھتے یا غیر سے اول صورت پر انکی طبیعت مین ایک ایسی استعداد پائی
جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وہ اپنی سرشت مین نیک نہون اور یہ خلاف مفروض ہے اور
جو انمین استعداد نیکی و بدی دونون کی ہوتی اور قوت شر کی غالب تو بھی یہی لازم آتا ہے اور دوسری
صورت پر بھی یعنے اگر شرارت غیر سے سیکھین تو بھی خلاف لازم آتا ہے کیونکہ وہ اس غیر اعتبار سے
اصل طبیعت مین اپنی شریر تھا کہ اور دوسرے نے اس سے سیکھا اور اُسکے باطل کرنے کیلیے کہ سب آدمی اصل
پیدایش سے شریر ہین انھین دلیلون کو لاتا ہے پھر اُن دونون وجہ کو باطل کر کے یہ کہتا ہے کہ مین اپنی
آنکھون سے دیکھتا ہون کہ طبیعت بعضے آدمی کی نیکی کو چاہتی ہے اور وہ اُس سے کبھی باز نہین رہتا وہ لوگ تھوڑے
ہین اور بعضون کی طبیعت بدی کو وہ ہرگز نیکی کی خواہش نہین رکھتے اور وہ بہت ہین باقی متوسط ہین
کہ وہ نیکونکی صحبت سے نیک ہوتے ہین اور بدون کی صحبت سے بد یہ دلیل جالینوس کی وہ ہے کہ اخلاق
ناصری مین منقول ہوئی ہے لیکن داناؤن کی نزدیک ضعف اس دلیل کا چھپا نہین کیونکہ حسب قوانین حکمی
افراد نوع انسانی کے لیے زمانہ ابتدا کا نہین پس اس صورت مین ممکن ہے کہ شرارت اُسکی ہر ہر فرد
کو عارض ہو بسبب اُس غیر کے اسی طرح غیر متناہی زمانہ مین اس طور سے کہ انتہا اس عروض کا کسی شریر گذشتہ
تک نہو اگر کوئی کہے یہ موجب تسلسل کا ہے اور وہ باطل تو جواب اُسکا یہ ہے کہ اس طور کا تسلسل مضائقہ
نہین کیونکہ یہ تسلسل اسباب مین ہے اور وہ حکما کی نزدیک درست ہے اور دوسری وجہ کیلیے بھی تقریر
کافی ہے کیونکہ جائز ہے کہ عروض خیر کا بسبب غیر کے ہو غیر متناہی زمانہ مین لیکن بوعلی نے اپنی شفا کے بیچ
یہ کہا ہے کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ طوفانون کے سبب جو بڑی مدت مین ہون یا فلک البروج اور فلک
اطلس کو دونون منطقے کے ملجاتے یا قریب ملجانے کو اگر ہون یا اوج و حضیض کے بدل جانے یا کسی
اور سبب سے اکثر موضع زمین مین سے ایسے کہ وہان آبادی ہو سکتی اور جاندار جانور وہان رہ سکتے ہین

اور جو مکان دائرہ معدل النہار سے قریب ہین ایک اندازے بھر چوڑائی زمین کی پانی کے درمیان
ڈوب جاتی ہے اس صورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہین ایک جو ڈوبا ہوا دریا مین دوسرا وہ جو نکلا
ہوا لیکن وہان آبادی ہو نہین سکتی بہت چوڑائی کے سبب یعنی بسبب اُسکے کہ وہ دائرہ معدل النہار سے
دور اور قطب شمالی سے نزدیک ہے اس لیے سب جاندار اور گھاس پھوس ضائع ہو جاتے ہین پھر خود
بخود پیدا ہوتے ہین یعنی خلقت کل مخلوق کی خلقت بنی نوع انسان کیطرح نہین ہوتی کیونکہ اسکی خلقت مین
بروز مانہ تخلیق سے ایک قاعدہ کلی چلا آتا ہے اور وہ بطور دور و تسلسل اسی کے لیے مخصوص ہے اور جتنے نہین
اور انواع کے از خود پیدا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہین اسلیئے کہ انمین سے بہتون کو دیکھا ہے کہ از خود پیدا ہوے
اور جتنے سے بھی مثلاً بیشتر آدمی کے بال سے سانپ پیدا ہوتا اور بچھو گیلی اینٹ اور مینڈک پانی سے اور
بعض دوا یعنی خشخاش گھاس اور چوہے مٹی سے اور جو ایک مدت دراز تک کوئی انمین پیدا نہو وے تو اس
سے لازم نہین آتا ہے کہ کبھی نہ ہو کیونکہ شاید کسی وضع پر موقوف رہے کہ برسون تک ہوا کرے لیکن اولے
یہ ہے کہ عالم کے درمیان سب وہ چیزین برسون کے بعد پیدا ہوتے ہین جسکو قیامت عظمیٰ کہتے ہین بلکہ جسوقت
پیدائش ہر ایک شے کی حرکت ارادی پر مانند جماع کے مثلاً موقوف ہے اور جتنے ارادے سے ضروری نہین
تو بالضرور اُسکے قابل ہوا چاہیے کہ وہ خود بخود بھی پیدا ہوتے ہین تا سلسلہ ہر ایک نوع کا باقی رہے
کیونکہ ہر ایک شخص سے خلقت کا رہنا کچھ ضرور نہین اور نہ کسی شخص سے اُسکے بعد پھر کہا ہے کہ ہر ایک پیشے اور صنعتونمین
اگر کوئی تامل کرے تو اُس سے معلوم ہو کہ سب حادث ہین یعنی نو پیدا کسی شخص معین کی فکر سے حاصل ہوئے ہین
دلیل اُسکی یہ ہے کہ وہ روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہین اور انکا حادث ہونا اُس پر دلالت کرتا ہے کہ
انسان کا بھی بعد ٹوٹنے سلسلۂ حدوث کے کوئی مبدا ہے کیونکہ اکثر ان صنعتون سے ایسے ہین کہ بغیر اختصاص
بشر کے ساتھ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی کے طور متعارف سے باہر ہے ہو نہین سکتین پس ہر آئینہ جس شخص
نے اُن کو اختراع کیا ہو وہ اپنی ذات مین اُنسے بے نیاز ہو گا تاکہ دوسرون کے واسطے اختراع کرے
یہانتک کہ شیخ کی بات ہے اور اسی پر بنا ہے جالینوس کے مذہب کی لیکن اس مین بھی بہت سی باتین
ہین اور مناقشے کو دخل ہے جاننا چاہیے جالینوس کی مذہب کی بنا کی وجہ شیخ کے کلام پر یہ ہے کہ
خلاصہ تقریر فہم کا تناہی زمان کی ہے جو موجب ہے انتہاے عروض خیر یا شر کا کسی ایک خیر یا شر پر بالذات

تک مگر حکمار متاخرین نے یہ اختیار کیا ہے کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہو اور نہ اُوسکے برخلاف
تقریر اول کی یہ ہو کہ ہر ایک خلق قابل تغیر کے ہو اور جو قابل تغیر ہے وہ طبعی نہین اس سے یہ نتیجہ
نکلتا ہو کہ کوئی خلق طبیعی نہین صغرا کا بیان اسطور ہو ہے کہ مین آنکھون سے دیکھتا ہون کہ آدمی شریر
کی صحبت سے شرارت سیکھتے ہین اور نیکون کی مجلس سے نیکی چنانچہ لڑکون کی کیفیت خصوصًا اُن کے احوال
سے کہ جنھین غلام کرکے ایک مکان سے دوسرے مکانین لے جاتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تادیب اُنکو
اثر کرتی ہے اور وہ موافق استعداد کے خواہ باسانی یا بدشواری نیک خوئی اختیار کرتے ہین اور اخلاق
اگر قابل زوال کے نہوتے تو آدمیونمین امتیاز اور فکر کی استعداد بیفائدہ ہوتی اور قاعدہ سیاست و
تادیب کے عبث اور شریعت و دین کے احکام عیاذاً باللہ جھوٹ ہوتے حکیم ارسطاطالیس نے بھی کہا ہو
بُرے لوگ ادب و تعلیم سے اچھے ہوتے ہین پر بیان اُسکا کہ جو قابل زوال ہے وہ طبیعی نہین
ہوتا ظاہر ہے کیونکہ پانی کی خاصیت ذاتی نیچے کی طرف جانے کی ہے ہر چند اُسی باندھ سے بند رکھیے پھر جو وقت
ٹوٹ جائیگا تو فورًا وہ اُسی کی طرف رجوع کریگا ایسی ہی آگ کی خاصیت ذاتی اوپر کیطرف جانے کی ہے
اور کسی طرح سے بند نہین ہوتی اس بات کی بدیہی ہونے کے سبب مثالین تنبیہ کے لیے مذکور ہوئین اور اخلاق
ناصریمین بھی اسیطور سے بیان ہے لیکن جو مشتاق علم نظری کا ہو سو جانتا ہے کہ یہ دلیل بھی اقناعی ہو کیونکہ
اگر کوئی کہے تو کہہ سکتا ہو کہ جیسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعض اخلاق قابل زوال کے ہین ویسے ہی معلوم ہوتا ہو
جو بعض خلق بعضے شخص سے اصلا نہین چھوٹتا ہو علی الخصوص قوت فکری کے کمال مثلاً حدس یعنی جلدی کر مطلب
کا دل مین آنا اور یاد رکھنا اور اچھا سوچ اور اُنکی مثالون سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے آدمی ہر چند اُنکی
سعی کرتے ہین پر کچھ فائدہ نہین کرتی چنانچہ یہ حالت اس وقت کے اکثر طالب العلمونمین پائی جاتی ہو پھر
صرف اس دلیل کے رو سے کیونکر یہ بات کہی جاوے کہ کوئی خو طبیعی نہین اور سب خوئین چھوٹنے والی ہین غرض
استقرار تام یعنی مطلوب کی ہر فرد کے احوال مین خوض کرنا ہو نہین سکتا اور استقرار ناقص بھی تعین کا فائدہ
نہین دیتا کیونکہ جائز ہے کہ کوئی فرد برخلاف اُس کے ہو جیسے مین نے تقریر کی دلیل مین ثابت
کیا پھر ہدایت کا دعوی بے فائدہ ہو اور جو کوئی کہے کہ ان مثالون کا ذکر کرنا تنبیہ کے لیے ہو سو ممنوع
لیکن قوت تمیز کا بیکار رہنا اور سیاست اور تادیب کا عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا تب لازم

آے کہ اگر ایک خو بھی قابل زوال کی نہو اس کی تشبیہ مین یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی بیماری علاج سے دور
نہوتی تو علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اس بات کے جھوٹ ہونے مین کچھ شک نہین حاصل کلام یہ ہے کہ اکثر اسباب سیاست
تادیب سے کچھ اچھے ہوتے ہین چنانچہ ارسطاطالیس نے کہا ہے اگرچہ یہ حکم علی الاطلاق نہین لیکن بار بار سزا
دینے سے کچھ نہ کچھ اثر انمین پیدا ہوتا ہے گو اُس سے بد ذاتیان انکی بالکل نہین جاتین پر کچھ کم ہوتی ہین
یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی منفعت کا بیان اس دعوی کا محتاج نہین جو کہیے اگر تمام خو جھوٹ سکے بلکہ کچھ
انمین گھٹ جانا کافی ہے جیسے علم طب کی منفعت بالفرض اگر مانیے کہ بعضے خو نہین چھوٹتی ہے وہ نہایت کم ہے
اور ویسے لوگ بہت تھوڑے ہین انمین بھی اس علم کا قاعدہ شر کے گھٹ جانے کے طریق سے ہے پس کسی
طرح عبث ہونا سیاست کا اور تکلیف شرعی کا جھوٹ ہونا لازم نہین آیا کیونکہ اگر ایک شخص کی کسی بیماری مین
دوا اثر نہ کرے تو اُس سے علم طب کا کچھ نقصان نہین اگر کوئی کہے کہ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک
شخص کی تکلیف شرعی اُس کی بد خوئی چھڑانے کے مقابل ہے اور جائز ہے کہ کوئی خو ایسی ہو کہ
وہ ایک شخص سے نہین چھوٹتی پس چاہیے کہ وہ تکلیف شرعی سے باز رہے تو جواب اُس کا یہ ہے اگرچہ
اُسکے بچانے کا یقین نہین ہے پس شرع اور عقل کے حکم سے واجب ہے کہ وہ اُس کے چھوڑانے کی کوشش
کرے چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین اُس کا اشارہ ہے کیونکہ حضرت علیہ السلام نے
فرمایا ہے تم عمل کرو کیونکہ ہر ایک چیز آسان ہے اُس شخص کے لیے جسکے واسطے وہ پیدا ہوئی ہے ان بحثون سے معلوم
ہوتا ہے کہ اُنکی باتونکی بنا اس فن مین مسامحت پر ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بعد اُس سے اچھی تفصیل کے
ساتھ اُن مسامحات کے ارتکاب کرنے کے عذرون کی تمہید کا بیان ہوگا پہلا لامع درستی اخلاق مین
اسمین دس لمعے ہین (پہلا لمعہ) اچھی خصلتونکی تعداد مین حکمت طبیعی کی بحثون سے علم نفس کی بحث مین مقرر
ہوا ہے کہ نفس ناطقہ انسانی مین دو قوتین ہین ایک قوت ادراکی جسکے سبب ہر ایک شی کو جان سکے دوسری
قوت تحریکی جسکے سبب سے ہر ایک کا کاروبار کر سکے پر قوت ادراکی کے دو شعبے ہین پہلا عقل نظری وہ سبب
ہے صور علمیہ کے قبول کرنیکا مجردات سے دوسرا عقل عملی جسکے سبب ہر ایک آدمی اپنے بدن کو کاروبار مین
مشغول کرتا ہے پر یہ شعبہ یعنی عقل عملی باعتبار علاقہ رکھنے اُسکے قوت غضبی اور قوت شہوی کے ساتھ سبب
ہوتا ہے فعل کا جیسے آرزو کھانا پینا یا قبول فعل کا جیسے شرمندگی ہنسی رونا اور باعتبار اسکے کہ وہم

وخیال اُس سے استعمال کرنے سبب ہوتا ہے جزوی فکرون اور جزوی پیشونکا اور باعتبار نسبت کرنے اسکے عقل نظری کے ساتھہ ہوتا ہے اُس فکر کلی کا جو سبب ہو گا مون سے علاقہ رکھے جیسے معلوم کرنا اسکا کہ سچ کہنا اچھا اور جھوٹ کہنا برا ہے اور مانند اُس کے لیکن قوت تحریکی کے دو شعبے ہین سے ایک قوت غضبی ہے اور سبب ہے بری چیزون کے دفع کرنیکا بطریق غلبے کے دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب ہے اچھی چیزون کے لینے کا لیکن قوت غضبی کو چاہیے کہ بدن کی سب قوتون پر غالب رہے اس طور سے کہ ہرگز کسی سے کم زور نہو بلکہ سب اسکے حکم کے تابع اور اُس سے مغلوب رہین اور یہ قوت جسکو جس کام مین متعین کرے وہ اُسکو بخوبی انجام دیا کرے تاکہ آپس کی موافقت اور اسکی حکومت سے آفرینش انسان کی بادشاہت کا بندوبست اچھی طرح سے انجام پاوے اور کسی وجہ سے اس انتظام مین خلل کا دخل نہو اگر اسی طرح سے ہر ایک قوۃ اپنے کام مین جسطور سے کہ عقل کے موافق ہو اقدام کرے تو عقل نظری کی صفائی سے جو پہلا شعبہ قوت ادراکی کا ہے حکمت حاصل ہو اور عقل عملی کی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہے اسی قوت کا عدالت پیدا ہو اور قوت غضبی کی درستی سے شجاعت اور قوت شہوی کی صفائی سے پارسائی اسی کا نام کمال قوت عملی ہے اس تقریر کی رو سے اور دوسرے طریق سے لوگون نے کہا ہے کہ نفس انسانی مین جدا جدا تین قوتین ہین کہ بسبب اُنکے علحدہ علحدہ کام اس سے ظاہر ہوتے ہین موافق ارادے کی جسوقت ایک انمین سے دوسری پر غالب ہو وہ دوسری مغلوب یا معدوم ہو جاتی ہے انمین سے ایک قوت ناطقہ ہے اُسکو نفس ملکی و نفس مطمئنہ کہتے ہین وہ سبب ہے فکر و تمیز کا اور موجب اُس شوق کا ہے کہ جس سے اشیا کی حقیقتون مین فکر کیجیے دوسری قوت غضبی اُسکو نفس سبعی یعنی بھیڑیان اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنے والا کہتے ہین وہ سبب ہے غضب و دلیری اور پرخطر کامون پر اقدام کرنیکا اور جاہ و حشمت کے پیدا کرنے اور دشمن پر غالب ہونے کے شوق کا تیسری قوت شہوی اُسکو نفس بہیمی یعنی چارپایہ خو اور نفس امارہ یعنی فرمایش کرنیوالا کہتے ہین وہ موجب ہے شہوت و طلب روزگار کا اور شوق اُسکا اچھے اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنیکا پس درجے فضیلت کے باعتبار انھین قوتون کے ہین کیونکہ اگر کاروبار نفس ناطقہ کے برابر رہین اور اُس سے شوق تحصیل یقینیات کا ہو تو اس وجہ سے اُسکو علم حاصل ہوتا ہے اور یہ صفت اُسکی حکمت ہے اور اگر کاروبار نفس سبعی کے سبب برابر رہین اور وہ نفس ملکی کے تابع ہو اس پر کہ جو قوۃ عاقلہ اُسکے حصے مین اُسے دے صبر کرے تو نفس ناطقہ کو اُسے فضیلت حلم کی حاصل ہو اور یہ صفت اُسکی شجاعت ہے اور اگر نفس بہیمی کے کاروبار تمام

موافق رہین اور وہ قوۃ حافظہ کے مطیع ہو کر اسپر قناعت کرے جو بموجب عقل کے قسمت اُسکی ہو تو اُس سے
فضیلت پارسائی کی حاصل ہوتی اور تبعیت اُس کی سخاوت ہو جس وقت یہ تینون فضیلتین نفس انسانی مین
پیدا ہون اور وہ آپسمین ایک دوسرے سے ملکر ایک ہو جاوین تب ایسی ایک حالت اُسمین پیدا ہوتی ہے کہ
کوئی اُسمین سے پہچانا نہ جاوے نام اُسکا تشابہ ہے یہی کمال اور تمامی ہے فضیلتونکی اسی کا نام فضیلت عدالت ہے
یہ تقریر اخلاق ناصری کی ہے اور پہلی تقریر اجمالاً بیان ہوئی لیکن ہوشمندونسے چھپا نہین کہ تقریر اول کی رو سے
عدالت ایک قوت بسیط ہے یعنی مرکب نہین اور تقریر ثانی کی رو سے احتمال بساطت و ترکیب دونون کا ہے لیکن
باعتبار لفظ کے بسیط ہونا اقرب ہے کیونکہ ظاہر عبادت کا یہ ہے کہ عدالت عبارت ہے اعتدال خلقی سے
اعتدال مزاجی کے برابر ہے اگرچہ وہ جدا جدا چارون عنصر کے باہم ملنے سے ہوا ہے لیکن حکمت کی دلیلونسے ثابت
ہوا ہے کہ مزاج ایک کیفیت بسیط کا نام ہے غرض اسمقام مین انکی باتون سے مفہوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط
ہے لیکن اور مقامونسے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرکب ہے اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت خاص کمال
قوت عملی کا نام ہے اور تقریر ثانی سے مفہوم ہوتا ہے کہ اختصاص اُس سے نہین رکھتی ہے بلکہ قوت نظری سے بھی مگر
جب کہ نہین کہ ہر ایک قوت کو اوسکے کام مین تعین کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو تعلق قوت عملی سے رکھتا ہے
پھر تقریر ثانی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ تینون قوتین عدالت کے جز ہین یا منزل مین جز کے جیسے چارون عنصر کی
کیفیتین مزاج کے جز ہین اور اُسی مین یعنی کیفیت عناصر مین وہ دونون احتمال ہین لیکن حکیمون نے اُسکی بساطت
اختیار کی ہے اور تقریر اول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ تینون قوتین موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شروط کے ہین
جز نہین کیونکہ کمال قوۃ عملی کا وہ ہے کہ ہر ایک قوت اُسکے حکم کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت
سے ہے برابر ہو اور ظاہر ہے کہ ہر ایک قوت کو اپنے اپنے مقام مین تعین کرتے اور طریقے حکم و احکام کے جاری
رکھتے ہین موافق تدبیر و مصلحت و اعتدال کے بغیر قوۃ عملی کے اُنمین سے کوئی سزاوار نہین ہو سکتی تفصیل
کلام کی اس مقام مین یہ منظور ہے کہ جب وہ تینون قوتین نفس انسانی مین پیدا ہون تو بے شبہ عقل عملی کو
بدن کی سب قوتون پر بڑائی حاصل ہوگی یہان تک کہ سب قوتین اُس کے تابع اور فرمان بردار ہین اور
وہ کسی سے مغلوب نہ ہو چنانچہ مقدمہ مین اُس کی طرف اشارہ ہوا ہے پس اگر اُس قوت کا نام عدالت
رکھین تو بسیط ہوتی ہے چنانچہ امام حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ الی یوم القیام کے کلام سے بھی

یہی مفہوم ہوتا ہے کیون کہ احیاے علوم مین اُسنے عدالت کی تعریف مین یہ کہا ہے کہ نفس انسانی مین عدالت
ایک حالت اور ایک قوت ایسی ہو کہ بسبب اُس کے نفس انسانی غضب و شہوت کو سیاست کرتا
ہے اور وہ قوت اُن دونون کو موافق حکمت کے اوٹھاتی اور ضبط کرتی ہے اپنی خواہش کی مطابق
بند و کشتو نہین اس سے صریحًا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہے اور ملزوم اُن تینون کا اور وہ اُسکے
لازم ہین اور عدالت کمال عقل عملی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ قوت ایک وجہ سے مطلقًا رئیس ہے اور دوسرے
قوتین مثال خادم کے کیون کہ ہر ایک قوت کو اپنے اپنے کام مین حسب مصلحت کس کس وقت مین اور کس کس
طرح سے مامور کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو اوسی قوت سے تعلق رکھتا ہے پس یہ قوت رئیس اُنکی ہوئی
اور دوسری وجہ سے رئیس مطلق قوت نظری ہو اور قوتین اُس کی خادم ہین کیون کہ ہر ایک شے کی
حقیقت کو جاننا اور تمام موجودات کی نہایت کو سمجھنا جو عبارت ہو تحصیل غایت سعادت سے کمال اُس
قوت کا ہے تو ضرور ہوا کہ قوت نظری بدن کی سب قوتون پر حاکم رہے اور وہ محکوم تا بہ کمال
نفس انسانی کو اس انتظام سے حاصل ہو اور اگر عین اُنھین تینون قوتون کو عدالت کہین تو
وہ مرکب ہوتی ہے لیکن اس صورت پر فضیلت کی قسمون مین احتیاج تعداد کی نہ رہی اس لیے
کہ مجموعہ سب قسمون کا دوسری قسم نہین ہے جیسے وہ مشہور ہے اعتبار کرنے سے قید وحدت کی
مقسم کے درمیان اور ذیل صفتون کو اُس کے مقابل کہنا اور انواع معینہ کو اُسکے تحت مین مقرر
کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ اس صورت پر اُس کے اور اُس کے اجزا کے انواع ایک ہی ہین
اور مقابل اُسکے بعینہ اون کے مقابل کیونکہ عروض ایک ایسی صورت کا کہ بسبب اُسکے نوع حقیقی
ان تینون قوتون سے بنے ظاہر نہین اس واسطے شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق مین کہا ہے کہ
عدالت مرکب اُنھین تینون قوتون سے ہے پر اُسکی انواع اور مقابل کا کچھ تعرض نہین کیا ہے بلکہ
فقط اُنھین تینون قوتون کی انواع اور اُن کے مقابل پر اختصار فرمایا اور وہ جو دوسرون
نے عدالت کی انواع مین مذکور کیا ہے اکثر کو اُن مین سے حکمت کی تحت مین درج فرمایا ہے
یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس فن کی کتابون مین مذکور ہے کہ عدالت عین ہے ان تینون قوتون
کی اور اُس کے واسطے مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کیے ہین وہ محل تامل کا ہے

واللہ اعلم بحقائق الامور اور یہان لوگون نے ایک اعتراض کیا ہو اور کہا ہے کہ حکمت کو پہلے نظری اور
عملی کیطرف تقسیم کیا پھر عملی کی تین قسمین کین انمین سے ایک علم اخلاق ہو کہ مشتمل اوپر فضائل چارگانہ کے
اونمین سے ایک حکمت بھی ہو پس حکمت اپنی قسم آپ ہوئی اور یہ درست نہین کیون کہ اس سے لازم
آتا ہو کہ حکمت اپنا جزآپ ہی ہو یہ محال ہے جواب اس اعتراض کا اس طور سے ہے کہ جس حکمت کی
تقسیم کی ہے وہ علم ہو احوال موجودات کا ہرگاہ وہ بھی موجودات سے ہے تو اس علم مین اسکے
احوال سے بھی بحث ہوگی اس سے لازم نہین آتا کہ وہ حکمت کا جز ہو جاے کیون کہ اجزا اُس کے مسائل
اُس کے ہین بلکہ اگر لازم آیا تو یہ آیا کہ حکمت موضوع ہو اپنے کسی مسئلہ کی جو جز اُس کا ہے اُسکا کچھ مضائقہ
نہین بلکہ نظیر اُس کی علم الٰہی مین موجود اہو کیون کہ بحث اسمین موجودات سے ہے اور علم بھی موجودات
مین سے ہے پھر یہ ہو سکتا ہو کہ وہ خود اپنے کسی مسئلہ کا جز ہو اس سے لازم نہین آتا کہ وہ اپنا جز
آپ ہو اور وہ محال نہین کیون کہ علم عبارت تصدیقات سے یا اُن قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے
ہین جس حیثیت سے کہ وہ متعلق ہین اور تصدیقات یا ذات مسائل اس حیثیت سے کہ وہ مشہور ہین نہ اس
حیثیت سے کہ جو متعلق تصدیق کے ہین موضوع مسئلے کا واقع ہوا ہو ہان قباحت تب لازم آتی کہ مسائل علم
حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہین اس سے وہ بعض مسائل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اس کے
ہوتے اور یہ بات یہان لازم نہین آتی ہو یہ جواب ایسا ہے کہ زبان اعتراض کو بند کرتا ہو اور معترض کو
گونگا جاننا چاہیے یہ خلاصہ ہے اخلاق جلالی کی تقریر کا لیکن عبارت اُسکی جا بجا منتشر واقع ہوئی ہے اس لیے ناظر
اُسکا دھوکے مین پڑتا ہو جو شخص کہ طریقے سے خبردار ہے اُسے مقدمات دلیل کو مطلوب پر انطباق کرنا
اور نتیجہ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہین دوسرون نے جواب اس کا اس طور سے دیا ہے کہ مراد اس
تقسیم سے حکمت عملی ہے مطلق حکمت نہین اور بسبب اختلاف معنی کے اختلال تقسیم سے دفع ہوتی ہو لیکن
اس سے لازم آتا ہو کہ عدالت جامع نہو سب فضیلتون کی حالانکہ برخلاف اوسکی تصریح کی ہے لیکن
انصاف یہ ہو کہ حکمانے بنا کلام کی عقل عمل ضعیف و سست جانی اور اس فن کے طلبگار کو اُس کے
سب مقصدون کی تحقیق کے لیے تکلیف نہین فرمائی بلکہ جس انداز سے کرسی نشینی عمل کی ہو اور طلب کرنیوالا
اُسکا بڑی صفتون سے نجات پاے اُسی پر اکتفا کیا اس لیے کہ اُنھون نے مبتدی کو آغاز تحصیل مین اس

فن کی طرف راہ دکھائی ہو پھر اگر اس کو تحقیق کرکے لیے تکلیف دیتے تو باعث حیرت اور طبیعت اور قوت
مقصود کا ہوتا کیونکہ تحقیق اونکی حکمت کی دوسری کتابون پر موقوف ہو اور مبتدی کو اصلا اُسمین
دخل نہین بعضے محققون نے بھی اُس کی تصریح کی ہو اور شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق تلویحی مین اُسکی
طرف اشارہ فرمایا اور شفا کی بعضے جگہ مین مذکور کیا ہو کہ کمال عقل عملی یہ ہے کہ اچھی تدبیرون اور بری
فکرون سے اچھے کام کو برے کام سے پہچان لینا اس طور سے کہ فی الواقع مطابق برہان کے
ہو لیکن تحقیق اس برہان کی کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہے واللہ اعلم بالصواب **دوسرا لمعہ**
اُن فضیلتون کی تعریف مین کہا ہے کہ حکمت عبارت احوال موجودات کے علم سے مطابق طاقت
بشری کے اور اُن موجودات کے احوال باوجود اُن کے انسان کی قدرت واختیار مین نہون تو
جو علم اُن سے علاقہ رکھے وہ حکمت نظری ہے اور جو اسکی قدرت واختیار کے تحت مین ہون
تو جو علم متعلق اُس کا ہو سو حکمت عملی ہو اور شجاعت وہ چیز ہے کہ نفس سبعی تابعدار نفس ناطقی کا
ہو کر اسی خوف وخطر کے مقام پر ثابت رکھے اور کسی طرح کی نغزش کو اسمین دخل نہ دے اور بموجب
عقل کے اچھے کامون پر اقدام کرے عفت وہ ہو کہ قوت شہوت تابع نفس ناطقی کرے تاکہ تصرف
اس کا اچھی تدبیر دینے سے انتظام پاے اس طور سے کہ نفس ناطقہ ہوا وحرص اور ہر طرح کی خواہشون
کی قید سے چھوٹ کر خلعت آزادی سے مخلع ہو **بیت** غلام اپنے غلامون کا تو نہو زنہار + جہان تیرا
غلام اور تو ہو شاہجہان + پس عدالت وہ ہو کہ وہ قوتین باہم متفق ہو کر قوت ممیزہ کی فرمانبرداری
کرین تاکہ صاحب قوت ہر ایک خواہش اور تمنا کی کشاکشی سے حیرانی کے گرداب مین نہ پڑے
اور علامت داد ودہش دینے لینے کی اُسمین پیدا ہو جاے یہان تک تحقیق ہو عدالت کی اور
حکیمون نے کہا ہو کہ جبتک اُن فضیلتون سے ہر ایک کا فائدہ دوسرے کو نہ پہونچے تو صاحب
فضیلت ہرگز لائق مدح کے نہ ہو اسی واسطے بہت خرچ کرنے والے کو جبتک اُس سے
کچھ اور دن کو نہ پہونچے سخی نہین کہتے ہین بلکہ منفاق یعنے بہت خرچ کرنے والا اسی طور سے صاحب
غضب کو شجاع نہین کہا جائیگا بلکہ غیور یعنے غیرت والا اور دانا کو بینا کہینگے نہ حکیم پر جب کہ اثر
اُس کا غیر کو پہونچیگا تب صاحب فضیلت اُس غیر کے خوف ورجا کا موجب ہوگا اور اُسکی ریاست

اور بُرائی دلونمین خوب تاثیر کرگی کہ لوگون پر اُسکی مدح وثنا واجب ہوجائیگی کیونکہ ہرچند کوئی
ہرایک قسم کے کمال مین طاق ہو لیکن جب تلک اُس سے توقع نفع کی اور خوف نقصان کا نہو
ہرگز عقل نہین چاہتی کہ اُس کی مدح کسی پر واجب ہو اور جس وقت اُن دونون سے ایک پائی جائیگی
توفائدے کی طمع اور ایذا کے خوف سے ہرایک شخص اُسکی خوبیون کا ذکر اور اُسکی خوشامد گوئی
اپنے اوپر واجب جانیگا **تیسرا لمعہ** اُن چارون قسمون کی ہرایک قسم کے تحت مین بہت سے انواع
اُنمین سے جو مشہور ہین وہی مذکور ہونگی پر حکمت کی نوعونمین سے مشہورسات نوع ہین - ذکا - سرعت فہم
صفائی ذہن - سہولت تعلم - حسن تعقل - تحفظ - تذکر - پر ذکا - وہ قوت ہے کہ بسبب اُس کے قیاس
کے مقدمون سے نتیجونکو بآسانی نکال سکے لیکن یہ موقوف ہے ان مقدمونکی مشاقی پر جو منتج ہین
سرعت فہم نام ہے اُس قوت کا جسکے سبب ملزومات سے اُنکے لوازم کی طرف انتقال ذہن کا ہو بلا
توقف پر اُن دونونمین یہ فرق ہے کہ پہلے سرعت حرکات فکر مین ہوتی ہے اور دوسرے اُسکے غیر
مین جیسے ملزومات تصوریہ سے اُن کے لوازم کی طرف انتقال کرنا یا قضیا سے اُن کے عکوس مستویہ
یا عکس نقیض کی طرف صفائی ذہن اس ملکہ استعداد کو کہتے ہین کہ بسبب اُس کے بغیر رنج
وتعب کے استخراج مطالب کرسکے سہولت تعلم نام ہے اُس استعداد کا جس کی سبب توجہ کلی مطلوب
کی طرف کیجیے تاکہ بخاطر جمعی آسانی سے اُس کو حاصل کرے حسن تعقل وہ ہے کہ بحث مناظرے مین مطلب
کی توضیح کرنے کے لیے حد لائق کو نگاہ رکھے تا بسبب غفلت کے کچھ اوپر واجب نہو جاے اور شے
کسی شے زائد کو استعمال کرے تذکر بے تکلیف یاد کرنا اُن چیزون کا جو قوت حافظہ مین ہین جب چاہے
تحفظ اس ملکہ کا نام ہے کہ جس سے معقولات یا محسوسات کی صورتون کو ضبط کرے اور شجاعت کے تحت
مین جو نوعین مندرج ہین اُنمین سے مشہور گیارہ ہین - کبر نفس - نجدت - علو ہمت - ثبات - حلم - سکون - شہامت
تحمل - تواضع - غیرت - رقت - پر کبر نفس - وہ چیز ہے کہ نفس انسانی بُری اور نامعقول چیزون کی
طرف التفات نہ کرے اور مشکل وآسانی سے کچھ پروا نہ رکھے بلکہ خوش آمد یا بد آمد اور توانگری یا
فقیری سے خوش یا مغموم نہو اور احوال کے ہیر پھیر کے سبب کسی وجہ سے اختلال کو اپنی طرف
راہ نہ دے یہ قوت شریف ایسی ہے کہ سواے چالاک طبیعت اور عالی ہمتون کے اُسکے پایے

کو نہین پہونچ ہی اسی واسطے اہل تصوف کے مشائخون نے فرمایا ہو آخر جو چیز نکل آتی ہو راست بازون کے سرون سے وہ محبت جاہ وحشم کی ہے اور فقیری کی وہ لذت نہین پاتا ہو جس کے نزدیک خوش آمد و بد آمد برابر نہین **نجدت** استحکام نفس انسانی کا ہے ثابت قدمی سے اس طور پر کہ اگر کوئی بڑی مشکل پڑے یا سخت بلا سامنے آوے تو ہرگز اُس سے نہ ڈرے اور اُس وقت حرکت بیجا اُس سے صادر نہو **علو ہمت** وہ چیز ہے کہ اچھی چیزون کے طلب کرنے اور کمالات کے پیدا کرنے مین اس جہان کے نفع و نقصان پر نگاہ نہ کرے کہ اُس کے پانے سے خوش ہووے اور نہ پانے سے بیزار ہو یہان تک کہ موت سے بھی نہ ڈرے چنانچہ اس میدان کے سالکون مین سے بعضے نے کہا ہے **قطعہ** وہ نہین ہون جو عدم سے مین ڈرون :: مرنے جینے سے سدا مین خوش رہون :: جان رب نے اک مجھے دی عاریت :: جب وہ پھر مانگے دہین حاضر کرون :: **بیت** یہ جان عاریت کہ بحافظ کو دوست نے سونپی :: پر ایکدن اُسے دیکھونگا مین دون وہین اُس کو :: **ثبات** قوت مقابلہ کی ہی پریشانیون اور سختیون کے ساتھ تا بسبب زیادتی کے اسمین کچھ تاثیر نہ کرسکین اور اُن کے آنے سے کسی طرح کی شکستگی کو دخل اُسمین نہو **حلم** عبارت ہی بردباری سے کہ بسبب اُسکے صاحب حلم جلد بلکہ کبھی مغلوب غضب کا نہو **سکون** وہ ہے کہ حرمت اور دین و مذہب کے لیے یا جاہ حشمت کے واسطے لڑائی و جھگڑے مین جو درکار ہو اسمین سُستی نہ کرے **شہامت** وہ شوق ہے نفس انسانی کا بڑے کامون کے حاصل کرنے کے لیے تا کہ اس سے نیکنامی اور بڑا اجر پاوے **تحمل** اُس قوت کا نام ہی جسکے سبب آلات بدنی یعنی ہاتھ پانون وغیرہ کو اچھی فضیلتون اور نیک خصلتون کی تحصیل کرنے کے لیے استعمال کرین **تواضع** وہ چیز ہی کہ اپنے تئین اُن لوگون پر جو پایین مرتبے مین ہین زیادہ نجانے اور اس قوت کے حاصل کرنے کی اصل یاد رکھنا اس بات کا ہی کہ افراد انسانی امور خلقی اور نقص واحتیاج کی علامتون اور عجز و ناچاری کی صفتون مین مشترک ہین باعتبار وحدت اصلی اور قرابت جبلی کے جسے مضمون آیہ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین آدمیو تم اپنے اُس پروردگار سے ڈرو جسنے تمھین ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہی اور مفہوم اُسکا کہ تمھین پیدا نہین کیا اور تمکو نہین بھیجا مگر برابر شخص واحد کے تصحیح کرتا اور اُسکی چہرہ حقیقت سے پردہ خفا کو اُٹھا دیتا

ہی جمعیت وہ ہی کہ دین و مذہب اور حرمت کی حفاظت کے واسطے کاہلی نہ کرے اور اس کے لیے
جان و مال سے سعی کرنی لازم جانے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی غیور
ہی اور اپنی غیرت کے سبب بد کاموں کو حرام کیا اور فرمایا ہے مومن نے کہ بے شبہ نیک آدمی صاحب
غیرت ہوتا ہی اور مین نیک آدمی سے صاحب غیرت ہون اور تحقیق اللہ تعالی مجھسے غیور ہی رقت
وہ ایک ملکہ ہی جس سے اپنے ہمجنسونکی پریشانی کے دیکھنے سے نرم دل ہو جاے اور وہ سبب ہی شفقت و
مہربانی کرنیکا پر عفت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور انمین سے بارہ ہین پہلے حیا وہ اپنے
تئین بُرے کامون سے بچا رکھنا تاکہ لوگون مین متہم اور بدنام نہ ہو چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہی
کہ حیا ہر وجہ سے بہتر ہے دوسرے رفق وہ کسی پر احسان کرنا کسی کام مین بطریق تبرع کے تیسرے حسن
بدی وہ عبارت ہی انسان کی نہایت خواہش سے کمالات کے حاصل کرنے کے واسطے چوتھے سالمیت
وہ صلح و آمیزش کرنا اُس وقت مین ہی کہ جب بسبب اختلاف مزاج کے آپس کے درمیان فساد واقع
ہو پانچوین دعت وہ اپنے تئین تھامنا ہی وقت غلبہ شہوت کے چھٹے صبر وہ ہوا و حرص کے ساتھ لڑنا ہی
اسلیے کہ بُرے کام اُس سے صادر ہوں حق سبحانہٗ و تعالی نے فرمایا ہی جو اپنے پروردگار کی عظمت سے
ڈرا اور اپنے تئین ہوا و حرص سے بچایا پس بے شبہ بہشت اُسکا مکان ہی بعضون نے صبر کی دو قسمین
کی ہین ایک مقصود سے صبر کرنا دوسرے مکروہ پر لیکن دوسری قسم قوت غضبی سے علاقہ رکھتی ہی صبر
کے زیور پیغمبری اور جوانمردی کے گلے کی زیب و زینت ہین چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے جو مکارم اخلاق
کے بانی اور طریق توفیق کے ہادی ہین فرمایا ہی تم صبر اختیار کرو جیسے صاحب عزم پیغمبرون نے صبر کیا ہے
یعنی حوادثات زمانی اور مشکلات ناگہانی مین پیغمبرون کے ساتھ جو اُس پاک درگاہ کے مقرب اور
اُسکی دوستی و اخلاص کی خلعت فاخرہ سے مخلع ہین موافقت کرے تاکہ دونون جہان کی خوشوقتی
کے دروازے اُسکے آگے کھل جائین اور شاید مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی دین چنانچہ حدیث مشہور
مین واقع ہی کہ صبر خوشوقتی کی کنجی ہی اور دوسری حدیث مین بھی ہی کہ فتح صبر کے ساتھ ہی اور
صحیفۂ صغرا مین جو پارس حکیمون نے ہیکلون اور عبادت خانون مین لٹکا دیا تھا یہ لکھا تھا جیسے یوہا اپنی سرشت
سے عاشق مقناطیس کا ہی ایسی ہی ظفر خواہ مخواہ طالب ہی صبر کی ساتوین قناعت دکھانے پینے اور کپڑے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصبر مفتاح الفرج ۱۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النصر مع الصبر [illegible]

وغیرہ مین تخفیف کرنی اور جسقدر کہ درکار و ضرور ہو اُسپر اکتفا کرنی بنظر حقارت کر اُن چیزون پر جمع
مال کی آرزو ہی جو شرع کی رو سے نشانی بخل کی ہی اور عقل کی رو سے بد بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ
وہ سب کے نزدیک بہتر ہی چنانچہ حضرت علیہ السلام کے کلام مین واقع ہی کہ قناعت وہ ایسی دولت ہی
جو نہین خرچ ہوتی آٹھوین وقار وہ خاطر جمعی ہی نفس انسانی کی اور جلدی سے اپنے آپکو بچانا حضرت
پیغمبر خدا علیہ السلام نے جو خاتم ہین مجموعہ خوش خلقی کے فرمایا ہی کہ جلدی کرنی شیطان کی طرف سے اور
آہستگی رحمان کیطرف سے ہی اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مین جلدی کی بھی مبالغہ
اس طور سے ہے کہ امام ہادی نے جو بڑے مجتہد دین سے ہین تصریح کی ہی کہ اگر کسی کو نماز جمعہ کے
فوت ہونیکا خوف ہو تو باوجود اُسکے راہ چلنے مین شتابی نہ کرے اور آہستگی و میانہ قدمی کی راہ سے
منحرف نہو نوین ورع وہ مراد کرنی نفس انسانی کی ہی اچھے اور پسندیدہ کامون پر حق تعالیٰ نے کہا ہے کہ
خدا کے دوست پرہیزگار ہی ہین دسوین انتظام وہ بندوبست اور اندازہ کرنا ہی ہر ایک کام کا موافق
لیاقت اور مرتبہ اور مطابق اپنی قوت کے گیارھوین حریت یعنی آزادی وہ عبارت ہی اچھے پیشون کر
مال کو حاصل کرنا پھر اُسے بڑے بڑے مصرفون مین صرف کرنا لیکن بُری کام اور بیجا مصرف سے احتراز کرنا
واجب ہی بارھوین سخاوت وہ نام ہی اُس ملکہ کا جو بسبب اُسکے دولت کے خرچ کرنے مین دریغ نہ آئے اس
طور کہ جس کو جتنا درکار ہو اُسکو اُتنا دے اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین واقع ہی کہ خدا تعالیٰ
نے دین اسلام کو اپنے لیے قبول کیا اور سخاوت و خوشخوئی کے برابر کوئی شی دین کو رونق نہین دیتی
ہے پس خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو ان دونون سے مزین کیا اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ
قیامت کے دن پہلے جس چیز کو نیکون کے ترازو مین تولینگے وہ خوش خلقی اور سخاوت ہی اور جب
خدا تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا کہا اُس نے یا الٰہی مجھکو قوی کر حق تعالیٰ نے اُس کو خوشخوئی اور
سخاوت سے قوی کیا اور جس وقت کفر کو پیدا کیا اُس نے کہا یا بار اللہ مجھے زور آور کر خدا تعالیٰ نے
اُس کو بد خلقی اور بخیلی سے زور دیا امام غزالی نے روایت کی ہی کہ کفار بنی عامر مین سے ایک گروہ کو اسیر
کر کے حضرت رسالت پناہ کے پاس لائے حضرت نے فرمایا اُن مین سے ایک کی جان بخشی کرو باقی سبکو
مار ڈالو اُس وقت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا ایک ہی ہی اور دین بھی ایک اور

ﷺ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العجلۃ من الشیطان والتأنی من الرحمٰن

گناہ اُن سبھون کا برابر ہمین کیا حکمت ہو جو ایک اُنمین سے نجات پاے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا
کہ مجکو جبرئیلؑ نے خبر دی کہ سب کو مار ڈالو اور اُس کو چھوڑ دو کیونکہ وہ سخی ہو اور سخاوت
اُسکی ہمارے نزدیک مقبول ہوئی اور اخبار مین واقع ہو کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ پیغمبر کو وحی بھیجی
کہ سامری کو مت مار اس لیے کہ وہ سخی ہو اور دوسری حدیث مین ہو کہ بہشت سخی لوگون کا گھر ہے
اور سخاوت کی تحت مین بہت سی نوعین ہین تفصیل اُسکی بڑی کتابون مین ہے جاننا چاہیے کہ بیشتر
شجاعت کو سخاوت لازم ہوتی ہو کیونکہ جب کوئی بڑی مشکلون کو اُٹھانے اور خوف و خطر کے
مکانون مین جو احتمال ہلاکی کا ہو ٹھہرنے کی پروا نہین رکھتا اور اپنی جان پر کھیلتا ہو تو ہر آئینہ اُسکے
نزدیک مال و اسباب چیز نہین اور برعکس اُسکے بہت کم ہو کیونکہ بہت سے سخی ہین کہ اُنمین شجاعت
کی بو بھی نہین پائی جاتی اور جنس عدالت کی تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اُنمین سے بارہ
ہین صداقت ۔ اُلفت ۔ وفا ۔ شفقت ۔ صلہ رحم ۔ مکافات ۔ حسن شرکت ۔ حسن قضا ۔ تودد ۔ تسلیم ۔ توکل
عبادت لیکن صداقت عبارت ہو سچی دوستی سے اور علامت اُسکی یہ کہ اندرونی شریعت و عقل کے
واسطہ دوالی کا درمیان سے اٹھا دین اور دو تن نہایت اتحاد سے ایک ہو جائین اس طور سے کہ جو
اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ اپنے دوست کے اوپر بھی پسند نہ کرے اور جس چیز کو اپنے لیے چاہے اس کو اپنے دوست
کے لیے بھی چاہے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی مومن نہین ہو سکتا جبتک نہ چاہے
اپنے دوست کے لیے جو چاہے اپنے واسطے اور اُلفت وہ ہو کہ سب کی رائے اور عقیدے اُنکے ایک دوسرے
کی کمک مین برابر رہین اور سب ایک ہو کر مخالف کے توڑنے مین اتفاق کرین اور وفا وہ چیز ہو کہ موافقت
و اتفاق کی راہ سے سر مو تجاوز نہ کرے پر بعضون نے تعبیر اُسکی اس طور سے کی ہو کہ جس سے جو وعدہ
کرے اُس کو اپنے اقرار کے موافق بجا لاوے اور کسی کا حق اگر اپنے اوپر ہو تو اُسکو بخوبی ادا کرے اور
شفقت عبارت ہو مہربانی اور رحم دلی سے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اُس سے چھڑانے کے لیے کسی وجہ
سے کوتاہی نہ کرے کیونکہ دانشمندون کے نزدیک ظاہر ہے کہ ہر ایک ذرہ اس عالم کا اُس آفتاب حقیقی
کا پرتو ہے اور تجلی کی چمک اور سب ذی حیات اُسکے چشمہ فیض سے سیراب اور اُس کے خوان نعمت
سے شاداب ہین خصوصاً انسان کہ سر رشتہ اتحاد کا اُن کے درمیان ازبسکہ استوار ہے

مثنوی ہین آپس مین جو عضو آدم کی نسل ؛؛ کہ خلقت مین ہو ایک اُن کی ہی اصل ؛؛ کسی عضو کو درد پہونچے اگر ؛؛ سرایت کرے دوسرے مین اثر ؛؛ مصیبت سے اورون کے بیغم ہو جو ؛؛ تو پھر آدمی نام تیرا نہو ؛؛ غرض اس مقام مین بہت سی باتین ہین چنانچہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کسی نے ایک چارپائی کو سونٹا مارا پر چوٹ اُسکی اُسکے بدن مین لگی مترجم کی عبارت حیف ہے کہ باوجود تفاوت نوعی کے اثر الم کا پیدا ہوا اور جہان قرابت نوعی کے ساتھ اتحاد فطری متحقق ہے کچھ بھی نہو تعجب ہے کہ اس نے کیا کیا تھا کہ اس درجے کو پہونچا اور اُسنے کیا نہ کیا اُس سے محروم رہا **بیت** چھوڑ دے اے بیمروت اپنی خود بینی کو تو ؛؛ پھر یہ ظلمت تیری آنکھون مین سراسر نور ہے اگرچہ راز اُسکا اُن لوگون جو رسمی گفتگو کے تہ خانے مین بند ہین اور نظر اُنکی اشیا کی کنہ کو نہین پہونچتی اسلیے شاید مطلوب کے اجمال سے محروم رہ کر رسمی کتابون مین ظاہرا جو لکھا ہے اُسی پر اکتفا کرے اُن مضمون کی بات سے رہ جاتی پوشیدہ رہیگا لیکن اُن داناؤن پر جنکی آنکھین تقلید کی جالی سے خالی ہین اور اُنکا انصاف کے دامن غبار کجروی سے پاک ظاہر ہے کہ وہم امور خلقی مین بہت تاثیر کرنیوالا ہے ایسا اسلیے ترشی کے خیال سے منھ مین پانی بھر آتا ہے اور اونچی دیوار کے اوپر آمد و رفت کرنے سے وہم گرنیکا ہوتا ہے اگر زمین مین اتنی مسافت پر چلے پھرے تو اسکا گمان بھی نہین ہوتا یقین ہے اس تقریر کے بعد جو یہان محال دکھائی دے عقل اُس سے کبھی انکار نہ کرے لیکن یہ تقریر یہان بطور تنزل کے مذکور ہوئی **بیت** اس سے بالاتر زبان کچھ اور ہے ؛؛ عشق کے غم کا بیان کچھ اور ہے ؛؛ **بیت** شمع تجلی کو بصر چاہیے ؛؛ دیدۂ قلبی سے نظر چاہیے ؛؛ اور صلۂ رحم وہ چیز ہے کہ جب کوئی جاہ و حشمت کو پہونچے تو اقربا کو اُس کے شریک کرے اور جسمین اُن کی بہتری ہو اُسکی سعی یہ قرابت ظاہری ہے پر قرابت باطنی کے لیے بھی جو نسبت روح کے ساتھ رکھتی ہے اور اُس کو قرابت الٰہی کہتے ہین اسی طرح سے رعایت حق کی واجب ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ چنانچہ امیر المومنین امام العادلین سیدنا حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک قرابت گوشت اور لہو کی ہے دوسری جان و دل کی اور اُنکے درمیان بڑا فرق ہے **مصرع** آب و گل سے جان و دل تک یان بہت ہی فرق ہے + اور مکافات وہ چیز ہے کہ جس قدر فائدہ اپنے آپ کو غیر سے پہونچا ہے اُتنا ہی یا اُس سے زیادہ اُس کے بدلے اُسے پہونچاے اور جو کچھ ایذا اُس سے اپنے تئین

پہونچی ہو تو اُس سے کم بدلا کرے اور حسن شرکت وہ ہی کہ آپسمین کاروبار اس طور سے اختیار کرے جو شریکون دل نہ پھر جائین حسب امکان اور بشرط محافظت کی عدالت کے طور پر اور حسن قضا وہ ہی کہ لوگونکے حق کو ادا کری اور اپنے آپ کو مذلت وملامت سی بچا رکھے اور تودد اپنے ہمسرون کے ساتھ دوستی کرنی ہی اور فاضلون سی اچھی بات اور اُنکے ساتھ داد و دہش کرنی اور اُن چیزون کو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کی ہین اور تسلیم وہ ہے کہ خدا کی احکام اور قوانین شرعی اور طریقہ پیغمبری اور اُن کی امثال پر جو شریعت کی امامون اور طریقت کی شائخون سی مرسوم ہین راضی رہی اور انکو اچھی نیت سے قبول کری اگرچہ وہ اس کی طبیعت موافق نہون حضرت رب العزت نی کلام مجید مین تسلیم کو موقوف علیہ ایمان کا کیا اور فرمایا ہے کہ قسم تیری رب کی کہ نہین مومن ہو سکتے ہین جبتک تجھی اپنے درمیان حکم نہ کرین پھر جو تو حکم کرے اوسے اپنی دلونمین کچھ حرج نہ سمجھین اور اُس کو درستی نیت سی تسلیم کرین اور توکل وہ ہی کہ جو چیز انسان کے قدرت اور اختیار مین نہو اور اندیشی کا بھی کچھ اُسمین گذر نہین زیادتی اور کمی اُسکی جلدی اور دیری نہ چاہیے اور اُس کارساز حقیقی پر بھروسا کرکے بیجا خیالونکو چھوڑ دے **بیت**
خدا کی حکم پہ راضی ہو اور خوشدل رہ :: کہ میرا اور نہ ترے اختیار مین کچھ ہی :: اور حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سی مروی ہی کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کے وقت یہ دعا پڑھے وہ کریم روزی بخش اپنی خزانہ بی انتہا سی دروازے روزی اور فراغت کی اُسکے آگے کھولے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا قُدِّرَ لِيْ حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط خدا کی نام سی جو بہت بخشش کرنیوالا اور نعمت دینے والا ہی مین اپنے واسطے اور اپنی دین اور اپنی مال کی لیے خدا کی نام سی پناہ لیتا ہون اے پروردگار تو اپنی حکم پر مجھکو راضی رکھ اور نیک کر اُس چیز کو جو میری لیے مقدر کیا یہان تک کہ جسکو تو دیری سی بخشے اُسکی جلدی مین نہ چاہون اور جسکو تو جلد عنایت فرماوی اُسکی دیری نہ طلب کرون بیشک تو ہر شی پر توانا ہے بینا لوگون سی پوشیدہ نہین ہی کہ مضمون اس دعا کا توکل اور رضا کی طلب ہی مطابق خواہش الٰہی کی اور لازم ہی کہ اپنی خواہش کو حق تعالے کی خواہش کی ساتھ موافق کرے اور گوشہ دل کو ہوا و ہوس کی وسوسون سی بالکل خالی کرے تا تسکین اور نہایت خاطر جمعی حق تعالی کیطرف سی اُسکے دل مین

حاصل ہو یہانتک کہ ہونی نہ ہونی اُسکو ارادے سے بھی تعلق پکڑلے عبادت وہ چیز ہے کہ اپنے پروردگار
کی تعظیم وتکریم جس ذاتِ نے نیستی کو ویرانہ سے لاکر ہستی کی آبادی مین بسایا اور بغیر سابقہ استحقاق
کی نہایت مہربانی سے بیشمار نعمتین اپنی خزانہ الطاف سے عنایت فرمائین اپنے اوپر واجب کرے اور
فرشتون اور نبیونکی تابعداری اور صحابہؓ اور انکی تابعین اور اولیا کی متابعت اور اون دانا ؤن
کی جو علم الٰہی سے آگاہ ہین لازم جانے اور حکم شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات بجالانا پارسائی اختیار
کرنی گناہون سے باز رہنا کہ وہ سبب ہین کمال کے اشعار اپنا کرے لیکن طریقے عبادت کے تفصیلاً شرع
سے معلوم ہوتے ہین اور جب اشیا کی بحث حکمت مین اسطور سے ہوئی کہ یہان تک رسائی عقل
کی ہو اور احکام شرعی کو بھی تفصیلاً جاننا عقل کے احاطہ سے باہر ہے پر وہ باتین جو وہان عقل سے
معلوم ہوتی ہین سو بطور مجمل کے ہین کیونکہ بوسیلہ شمع نبوت کے شریعت کے گھر کی راہ دکھائی نہین
دیتی اور عقل اکیلی وہان بھٹکتی پھرتی ہے پس فقہ کی باتین اجمال کی روسے حکمت عملی مین داخل ہین
اور تفصیل کی نظر سے خارج یہ بیان ہے انواع فضیلت کا بعضے کے ساتھ بعضے کے ملنے سے بہت
سی قسمین پیدا ہوتی ہین حکیمون نے کہا ہے کہ جیسے اشخاص کے مزاج مختلف ہین اور دو شخصون کے مزاج ایک
طور کے نہین ویسے ہی اخلاق بھی گوناگون ہین یہانتک کہ خصلت دو شخصون کی ایک روش پر
نہین ہے ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمیون کی شکل وصورت طرح بطرح ہونیکا سبب باوجودیکہ اسقدر
تفاوت اور حیوانون مین نہین یہ ہے کہ انکی عقل کے گوناگون ہونے سے علٰحدہ علٰحدہ ایسی کیفیتین کہ وہ
تابع مزاج کے ہوسکین نفس انسانی مین پیدا ہوتی ہین کہ انمین سے ہر ایک کیفیت جدا ایک شکل کو چاہتی
ہے کیون کہ ہم دیکھتے ہین کہ غصے کی حالت کچھ ہے اور خوشی صورت کچھ اور ایسی ہی ہنسی کا چہرہ
اور رونے کی شکل بخلاف اور حیوانون کے کیونکہ انمین ایک ہی طرح کی عقل کے سوا کچھ نہین ہے اسیواسطے
تفاوت کیفیتو نمین کم ہے اور شکلین انکی ملتی ہوتی ہین حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ بسبب اختلاف کیفیت کے مزاج
سے متبدل ہوتا ہے اور بسبب اُسکے اخلاق متغایر ہوتے ہین یہانتک کہ دو شخصون کے مزاج
ایک ہی نہین ہوتے اور خصلتین بھی ایک نہین (تنویر) اُن بحثون کے درمیان اس مقدمہ کی
روسے جسکی تمہید ہوئی اکثر مسامحہ یعنی ضعف اور سُستی ہے انمین سے بعض یہ ہے کہ ذکا اور

سرعت فہمی اور اونکی اشال کو جنس حکمت کی انواع ہین داخل کیا حالانکہ اونھون نے حکمت کی
جو سابق تفسیر کی ہے بموجب اُسکے دو قسمین سبب ہوتی ہین حکمت کا ہان اگر تفسیر حکمت کی اس طور
سے کرین کہ وہ ایک ملکہ ہے جسکے سبب قوت نظری احوال موجودات کی پہچان سے مستحکم ہوتی ہے
تو دو قسمین اسکی انواع سے ہوسکتی ہین پر یقین یہ ہے کہ جنھون دکھایا ہے کہ قوت لفظی روش اگر برابر ہے
تو اُس سے روش علم کی حاصل ہوتی ہے اور بہ تبعیت اسکی حکمت بنا اسکی اس تفسیر پر ہے غرض اس
فن کے سامعون کے لیے عذر کی تمہید ہوئی **چوتھا لمعہ** جب اُن فضیلتون کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے
کہ مقابل ان کے کتنی صفتین ایسی ہین کہ وہ اون فضیلتونکی جنس سے نہین بلکہ اُنسے مشابہ بھی نہین اسلیے
اکثر لوگ جو علم اخلاق سے ماہر نہین فریب مین پڑتے ہین پس لازم ہے کہ فضائل اور رذائل کے
درمیان کیا فرق ہے اُس کا بیان اور وجہ تشبہ کو ظاہر کیجیے اس طور سے کہ اصل جوہریت کے
شبہ سے پہچانی جاے یہان تک کہ جوہر کمال انسانی کے ڈھونڈھنے والے اور ملکہ نفسانی
کی خواہش رکھنے ہاری دغا مین نہ پڑین اور دغاباز ہیر پھیر کرنے والون کے فریب مین آکر ٹھیکریون کو
موتیون کی قیمت نہ بیچین لیکن ان فضیلتون مین بعضے لوگ ایسے ہین کہ وہ علمی باتون کو یاد کرتے ہین
پھر انکی دلیلون کو بھی کسیطرح سے سیکھکر تقریر اس طور سے بناتے ہین کہ اکثر آدمی جو سرمۂ بینائی اور
انوار دانائی سے بے نصیب ہین اُن تقریرون کو سنکر بہت ہی خوش ہوکر تعجب مین آتے ہین اور
انکی دانائی کی گواہی دیتے ہین حالانکہ اونھین کسی بات کا یقین حاصل نہین اور ان دلون کے صفحے
حروف راستی سے عاطل ہین ان لوگون کو علما اور دانا دون سے بول چال تشبیہ دینی ویسی ہے جیسے طوطی
اور بندر کو آدمیون سے یا لڑکون کو بوڑھون کے ساتھ **بیت** لکڑی کا سانپ تو اگر ہو بتکلف مار ❊
دشمن کو زہر دوست کو مہرہ ہے اسمین کب ❊ بعضے انمین سے وے ہین کہ کسی مطلب مین صاف سچ کا
بھی اعتقاد نہین کرتے اور ہر ایک بحث مین اگرچہ وہ پُر ظاہر ہو جو نہین جانتے ہین سو بول چال کیا
چاہتے ہین اور جھوٹی باتون کو اپنے وہم سے تراش کر مبتدیون کو شک مین ڈالتے باوجود اسکے
کہ جن یقینی باتون مین وہم کی مزاحمت نہین اُس سے قاصر ہین پھر بڑے مطلبون کے لیے گردن دعوی کی
بڑھاتے ہین اور باطل کو حق سے ملا کر وہم وخیال کو بصورت علم ویقین کے دکھاتے ہین اور اسی کا نام

تحقیق رکھتے ہین ہرگاہ کہ حکمت بڑا سبب ہی کمال کا اور پہچان اُسکی سواے حکیمون کے میسّر نہین
پس اُن فریقون اور حکیمونمین تفرقہ کرنا بہت مشکل ہو لیکن عفت کے مقابل جو صفت مشابہ اسکی ہے
مثال اُسکی جیسے ایک جماعت لذت دنیاوی سے اعراض کرتی ہو اس توقع پر کہ جنس عفت اُن کو
زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اس زمانے کے اپنے زہد کو دکھاتے ہین کہ اُس سے دام مکر و فریب کا پھیلا کر
عوام الناس کو چڑیون کی مثال پھنساتی ہین اس لیے کہ غرض دنیاوی کہ جو مرتبہ ادنیٰ ہو حاصل
کرین یا اُن لذتون سے کچھ خبر نہین رکھتے اس لیے پہاڑی اور جنگلی آدمیون کے مانند شہر و آبادی
سے تنفّر و نفرت رہتی ہین یا اُن لذتون کی کثرت سے بیزار ہین یا وہ اپنی پیدایش ہی سے اسی طور پر ہین یا
بنا بر کسی مرض کے شہوت اونمین کم ہو یا دکھ درد کے ڈر سے یا اس واسطے کہ اگر آدمی اُن کے احوال سے
مطلع ہون تو انھین سرزنش کرین جو لوگ کہ ایسے ہین وہ صاحب عفت نہین پر سخاوت کے مقابل جو صفت
اُسکی مشابہ ہی مثال اُسکی یہ ہے کہ بعضے آدمی ہوا و حرص اور شہوت پرستی مین مال و اموال کو
لٹا دیتے ہین یا لوگونکے دکھانے کے لیے یا جاہ و حشمت کے واسطے یا دفع ہرج کے لیے یا اُس مقام مین خرچ کرتے ہین
جہان احتیاج اسکی نہین اور بعضے لوگ زیادہ خرچ کرتے ہین بسبب اسکے کہ وہ دولت کی قدر سے غافل
اور کسی مقام مین اُس کو خرچ کرتے ہین اُس سے جاہل ہین یہ حالت اکثر انمین پائی جاتی ہی جنکو اتفاقاً
بسبب میراث کے یا کسی اور سبب سے مال مفت ہاتھ لگجاے مثل مشہور ہی کہ مال مفت دل بیرحم وہ احمق ایسے
ہین کہ اسکی پیدا کرنے کی مشقت سے بیخبر اور یہ نہین جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا آسان ہی حکیمون
نے کہا ہی کہ دولت جمع کرنی ویسی ہے کہ جیسے کوئی ایک پتھر کو پہاڑ کے اوپر لیجاتا اور خرچ کرنا ویسا ہی جیسے
اُس پتھر کو وہان سے نیچے چھوڑ دینا کیا وہ نہین جانتے کہ مدار زندگی کا زر ہی اور مفلسی کے سبب بے رونق
ہوتے ہین فضیلت و ہنر حضرت سلیمان پیغمبر کے صحیفے مین لکھا ہے کہ حکمت تونگری سے جی اٹھتی ہی اور مفلسی
سے مرجاتی دانا کے پاس اگر پیسا نہو کوئی اُس سے کچھ فائدہ نہ پاے بلکہ وہ آپ ہی اپنی احتیاج کے لیے
دکھ اُٹھاے اور کمالات سے رہ جاے بیت مجھے یہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو ؎ ہوا قدر مرد ہنری منزلی زر سے
ہو ؎ اور حاصل کرنا اسکا اچھی وجہون سے دشوار اس لیے کہ بہتر پیشے کم تر ہین اور آزادون کو اس کی راہ ہون
پر چلنا مشکل ہی پس جو لوگ اس وجہ سے بے خرچ کرتے ہین وے سخی نہین بلکہ حقیقت مین سخی وہ شخص ہی جو

اپنی دولت کو کسی غرض کے واسطے بخش نہ دے بلکہ اسلیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز اور بالذات مطلوب ہے
اور بغیر اوسکے دوسری وجہ سے اگر قصد اوسکا ہو تو وہ سخی بالذات نہوگا بلکہ بالغرض چنانچہ سابق مطلع کے
درمیان خدا کے افعال مین اشارہ اسکی طرف ہوا ہے اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ اوسکے
ہے نظیر اوس کی یہ ہے کہ بعضے لوگون سے شجاعت کے کام ظاہر ہوتے ہین پر وہ حقیقت مین شجاع
نہین ہین مثلاً ایک جماعت پر خطر لڑائیون اور برے کامون مین طمع مال یا واسطے مرتبے کے یا کسی غرض کے
لیے ٹھہر رہتی ہے لیکن یہ صرف اسکی حرص کے سبب ہے اور شجاعت کی قوت سے نہین جیسے چور بڑی مار پیٹ
اور دائمی قید بلکہ کٹ مرجانے پر بھی صبر اختیار کرتے ہین اسلیے کہ نام اون کا اپنے ہمجنسون کے درمیان
کہ وہ بھی برے کامون مین اون کے شریک ہین ہو اور جو کوئی اپنی بھائی بندون کی ملامت اور
بادشاہ کی دہشت یا مانند اوسکے ان چیزون پر راضی ہو یا کبھی اتفاقاً فتح پائی ہو اس واسطے اسکو
دل مین غرور آگیا ہے ایسا ایسے آدمی بھی شجاع نہین ہین بلکہ حقیقت مین شجاع وہ شخص ہے جسکے
تیر قصد کی ہدف گاہ سوا اس قوت فاضلہ کے نہو بقیاس اوسکے جو اور قوتون مین مذکور
ہوا ہے درندون کی خاصیت جیسے شیر وغیرہ اگرچہ شجاعت سے ملتی ہے لیکن بہت وجہون سے
نہین بھی ملتی انمین سے ایک وجہ یہ ہے کہ وے اپنے غلبے اور بڑائی کی استواری کا اور اپنی طبیعت کی
خواہش سے غلبے کا شوق رکھتے ہین پس اون کامون پر اقدام کرنا اون کے غلبہ طبیعی کی رو سے ہے
شجاعت کی نظر سے نہین دوسری یہ کہ مثال اوسکی پہلوان زورآورون کی برابر جو تمام بدن ہتھیار
سے سجے ہوے ہین اکثر کمزور بیچارون کے ساتھ لڑتے ہین اور یہ شجاعت کے طریقہ سے باہر ہے کیونکہ
تمام فضیلتون کی اصل عقل ہے تا کہ اور قوتین اسکے تابع اور فرمانبردار رہین سو ان مین نہین
پس حقیقت مین شجاع اوسکو کہیے جس سے شجاعت کی خصلتین عقل کے حکم سے ظاہر ہون اور جو غرض
اصلی اوسکی سوا اس فضیلت کے نہو اور جو کہ ایسا ہو بے شبہہ اوس کے نزدیک بدکاری کا ڈر موت
کی دہشت سے زیادہ تر ہے اور مرنے کی نیک نامی جینے کی بدنامی سے بہتر جیسا کہ کہا ہے
مصرع آبرو جگ مین رہے تو جان جانا سہل ہے ٭ اور ایک شعر عربی مین کہا ہے معنے یہ ہین
بیت ہمیں آسان ہے کہ کر بیٹھین ٹبائی کا جو عزم ٭ جو کہ چاہے دلون کو اسپہ بھاری کب ہو عزم

اگرچہ لذت شجاع کی ابتدا مین کچھ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول اُسکا خوف ہلاکی کا ہی لیکن آخر کو حلاوت زندگانی کی اور منفعت اُسکی دونون جہان مین اپنی آنکھون سی مشاہدہ کریگا خصوصاً جبکہ دین کی نگہبانی اور شرع متین کی تقویت کے لیے اپنی جان پر کھیلے چنانچہ آیۂ قرانی اس پر دال ہے جسکے معنی یہ ہین جو لوگ خدا کی راہ مین مارے گئے گمان نہ کرین کہ وہ مردہ ہین بلکہ زندہ ہین خدا کی طرف سے انکو روزی دیجاتی ہے اور مرد دانا جانتا ہے کہ لڑائی سے بھاگنا سبب زندگانی کا نہین ہوتا اور نامرد بھاگنے مین اپنے جان کا بچاؤ چاہتا ہی جو بچ نہین سکتی پس حقیقت مین طالب محال کا ہی بالفرض اگر کتنے دن تک اُس نے فرصت پائی لیکن نامردی کی شرم اور بےعزتی کی خفت اور اپنے ہمسرون کا طعن و تشنیع اسکی شیرینی حیات کو تلخ کردیتی ہی پس ایسی زندگانی سی جوانمردی اور نیک نامی اور توقع اجر عظیم کے ساتھ مرنا ہزار درجے بہتر ہے **بیت** بعد فنا کرین گے تجھے یاد خاص و عام ؛؛ بارے وہ کام کرکہ ہو جس سے تو نیک نام ؛؛ اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے جو اپنے یارون سے فرمایا ہے مضمون اُس کا یہ ہے کہ اے آدمیو فراموشی تمھاری خصلت ہو رہی ہے غفلت کی نیند سی چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے نہ جاؤ البتہ ملک الموت کے ہاتھ سی نہین بچوگے پس لڑائی سی کیون ڈرتے ہو اور نامردی کی شرم کیون اپنے اوپر لیتے ہو قسم اُس رب کی جسکے اختیار مین ہماری روح ہی کہ تلوار کے ہزار وار کھاؤ اپنے سر پر بچھونے پر مرنے سی بہتر ہے کیونکہ مردانہ وار جان پر کھیلنا اولی اُس سے ہے کہ رنڈیون کی مثال جان دینا **بیت** دین و دنیا مین شہید عشق ہی ہی سرخرو ؛؛ خوب ہی وہ دن کہ مجکو کشتہ یان سے لیچلین ؛؛ اور اکثر حدیثین شجاعت کی فضیلت مین وارد ہین انمین سی ایک حدیث ہی جس کا مضمون یہ ہی کہ تحقیق خدا تعالی شجاعت کو چاہتا ہی اگرچہ ایک سانپ کو بھی مارے اور سب آدمیون کے نزدیک شجاعون کی تعظیم اور اُنکی تکریم واجب ہی علی الخصوص بادشاہون اور سلاطین کو کیونکہ وہ گروہ عالی شکوہ نفیس جنسون ہی کہ وہ گوہر جان ہین کارزار کے بازار مین بیوپار کرتے ہین اور اپنے سینون کو مصیبت کی سپر بنا کر دولت کی مخالفون سے لڑتے پس بادشاہون کو لازم نہین کہ مال و اسباب کو اُن سی دریغ رکھین یا تھوڑی تقصیر سے اُن پر خفگی فرمائین اور جو کوئی مفلسی کی پریشانی یا دولت کے جانے کے خوف اور بے وقر ہونے

کی دہشت سے یا محنت کے سبب اپنے آپکو ہلاک کرڈالتے ہین اُنکی ان حرکات کو نامردی پر قیاس کرنا چاہیے
کیونکہ اہل شجاعت ہر ایک مصیبت پر صبر کرتے ہین اور سختیون کو اُٹھاتے ہین اور ہر صورت کی گھبراہٹ
سے اپنے آپ کو بچاتے ہین کیونکہ آفت کے وقت گھبرانا اور بلاؤن سے دل چُرانا نامردی اور
زنانہ پن ہے اور شرع مین سبب طعن کا چنانچہ احادیث صحیحہ مین بھی ایسا ہی وارد ہے ان
بحثون سے معلوم ہوا کہ عفت اور شجاعت بکلی حاصل نہین ہے مگر حکیم کو اما عدالت کے مقابل جو صفت
شابہ اسکی ہے بیان اُسکا یہ ہے کہ اکثر کام بطور عدالت کے اُن لوگون سے صادر ہوتے ہین جو حقیقۃً
عادل نہین بلکہ وہ صرف دکھانے یا سنانے کے لیے یا اسواسطے کہ لوگون کو اپنی طرف لگالین یا
مال و دولت اور جاہ وحشمت پیدا کرین عدالت کی روش سے بناوٹ کرتے ہین انھین عادل نہ
کہنا چاہیے بلکہ حقیقت مین عادل وہ شخص ہے کہ اپنی سب قوت کو برابر رکھے تاکہ عقل کے حکم سے سب
کام اُس کے موافق ہون کہ کوئی قوت زیادہ اس حصے سے جو عقل نے اسکے لیے مقرر کیا ہے
نہ چاہے اور ایک دوسرے سے تغلب نہ کرے جب اپنے آپ کو اس وضع پر درست کرے تب آدمیون
کے معاملے مین عدالت کے طریقے کو اس نسق سے مرعی رکھے اور اپنی اوقات کو ہمیشہ اچھے
کامون کی تلاش مین مصروف رکھے اور رسم نوعدیگر کو بدجانے یہ فضیلت اس وقت مُیسر ہوتی
ہے کہ نفسانیت کو چھوڑ کر طریقہ انسانیت پر جو مقتضائے ہر طرح کے ادب سیکھنے کا ہے
آئے تب انصاف کی علامتین اسکی پیشانی عدالت سے ہویدا اور نقشے کاروبار کے تختہ
اعتدال پر پیدا ہون اسی طرح اور فضیلتون مین بھی قیاس کرے کہ کھوٹے کو کھرے سے
اور کمی کو پورے سے پہچان لے یہان تک کہ بازار معاملے مین عیار پیشون سے نہ ٹھگا جائے
اور سودا نیک نامی کا دونون جہان مین اس کے ہاتھ آئے **پانچوان لمعہ** جاننا
چاہیے اُن فضیلتون مین سے ہر ایک کے مقابل ایک صفت رذیل ضد اُسکی ہے اور جیسے جنسین
فضائل کی چار ہین ویسے ہی اجناس رذائل بھی پہلی نظر مین چار معلوم ہوتی ہین اول جہل
مقابل حکمت کے دوسری نامردی مقابل شجاعت کے تیسری بدکاری مقابل عفت کے چوتھے
ظلم مقابل عدالت کے اور نظر تحقیق سے جو ظاہر ہوتا ہے سو یہ ہے کہ ہر ایک فضیلت کی ایک

حد معین ہی جب اس حد سی تجاوز کرے گھٹنے یا بڑھنے سی تب ایک صفت رذیل پیدا ہوتی ہے
فضیلت بیچون بیچ کی حد کا نام ہے اور رذیل صفتین اُس کی دو طرف کی مثال ہین جیسی مرکز
دائرے کا ایک نقطہ معین بیچون بیچ مین ہے باوجود اسکے کہ محیط سے اُس تک جتنے نقطے
فرض کیے جائین سب سے وہ دور ہی اور گرد بگرد اُس کے محیط کی ہر ایک طرف کی نزدیک نقطے
بیشمار ہو سکتے ہین اسیطرح سے ہر ایک فضیلت معین کے مقابل رذیل صفتین بیشمار ہین اور
جیسے اچھی راہ کی سیدھی چال سیدھی لکیر کے برابر ہے پھر اُس راہ سے بُری راہ مین
چلنا اُس سیدھی لکیر کے ٹیڑھے ہونے کی مثال ہی اور ظاہر ہی کہ جتنی لکیرین کو دو نقطونسی ملائیے
انمین سی چھوٹی سیدھی ایک ہی لکیر اُن دو نقطونکی درمیان ہوتی ہی اور ہر طرف اسکی ٹیڑھی لکیرین
بیشمار ہو سکتی ہین پس اسیطرح سی اچھی راہ کی سیدھی چال ایک ہی روش کی سوا ہو نہین سکتی
اور بڑی رستے کی ٹیڑھی چالین بیشمار ہین اور جب اصل بیچون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہی اور پانی
سے بھی اس پر ٹھہر رہنا اُس سی زیادہ مشکل کیونکہ وہی طریق فضیلت کا ہی پر اسمین ثابت رہنا نہایت
دشوار ہی اسیواسطے پیغمبر علیہ الصلوة والسلام نے جو آدمیون اور جنون دونون فریقون کو راہ بتانے
ہارے اور پل صراط سی پاک کرنیوالی ہین فرمایا ہی کہ سورہ ہود نے مجھکو ضعیف کیا کیونکہ اسمین اچھے چلن
پر رہنے کا حکم ہی مضمون اُسکا یہ کہ تو سیدھی راہ پر جیسے مین نے حکم کیا ہی ثابت رہ اور اسی سبب سے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یون فرمایا کہ وہ بال سی باریک اور تلوار سے
تیز ہے اور یقین ہی کہ سورہ فاتحہ جو مشتمل طلب ہدایت پر ہی اسی معنی کی خبر دیتا ہی اور جبکہ بڑے
بڑے عالمون اور حکیمون اور ولیون سی مروی ہے کہ آخرت کی باتین جسکا وعدہ اور وعید حضرت
مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ سب اخلاق اور اعمال کی صورتین ہین کہ ہر ایک شخص
وہان اپنے مرتبے کے موافق انکو مشاہدہ کریگا چنانچہ فرمایا ہی کہ آدمی خواب غفلت مین ہین جسوقت
مرینگے تب خبردار ہوینگے پر جو لوگ اس عالم مین بیہوشی کی نیند سی چونکی ہوے ہین انکو یہین
اطلاع ہو جاتی ہی یہ باتین قرآن مجید اور حدیث شریف کی اکثر جگہ مین صراحتہ مذکور ہین اور سبب
اُن صورتون کا خواہ رغبت سی ہون یا کراہت سی اعمال اور اخلاق ہین جنھین اس عالم مین

حاصل کرتے ہین چنانچہ مفہوامے آیۂ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق دوزخ کافرون کا گھیرنے
والا ہی اور حدیث پیغمبر علیہ السلام کی کہ مضمون اُسکا یہ ہی کہ جو کوئی سونے روپے کے برتن مین پیوے وہ اپنے
پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت کی زمین بہت صاف و ستھری اور درخت اُس کا
کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ ہی صاف اسکی خبر دیتا ہے اگر طالب صادق اپنی چشم بینا کو وہم خیال کے غبار
سے دھو ڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید کی رسی سے چھوڑا دے بلکہ حدیث مشہور بھی جسکے معنی یہ ہین
کہ دنیا عاقبت کی کھیتی ہی اسکی خبر دیتی ہی کہ اگر گوش ہوش سے سنے قطعہ پیر دہقان نے دردمندی
سے اپنے بیٹے سے ایک دن یہ کہا :: اس جہان ہیچ اپنی کھیتی مین :: تو جو بوئیگا سو ہی کاٹیگا
پس باعتبار اُن باتون کے جو مذکور ہوئین آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہی پلصراط سے جسے حشر کے
دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال و اخلاق ہین بیچ کے حد کے برابر ہوا اور دوزخ اسکی گرد و نواح کو شامل
جو کوئی آج کے دن اُس راہ مین مضبوط رہیگا اور اسکی سدھاوٹ سے نہ ملیگا وہ قیامت کے دن
بھی پلصراط کے اوپر سے بے ڈر چلا جائیگا اور بہشت کے اندر جو پاک آدمیون کا گھر ہے بے خطر
داخل ہوگا اور جو اِس عالم مین اِس سیدھی راہ سے بھٹک جاے تو عاقبت کو اُس پلصراط سے گر پڑے اور دوزخ
مین جو گنہگارون کا مکان ہی رہے اور فیثاغورس حکیم سے منقول ہی کہ انسان جو کام کرتا ہی اُس کے
مقابل ایک فرشتہ یا دیو پیدا ہوتا ہے کہ وہ اُسکے مرنے کے بعد مصاحب و ملازم اُسکا ہوتا ہی چنانچہ آیہ
قرآنی مین ہی کہ اگر عمل اُنکا نیک ہو تو جزا اُنکی نیک ہی اور عمل اُنکا بد ہو تو جزا اُسکی بد ہے پس انسان
کو چاہیے کہ احتیاط کرے اور اپنے لیے ایسا مصاحب ڈھونڈھے جاننا چاہیے کہ وسط یعنی بیچون بیچ کو دو معنون
سے تعبیر کرتے ہین ایک وسط حقیقی جسکے نسبت اُسکے دونون جانب کی طرف برابر ہے جیسے چار دیوار
چھ کے وسط مین ہی اور یہ وسط معتدل حقیقی کے برابر ہے کہ اطبا اُسکی نفی پر دلیل لاتے ہین دوسرا وسط
اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو طبیبون کے نزدیک درست ہی یعنے بعضے کی نسبت سے بیچون
بیچ ہی اور بعضے کی نسبت سے نہین پر جو وسط اس فن مین معتبر ہی وہ معنی ثانی سے مراد ہی اسیواسطے فضیلت
کی شرطین باعتبار اشخاص کے مختلف ہوتی ہین بلکہ بنظر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت کے اور ہر شخص
کی فضیلتون مین سے ہر ایک فضیلت کے مقابل رذیل صفتین غیر متناہی ہین پر اُس مقام مین آئینہ

٩٧ ورود حدیث شریف کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ

خیال مین صورت ایک شک کی دکھائی دیتی ہی کیونکہ جب وسط اس فن مین اعتدال شخصی اور نوعی کی مثال سی ہوا تو بے شبہہ اُسکا ایک عرض بھی مانند عرض مزاجی کی ہوگا پھر اُسکو بال سے باریک اور تلوار سی تیز تر کہنا مناسب نہین ہوتا تقریر اُسکی اٹھانی کی یہ ہی کہ جیسے مراتب عرض مزاج مین ایک مرتبہ ایسا ہی کہ سب سی بہتر اور قریب تر ساتھ اعتدال حقیقی کی ہے ویسا ہی مراتب ملکات مین بھی ایک مرتبہ ایسا ہی کہ وہ سب سی افضل اور مقصود بالذات ہی اور دوسرے مراتب بسبب بعد کے اُس مرتبہ سی شایبہ افراط تفریط سے خالی نہین اور جیسے شخص اور نوع اِن مراتب مین فضیلت کی حالت مین نہین ہین لیکن بسبب ایک قرب معین کی جو اس مرتبے سی رکھتے ہین وجود نوع اور شخص کے محفوظ رہ سکتے ہین ویسی فضیلتونمین بھی فضیلت حقیقی وہی مرتبہ ہی اور باقی مراتب بسبب قرب کے اس مرتبہ فضیلت مین محسوب ہوتے ہین جیسے اعتدال بدنی مین اور مراتب پوری اعتدال پر نہین اور شایبہ انحراف سے بھی خالی نہین اسلیے کہ اُن سے خلل فاش افعال مین ظاہر ہوتے ہین مراتب اعتدال مین داخل ہین اور اسی صورت سی مدارج کمال مین موافق تفاوت قرب کے اعتدال حقیقی مین تفاوت پڑجاتا ہی اور قواعد طب روحانی کی قیاس پر قواعد طب جسمانی کے ہین پر اس مین شک نہین کہ اگرچہ اعتدال اس معنی کی رو سی بھی متحقق ہی لیکن دریافت اُسکی صعوبت سی خالی نہین اور مقام مبالغہ مین اگر اُسکے وصف مین کہین کہ وہ بال سے باریک اور تلوار سی تیز تر ہی تو کچھ مضایقہ بھی نہین خدا جسکو چاہی راہ راست کی طرف ہدایت کری اور جب اس بیچون بیچ کی حد سی انحراف طرف افراط یا تفریط کی ہو تب مقابل مین ہر فضیلت کی دو صفتین رذیل پیدا ہون پس فضیلت گویا اُن دونون کے بیچ ہے جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی چار ہین تو اجناس رذیلت کی آٹھ ہوئین دو اُنمین سی اطراف حکمت کی ہین سفہ و بلہ لیکن سفہ طرف افراط کا مشغولی ہی قوت فکر کی اُن چیزونمین جو واجب نہین یا اُسمین جو کہ قدر واجب سی زیادہ ہو اُسکو کربزی کہتے ہین اور بلہ طرف تفریط کا بیکاری ہی اُسکے امور واجبی سے اور مطلقاً اُنکو چھوڑ دینا اپنی خواہش سی یا اُنمین قصور کرنا اور دو اُنمین سی اطراف شجاعت کی ہین لیکن افراط کو تہور کہتے ہین وہ اقدام کرنا اُن ہلاکی کی مقامون پر ہی جنکو عقل اچھا نہین جانتی اور طرف تفریط کا نام جبن ہی وہ ڈرنا اُن چیزون

سو ہے کہ جن سے دہشت کرنا عقل کے نزدیک درست نہین اور روا نہین ہے اطراف عفت کے ہین پر دو ایک
طرف افراط کو شرہ یعنی بدکاری کہتے ہین وہ زیادہ رغبت کرنا ہے خواہشون کی طرف قدر معقول
سے اور طرف تفریط کا نام سکون ہے یعنی اپنے آپکو اُن ضروری لذتون سے جو شرع اور عقل کے نزدیک
بہتر یا درست ہے محروم رکھنا اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کی رو سے اور دو ہین طرف عدالت کے ہین
طرف اول ظلم ہے وہ عبارت ہے حق تلفی اور مال مردم خوری سے اور طرف ثانی کو انظلام کہتے ہین
یعنی ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اُسکی اطاعت کرنی ذلت کی رو سے ہے اُن چیزون مین جو اُسکی خواہش کے
مطابق ہون اور بعضے عدالت کی دونون جانب کو جور کہتے ہین کیونکہ طرف ثانی بھی ظلم ہے اپنے اوپر
یا غیر پر اور غیر عدالت جامع جمیع کمالات کی ہے ویسے ظلم جو اُسکے مقابل ہین ہے وہ جامع ہے تمام
نقائص کا اور یہین سے ہے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری وغیرہ محققون نے کہا ہے کچھ آزار نہین وہ
گناہ بھی نہین کیونکہ جہان تک گناہ وہ ظلم ہے خواہ اپنے اوپر یا اورون پر بیت جو کچھ تو چاہے سو کر پر ستانا
نہ اے ظالم ؞ ہمارے دین مین سوا اسکے کچھ گناہ نہین ؞ اور بعضے بزرگون نے کہا ہے اہل طریقت اکثر چیزون مین
اختلاف کرتے ہین لیکن سب اسپر متفق ہین کہ راحت پہونچانی سب سے بہتر ہے اور دکھ دینا بہت
بدتر اور حدیث صحیح مین ہے کہ ظالم کی نیکیان مظلوم کے نامہ اعمال مین لکھی جاتی ہین اور مضمون آیہ کریمہ
کا بھی یعنی ہم اُنپر ظلم نہین کرتے ہین ولیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین اُس سے خبر دیتا ہے اُسیطرح سے
حد توسط کو اجناس فضائل کی تمام انواع مین قیاس کیا چاہیے چھٹا لمعہ عدالت کی شرافت
کے بیان کرنے مین پہلے تمہید کے طور سے تقریر کیجاتی ہے کہ مطابق عقل و نقل کے ذات پاک حضرت حق جل
و اعلی کی احاطہ افہام سے باہر ہے اور اُسکے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر بلند پرواز ادراک کے پرواز
سے برتر بلکہ غایت سیر عقول بشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہے کہ نسبت و اعتبارات کے واسطے
سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے ممکنات سے ہی ثابت ہوئے ہین بیت جو لا کہ غلط ہم سے نشان کے
پائے سو رتبہ ہے ترا عالم صورت ہی کا ۔ پر اول آئینہ جسمین رخسار اس معشوق قدیم کا اہل عرفان
کو دکھائی دیتا ہے سو وحدت ہے نہ وہ وحدت جو مقابل ہے کثرت کے کیونکہ وہ ایک سایہ ہے اُسکے سایون سے اور وہ
وحدت بھی نہین جو اعداد مین ساری ہے اسلیے کہ وہ ایک تو کے سوا نہین اسکی جمال بے زوال کی تجلی

سو بلکہ وہ وحدت ہے کہ اگر شمع جمال کو روشن کرے تو یہ عالم کثرت پروانہ کی مانند اُسکے آگے جل مرے
بیت جو شمع جمال اپنی روشن کرے ؛ کسکو تاب جو آنکھ ٹھہرا سکے ؛ اُسکے جلال عالم سوز کی تجلی کے
آگے ذرہ بھی دکھائی نہ دین اور کثرت مقام ظہور مین نہ ٹھہرے اور اسکی ذات پر کمال کی وسعت مین
کوئی چیز شمار مین نہ آئے چنانچہ فحوائے آیہ کریمہ کا یعنی آج کسکی پادشاہت ہی خداے واحد قہار ہی کی
ہے بیان اُسکا اچھی طرح سے کرتا ہی بیت ملک ہستی کا ہے شہ جز واحد قہار کون ۔ شحنہ اسکے قہر کے
بن اسمین ہوشیار کون ؛ نہین ہے ہر کہ اہل حکمت کر رئیسون اور مذہب کر بڑے شاگردون نے تصریح
کی ہو کہ حق تعالیٰ کی وحدت ذاتی اور ہے نوع وحدت کی مغائر ہے وحدت عددی کی چنانچہ
شیخ کبیرہ امام خبیر عارفون کے پیشوا ابی عبداللہ محمد بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد کے صدر
مین عبارت عربی سے مرقوم ہے معنی اُسکے یہ ہین کہ خداوند واحد ہی پر واحد عددی نہین اور شمل اُس
واحد کے بھی نہین جو احاد مین ہو تصور اس وحدت کا جو قانون ادراک عقل کے طریقے سے باہر اور بغیر روشنی
کشف وعیان کر اُس تک پہونچنا متعذر ہو اور بسبب مشکل ہونے اس تصور کے فرمایا ہے جب اللہ کا
ذکر کیا جاے جس حال مین وہ واحد ہے نفرت گزین ہو دل اُنکے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے چنانچہ
امام راغب اور دوسرے محققون ذی تحقیق کی ہو اور جو پر تو کہ دیدۂ عقل کو نظر آسکتا ہے سو وحدت
عددی ہے کیونکہ بغیر اسکی روشنی کے کوئی چیز مقام ظہور مین آ نہین سکتی اور نہونے سے اُسکے
کسی شخص کی بقا کی صورت ممکن نہین اور حکماے متالہین کے نزدیک جو ارباب کشف وشہود کے امام
ہین مقرر ہے کہ کمال ہر ایک صفت کا وہ ہے کہ اثر ضدون کو قریب ہونے اور ملنے کی گھیرے مین
آے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ کے مبارک اسمون مین مشاہدہ کیا جاتا ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ پس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اس کثرت احکام الٰہی کے وحدت
اسمین ظاہر ہو تو وہ اشرف ہو سکتا ہو پر دلکش آوازون اور اچھے نغمون اور موزون شعرون
اور اچھی صورتون مین جو تاثیر ہے سبب اُسکا شرف وحدت تناسب کا ہے اور آثار غریبہ جو وفق اعداد
پر مترتب ہین وہ بھی اس قسم کے ہین اور حکمت مین مقرر ہے کہ جتنا مزاج موافق اور وحدت حقیقی
کی طرف نزدیک تر اور مائل ہو اسمین جو صورت یا جو نقش پایا جاے افضل واکمل ہوگا اسیواسطے

سلسلۂ موالید مین جب کہ مزاج معادن کا وحدت اعتدالی سے بعید ہے تو صورت نوعی اسکی
فقط مبدا رہے حفظ ترکیب کا پھر جب اس مرتبے سے ترقی کرے درجۂ اعتدال نباتی کو پہونچے ساتھ
اُس حفظ ترکیب کے مبدا تغذیہ و تنمیہ و توالید کا ہوتا ہے اور اس رتبہ سے گذر کے جب اعتدال
حیوانی مین پہونچے تو ان آثارون کے ساتھ مبدا حس و حرکت ارادی کا ہوتا ہے جب اس پایۂ
کو چھوڑ کر اعتدال انسانی کو پہونچے تو ان تمام آثارونکے ساتھ مبدا نطق کا یعنی ادراک کلیات
اور اُسکے توابع کا ہوتا ہے اور اشخاص انسانی کے مزاج اعتدال حقیقی کیطرف جسقدر نزدیک ہون
کمالات اونکے زیادہ تر ہون یہانتک کہ درجۂ ثبوت کو پہونچے پھر اُنکے درمیان بھی بہت سے مراتب
متفاوت ہین یہان تک کہ رتبہ ختم کو پہونچے جو منتہی ہے ہر ایک کمال کا اور نہایت سب نہایتون
کی ہے کہ اُسکے آگے کوئی مرتبہ نہین اور علم موسیقی مین مقرر ہوا ہے کہ کوئی نسبت شریف تر نسبت ذی الکل کی نسبت
سے نہین اور جو نسبت وجوہ اختلال کی کسی وجہ سے نسبت مواسات کی طرف رجوع نہ کرے وہ
وہ حد ملائمت سے خارج اور تنافر کے تحت مین داخل ہے تبصرہ جب اطراف کلام کے اسمقام تک پہونچے
تو اُن معنون کے بعضے کی تفصیل کی طرف اشارہ کرنا بہتر ہے اور بیان اُسکا جس طور کہ لائق اسمقام کے ہو
کہ نغمہ وہ ایک آواز ہے جسمین ایک نوع کی درنگ ہوتی ہے لیکن جسوقت حدت و ثقل کی ایک حد
معین مین مکرر ہو اور اوسکے کوئی تاثیر ایسی جو خاصیت تالیف کی ہے پیدا نہو تو اُس علم کے جاننے والے
کی نظر اُسکی طرف نہین ہے کیونکہ نظر اسکی نغمون پر منحصر اس وضع سے ہے کہ میانہ اُنکا مطابق حدت و ثقل
کے یا زمان تخلخل کا میانہ درمیان اُن کے موافق مقدار کسی نسبت ملائم یا متنافر کے حاصل ہو
شق اول کو علم تالیف کہتے ہین اور ثانی کو علم ایقاع اور جب حدت و ثقل مین اختلاف پایا جاے
تو بالضرور اُن نغمون کے درمیان کسی نسبت ملائم یا نسبت متنافر مین تفاوت پیدا ہوگا اس لیے
کہ اگر تفاوت اُنکے درمیان شل بالفعل سے یا شل بالقوت سے ہو تو ملائم ہے نہین تو متنافر اور
مراد شل بالفعل سے وہ ہے کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو یہ اُس صورت مین ہو سکتی ہے
کہ ایک نغمہ دوسرے کا دو چند ہو جیسے چار اور دو چھ اور تین اسکے بعد ذی الکل کہتے ہین اور شل
بالقوت سے مقصود یہ ہے کہ جو شل بالفعل نہین ہے دونا کرنے سے شل بالفعل ہو سکے اُس کی

دو قسمین ہین ایک وہ ہی جو قدر تفاوت کی طرف سے قوت ہو جیسے چھ اور چار تفاوت اُن کے درمیان
دو کا ہے اور دو کے دونا کرنے سے چار ہوتے ہین اسی نسبت زائد بالجزء کہتے ہین دوسرے وہ
کہ جن دونون کے درمیان تفاوت ہے اُنکے ایک ہی جانب سے قوت ہو جیسے چھ اور دو
کیونکہ تفاوت انکے درمیان چار کا ہی پر دو کو کہ احد المتفادین ہے دو چند کرنے سے چار ہوتے ہین
اُسکو نسبت کثیر الاضعاف کہتے ہین اور جو نسبت کہ اُن وجہون پر ہون یا اُنکی طرف راجع ہووے
قائم ہی اور جو بر خلاف اُسکے ہو وہ متنافر ہے اور بیان سے معلوم ہوا کہ جو دو نغمے کہ اُن کے درمیان
نسبت غیر عددی یعنی نسبت صُمّی مین سے ہو وہ متنافر ہے نسبت صُمّی عبارت اس نسبت سے ہے کہ وہ
ایسے دو مقدارون کے درمیان ہو کہ کوئی مقدار اِن دونونکو ایک ساتھ کھو نہ سکے جو خاصیت مقدارون
کی ہی اور وہ عدد کے درمیان پایا نہ جائے اور متنافر ہو مثال اسکی وہ نغمہ ہے جو تمام وتر سے یا اسکے
اس جزو سے پیدا ہو کہ نسبت اُسکے کل کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت ضلع مربع کی اسکی قطر کی طرف
ہی اور جو نسبت اُن دونون کے درمیان عددی ہو پر اقل مفنی اکثر کا نہو اور اِن دو عددون
کے درمیان تفاوت اُس جزء سے نہو جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکے اور اُسکی کسی نسبت ملائم
کی طرف اُن وجہون سے بھی رجوع نکرے جنکا بیان شرح وار ہوگا تو وہ البتہ متنافر ہے مانند اُن
دونون نغمون کے جو ایک دوسرے پر زیادہ مقدار چار سبع کی ہو مثلاً ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ
کا ہو کہ تفاوت اُن کے درمیان چار سبع کا ہے نہ سات کا کہ اقل ہی تضعیف سے گیارہ ہوتا ہے اور نہ
چار سبع کہ قدر تفاوت ہی اور اگر اقل مفنی اکثر کا ہو تو اُس سے خالی نہین کہ قدر تفاوت اقل
کے برابر ہے یا اُس سے زیادہ اول نسبت نصف و ضعف کی ہی اُسکو بعد ذی الکل کہتے ہین اور
ثانی کا نام کثیر الاضعاف ہی اور اگر تفاوت اُن کے درمیان اُس جزء سے ہے جو بالقوت عدد زائد
کے برابر ہو سکتا ہے اگر وہ جزء نصف اور مادون نصف کو جیسے بعد ذی الکل کہتے ہین نسبت عددی
سے نہ کھو دے جیسے نصف اور ثلث ہی اسے ابعاد وسطی کہتے ہین وہ اُنھین دو صورت مین منحصر ہی
اور اگر تفاوت ربع و سدس سے ہو تو جزء و تفاوت نصف کو اور جزء سبع و خمس سے ہو تو مادون نصف
کو کھو دیگا لیکن ابعاد وسطی کی پہلی قسم کو بعد ذی الخمسہ کہتے ہین جیسے دو اور تین اور دوسری قسم

کو بعد ذی الاربعہ کہتے ہین جیسے تین اور چار اور اگر تفاوت اُس جزسی ہو جو نصف اور ملد ہٖ
نصف کو کھوندے اُسکا نام ابعاد صغار ہی اور وہ زائد بالربع ہوتا ہے اور یہ قسمین تمام دو عددون
کے درمیان تداخل کی ساتھ یا اُس جز کے تفاوت کی ساتھ متحقق ہین جو بالقوت عدد زائد کے برابر
ہو سکے ان قسمون تک کہ تفاوت محسوس ہو سکتا ہی لیکن خلق انسانی سی اُنکا ادا ہونا اگر ممکن ہو
تو ملائم و معتبر ہین اور جو تفاوت اِس مرتبہ سی ہو کہ کچھ معلوم نہین ہوتا یا بہت کم محسوس ہو خلق انسانی
سے اخراج ان کا محال ہو تو موسیقی والے کی نظر مین اُنکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جس صورت
مین کچھ معلوم نہو یا تھوڑا تفاوت محسوس ہوتا ہے تو اس صورت مین علم تالیف سی جو لذت
معتبر مطلوب ہے حاصل نہوگی لیکن وجہ اخیر کی صورت مین اگرچہ اخراج اُن کا دوسرے
الآت سی ممکن ہے لیکن جب طبیعت انسانی کے طریقے کے جو نسبتین اصوات خلقی کی ہین
برخلاف ہوئین تو طبیعت انسانی کی زیادہ رغبت اسکی طرف نہوگی اور لذت معتدبہ اُس سی نہ پائی
جائیگی حالانکہ فن موسیقی زیادہ لذت کی موضوع ہی پس جو نغمہ کہ برعکس اسکے ہے وہ مد نظر
اُس فن کا نہوگا یہان سی معلوم ہوا کہ جو نسبت برخلاف نسبت آواز خلق انسانی کی ہی وہ معتبر نہین
اور نہایت نسبت اصوات خلقی کی بسبب استقرار کے بڑی بعد و نمین وہ ہی کہ ایک نغمہ دوسرے
کا دو چند ہو جیسے کہ ایک اور چار اور چھوٹے بعدون مین وہ ہی کہ ایک زائد ہو چھتیس جز و نمین
سی کسی جز سے یعنی ایک چھتیس کا ہو دوسرا سینتیس کا اسکا اور جو مرتبے ہین سو مرتبہ نہین اما بیان
اسکا کہ ایک نسبت دوسری کی طرف کس طرح سی رجوع کرے یہ ہی کہ باوجود اُسکے جو نسبت ضعیفی کہ
اُسی نسبت مثلی کہتے ہین وہ سب نسبتون کی اصل اور سب سے اشرف ہی اور وہ اپنی نہایت
شرافت سی اور بسبب قریب ہونے کی وحدت کی طرف ہر ایک جانب اُسکے دوسرے کے قائم مقام
اس وضع سی ہوتی ہی کہ ملائمت جون کی تون باقی رہتی ہی یعنی اگر ایک نغمہ دونا ہوا اور دوسرا
آدھا پھر اُس آدھے کو اگر اُس دونے کی جگہ مین رکھین یا برعکس اُسکے کرین تو سُر کا رشتہ نہ ٹوٹے
اور گانے کا تار ویسا ہی باقی رہی مثلاً ایک نغمہ آٹھ کا ہو جو دونا ہی چار کا اگر اس چار کے مقام
مین آٹھ کو رکھین اور تین کے نغمہ کے ساتھ گانے لگین تو اُس آٹھ اور تین سے ایک مد ملائم

پیدا ہوگا باوجود اسکے کہ انکے درمیان اتفاق اچھا نہین ہی لیکن ملائمت انکی اس لیے ہے
کہ چار جو نصف آٹھ کا ہی تین کے ساتھ ملائمت رکھتا ہی اور تین کی طرف سے اگر تو بھی اعتبار کرین
اور تین کہ نصف ہی چھہ کا اُسکے اور آٹھ کے درمیان ملائمت ہی تو بھی مقصد پورا ہوگا اور بہر صورت
راجع طرف بعد ذی الاربعہ کی ہوگا اور جو پانچ کو تین کے ساتھ استعمال کرین ملائم ہو اور ابعاد
صغار کی طرف رجوع کرے اسلیے کہ پانچ اور چھہ کے بیچ ایک نسبت ملائم ہی چھوٹے بعدون سے اور
تین قائم مقام چھہ کا ہی یا کہون کہ درمیان اڑھائی اور تین کے نسبت چھوٹی بعدون کی ہی اور
پانچ قائم مقام اڑھائی کا ہی اور اُن صورتون کو تمام متفق باتفاق ثانی کہتے ہین اس مقام مین
صاحب بصیرت کو معلوم ہو کہ بعد ذی الخمسہ کو بعد کثیر الاضعاف اور بعد ذی الاربعہ کی طرف اور
بعد ذی الاربع کو بعد ذی الخمسہ کی طرف رجوع کر سکتے ہین کیونکہ اگر پہلی صورت مین دو کو قائم
مقام چار کے خیال کرین تو بعد ذی الاربعہ کی طرف رجوع کرے اور جو تین کو چھہ کی جگہ مین تصور
کرین تو بعد کثیر الاضعاف کی طرف رجوع کرے اور دوسری صورت مین اگر تین کو قائم مقام چھہ کا
فرض کرین تو بعد ذی الخمسہ کی طرف راجع ہو اور بعد ذی الکل کی شرافت و اصالت مین سے
جو زیادت اُسکی شکل بالفعل سے ہے یہ ہی کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطۂ عددی اور واسطۂ تالیفی
دونون سے منقسم ہوتا ہی لیکن مراد واسطہ عددی سے وہ عدد ہے کہ دو عدد دونون کے درمیان متوسط اس
طور سے ہو کہ نسبت اُسکی باعتبار قرب کے دونون کی طرف برابر رہے جیسے چار متوسط ہی درمیان چھہ اور
دو کے اور عبارت واسطۂ تالیفی سے ایک عدد ہی جسکی زیادت کی نسبت جو اس سے اقل کے اوپر ہے
اور کسی عدد زائد کی زیادت کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت عدد اقل کی اکثر کی طرف ہی جیسے چار دو
کی نسبت کی برابر اور جو نسبت اُنکے درمیان واسطۂ تالیفی ہی سو تین اور چھہ کے بیچ ہی کیونکہ زیادت
چار کی تین کے اوپر جو واسطۂ تالیفی ہی درمیان تین اور چھہ کے ایک ہی ہی اور چھہ کی زیادت چار اور دو کے اوپر اور ان دونون کی نسبت
کے بیچ ویسی ہی جیسی نسبت ہے درمیان تین اور چھہ کے درمیان پہلی صورتکا اسطور سے ہی کہ چار کی نسبت دو کی طرف بعد
ذی الکل ہی اور جب تین کو جو واسطۂ عددی ہی اُنکے بیچ لا دین دو نسبتین پیدا ہون ایک درمیان
دو اور تین کی یہ بعد ذی الخمسہ ہے دوسرے درمیان تین اور چار کے وہ بعد ذی الاربعہ ہی اور

اور تقریر دوسری صورت کی یہ ہو کہ نسبت چھہ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہو اور چار کو جو نسبت تالیفی ہو اگر درمیان اُنکے متوسط کرین دو نسبتین حاصل ہون ایک نسبت چار کی تین کی طرف یہ بعد ذی الاربعہ ہو دوسری نسبت چار کی چھہ کی طرف وہ بعد ذی الخمسہ ہو اور اس تفصیل سے نسبت ضعفی بعد ذی الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونون کی معلوم ہوئی اِس تمہید کی رو سے معلوم ہو کہ تمام ابعاد ملائم نسبت مساوات کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ بعد ذی الکل مین قدر تفاضل مثل بالفعل ہو اور دوسری صور تو مین مثل بالفعل کے جدا ہونے سے مماثلت بالقوت قدر تفاضل کی جانب سے پاینگے درمیان تفاوت ہو اُنکی کسیطرف سے یا مماثلت یا بالذات یا بالواسطہ ہو جیسے تفصیل اُسکی ہوئی پس ملائمت کا مرجع مماثلت ہو جو ظل وحدت کا ہو اور قدیم حکیمون کے نزدیک نسبت کی پہچان اور اسکی وجہون کے استنباط کرنے اور اُسکے وسیلہ سے اور اچھے اچھے علمون کے حاصل کرنے مین بڑا اعتبار ہو پر نسبت عددی اور نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور نسبتون مین سے ہو نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی اور نسبت ہندسی وہ ہو کہ اول کی نسبت دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسری کی تیسری کی طرف اسے نسبت متصلہ کہتے ہین یا جیسے تیسری کی چوتھی کیطرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہین نسبت تالیفی وہ ہے کہ اوسط و اصغر کے درمیان جسقدر تفاوت ہو اُسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت کیطرف ویسی ہو جیسے نسبت اصغر کی اکبر کیطرف ہو جیسے مذکور ہوا اور اُن دونون کے استخراج کے قاعدہ اور خاصیتین کتابون مین مذکور ہین اور علم ہندسہ سے بھی معلوم ہوتے ہین اور اکثر دقیقے علوم کے اور حکمت کے بہت سے امر نسبت کے احکام پر بنتے ہین فیثاغورس سے منقول ہو کہ قواعد موسیقی کو آسمانون کی آواز سے نکالا اور اُسنے یہ کہا ہو کہ کوئی خوش آیند نغمہ آسمانون کی آواز سے نہین اگرچہ اس بات کو حکیمون کے بعضے فاضلون نے ظاہر پر قیاس کیا اور کہا ہو کہ آواز کا سبب ہوا کے زور و شور سے چلنے پر موقوف نہین لیکن شاید اُس سے بطریق کنایے کے اس نسبت شریف کی طرف اشارہ ہو جو حرکات فلکی کے درمیان ہر زمانہ کی جلد روی یا آہستگی کے مطابق جو اُسکے تابع مین واقع ہو کیونکہ یقین ہو کوئی ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہے عالم کون و فساد کے انتظام کا پس تعجب نہین کہ اُس نسبت

یا اُس کے قریب کو نغمون اور آوازونمین تقلید کرین تو نہایت بہتر اور دلچسپ ہو جسکو خدانے دانائی بخشی ہی وہ جانتا ہی کہ روح کا تعلق ہونا بدن سے اس لیے ہی کہ ایک نسبت شریف اعتدال کی اجزاے عناصر مین حاصل ہوئی ہی اور اسیواسطے جب وہ چھوٹ جاتی ہین تو وہ تعلق بھی جاتا رہتا ہی پس حقیقت کی رو سے روح عاشق ہی اُسی نسبت کی اور اسی سبب سے ہی کہ جہان کہین اچھی نسبت پائی جاے موجب دلچسپی اور رغبت قلبی کا ہو جیسے خوبصورتی کہ عبارت ہے تناسب اعضا سے اور بلاغت و فصاحت جو عبارت ایک مناسبت خاص سے ہے اجزاے کلام کے بیچ اس وضع پر کہ موافق مدعا کے طریقہ گفتگو کا محفوظ رہا اور تاثیر نغمونکی بھی بسبب تناسب کے ہی جیسے بیان ہوا و تحقیق یہ کہ وہ ایک معنی ہی اگر اجزاے عنصری مین جو آپس مین ملی ہوئے ہین پائی جائے تو اعتدال مزاج ہی اگر نغمون کے درمیان ہو تو اسکا نام خوش الحان اور جو چال وچلن مین حاصل ہو ناز و کرشمہ اور اگر گفتگو مین ظاہر ہو تو فصاحت و بلاغت اور اعضا کے درمیان ہو تو خوبصورتی اور اگر ملکات نفسانی مین ہو تو عدالت ہے نفس انسانی ہر ایک مقام مین عاشق وطالب اُسی معنی کا ہے جس رنگ مین دکھائی دے اور جس لباس کے ساتھ نمودہو محبت ہی محبوب جا حسن کی وہ جس مکانمین ہو + جیوانمین نمود ہو یا انس و جان مین ہو + جتنے ہین یا قبا سے جو ہوا نیچ بنا + پہچان لونگا تیرے تئین جس نشانمین ہو + (تبصرہ) تتمیم اس لعے کی سابق بحثونکے درمیان علوم ہوئی کہ مدار عدالت کا رعایت کرنی اُس مناسبت کی ہی جو وحدت کیطرف رجوع کرتی ہی پس جبکہ اعتبار عدالت کا اُن کاموںپر موقوف ہوا جو عالم معاش کے بندوبست کے وسیلے ہین تو اُس اعتبار کی تین قسمین ہوئین اسلیے کہ وہ کام تین نوع کے ہین ایک وہ ہے جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے دوسرے وہ جو معاملے اور داد وستد مین ہی تیسرے سیاست و تادیب سے علاقہ رکھتی ہی لیکن اُن تینون صور تونمین تناسب درکار ہے پر قسم اول مین کہتے ہین جب نسبت اوس شخص کی اس مال اور اس بخشش کے ساتھ مانند نسبت اُس آدمی کے ہی جو مرتبے یا اسیر مال یا ایسی بخشش مین جو نظیر اُس بخشش کی ہی اُس مال سے برابر اُسکی ہو پس یہ بخشش حق اسکا ہو اگرچہ کچھ زیادتی نقصان اسمین ہو تو تدارک اُسکا واجب ہو نسبت منفصلہ کے تشبیہ رکھتی ہے اور دوسری

قسم مین کبھی نسبت منفصلہ کو استعمال کرتے اور کبھی نسبت منفصلہ کو پہلے جیسے کہو تو کہ نسبت اس
بزاز کی اُس کپڑے کی سی ہو جیسے اس بڑھئی کی اُس چوکی سے ہے تو معاوضہ مین کچھ ظلم نہین
اور دوسرے جیسے کہو تو کہ نسبت اس کپڑے کی اس سوئی کے ساتھ کیسی ہو جیسے نسبت اس سوئی کی
اس چوکی سے ہے پس اگر کپڑے کو چوکی سے معاوضہ کرین تو افسوس نہین یہ مثال اخلاق ناصری
مین اسی طرح سے مذکور ہو لیکن اُسمین خلل ظاہر ہو ہان اگر نسبت کپڑے کی سونے سے مانند نسبت
کرسی کی سوئی سے ہو تو معاوضہ مین حیف نہین ہوتا ہو ولیکن یہ نسبت متصلہ نہین ہو جیسے سابق اگر
تعریف سے معلوم ہوا پر تیسری قسم مین جو نسبت معتبر ہو وہ نسبت ہندسے کے مشابہ ہے جیسا کہے تو
کہ نسبت اس شخص کے اپنے مرتبے کے ساتھ مانند نسبت اور ایک شخص کی ہو اسکے مرتبے سے پس اگر اس
شخص سے پہلے پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان اُسکا ہو تو اُسی نسبت سے اُسکا بدلا کرنا واجب ہو تا عدالت بر
قرار رہے غرض مرتبہ اعتدال کو نگاہ رکھنا اور اُس سے امور ملائم کو دفع کرنا بغیر پہچانے وسط کے حاصل
نہین ہوتا ہر گاہ کہ سابق تقریرون سے ظاہر ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل ہو پس شریعت
الٰہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی ہو رجوع کیا چاہیے تا وحدت حق کا جوہر اُس سے پورا کرلے
اور جبکہ انسان کی طبیعت مقتضی اُسکی ہے کہ شہر و آبادی مین رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار کیا کرے اور زندگانی اُسکی بغیر شراکت و اعانت کے ممکن نہین اور مشارکت مین بھی دنیا لینا عوض
و معاوضہ ضرور ہے مثلاً نانبائی کسان کے لیے روٹی پکاتا اور کسان اُس کے واسطے کھیتی کرتا ہو
اور درزی جولاہے کی خاطر کپڑا سیتا اور جولاہہ اُسکے لیے کپڑا بُنتا ہے اور اسی طرح کے بہت
سے کام ہین لیکن اس عالم احتیاج کے جدا جدا کام کے درمیان ایک ہی چیز ایسی ہے جو دونون
جانب کی تھامنے والی نہین ہو سکتی پس اسیواسطے احتیاج ہوئی کہ پیسے کو درمیان لائے کیونکہ
اُس سے تکفل اُسکا ہو سکتا اور نام اُسکا عادل متوسط ہو لیکن جب کہ وہ بے زبان ہو اس لیے پھر
ایک عادل گویا کی طرف احتیاج ہوئی اور وہ بادشاہ عادل پس حضرت حق تعالیٰ نے بنی نوع
انسان مین سے ایک بادشاہ کو مقرر کیا اور سپر شمشیر سے اُسکی تائید کی کہ اگر کوئی پیسے کی علت سے سرکش ہو اور اپنے
حق سے زیادہ مانگے اور سیدھی راہ سے پھر جائے تو شمشیر قاطع سے اُس کا سر براہ کرے پس

احتیاط عدالت کی تین چیزون سے متصور ہوتی ہے ایک شرع مقدس الٰہی دوسرے بادشاہ عادل
تیسرے پیسا چنانچہ حکیمون نے کہا ہے پہلا ناموس شریعت الٰہی ہے دوسرا ناموس بادشاہ جو
تابع اُسکے ہے کیونکہ دین اور بادشاہی دونون توامان ہین تیسرا ناموس پیسا ہے اور ناموس
اُنکی زبان مین سیاست کو کہتے ہین پر ناموس اکبر جو شرع ہے چاہیے کہ سب اُس کی تبعیت اور
تابعداری کرین اور دوسرا ناموس جو بادشاہ ہے وہ رعایا کی آسایش مین رہے اور تیسرا ناموس
جو پیسہ ہے لازم ہے کہ بادشاہ کے اختیار مین ہو چنانچہ نص قرآنی مین بھی اسکی طرف اشارہ ہوا ہے
معنی اُسکے یہ ہین اور ہمنے اُنکے ساتھ کتاب اور میزان کو اسلیے نازل کیا کہ انسان عدالت پر قائم رہے
اور اُتارا ہم نے لوہے کو اُسمین سخت ڈر اور آدمیونکے لیے منفعت ہے کیونکہ کتاب سے اشارہ شریعت کی طرف
ہے اور میزان سے کنایہ اُسکا ہے جو ہر ایک شی کے اندازے کی ترازو وا اُن چیزون کی نسبت کے پہچاننے
کا جنکے درمیان تفاوت کے سبب ہو پیسا انمین داخل ہے اور لوہے سے اشارہ ہے اُس تلوار کی طرف
جو بادشاہ جنگ جو اور سیاست خو کے قبضۂ اقتدار مین ہو پس اُن باتون کے مقابل تین شخص ظالم
ٹھہرے پہلا بڑا ظالم وہ ہے جو شریعت الٰہی کی اطاعت نہ کرے وہ بدکار اور کافر کہلاتا ہے دوسرا ظالم
اُس سے چھوٹا وہ ہے جو بادشاہ وقت کی متابعت سے سر پھیرے اُسے باغی کہتے ہین تیسرا ظالم اُس سے
چھوٹا وہ ہے جو عدالت کی راہ پر کہ پیسے کے سبب منتج ہے نہ چلے اور اپنے حق سے زیادہ طلب کرے اُسکا
جور اور خیانت کرنے والا ہے لیکن فساد اُن دونکا تیسرے سے بہت ہی بڑا ہے کیونکہ جو کوئی شریعت
الٰہی کے امر و نہی کے حکم سے نکلے ہر آئینہ وہ اُن دونون ناموسون سے کسیکی اطاعت نہ کرے گا
اور اُس سے ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہین جو شخص کہ بادشاہ وقت کے حکم سے سرپیچی کرے
اور اس آیۂ کریمہ کے مضمون پر جسکے معنی بلفظ یہ ہین کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو اُسکے
رسول اور اُن لوگون کی جو تم مین سے صاحب حکم ہین عمل نہ کرے تو بادشاہ حقیقی کے حلقۂ فرمان
سے باہر ہوا اور ہر طرح کی بدعت اُس سے متصور ہے اِس صورت مین سب کو لازم ہے کہ بقدر امکان
اُسکے دفع کرنے کے لیے سعی کرین **حکایت** نامور بادشاہون کے اخبار لکھنے والون نے
تواریخ کی کتابون مین یون نقل کی ہے کہ ملک شاہ پادشاہ اگلے زمانہ کے پادشاہون مین سے

تھا اور اُسوقت کی بادشاہت کا سررشتہ اُسکے قبضہ اقتدار مین تھا بیل گردون اُسکی اطاعت
کی عماری اُٹھاتا اور ابلق ایام اُسکے امر ونہی کا تازیانہ سہتا رمضان کی اونتیسوین تاریخ کو قصبہ
نیشاپور مین اُسنے فتح کے جھنڈے بلند کیے اور صفحۂ خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سے پاک و مصفا کیا
شام کے وقت جون ہی شاہ خورشید ملک مغرب کی طرف متوجہ ہوا اور خیمۂ زرین کو دریا کے کنارے
پر کھڑا کیا اور دن کے شور و غوغا کے سبب غروب کے خلوت خانے مین آرام فرمایا اور روزہ دارونکی
آنکھین یعقوب کے مانند یوسف عید کے انتظار مین دیگر مثال سفید ہو گئین تھین چاہتے تھے کہ ہلال عید
جو یوسف کنعانی کی ابرو کے برابر ہے پیشانی فلک پر نمودار ہو اسلیے انکے اپنے سینے کی انگیٹھی مین
لبالب ہوس کا آتش اشتیاق سے جلاتے تھے اور مارے گرسنگی کے بدحواس ہو رہے تھے نہایت گھبراہٹ
سے ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو چھت کے اوپر چڑھا ازبسکہ غلبہ خیال سے ہر ایک ٹکڑا مینہ کا اونکی
انکھون مین ہلال کے مانند نظر آیا بیت یان تک سما گیا تو دل بیقرار مین ۔ تیرے سوا نہ سوجھے کچھ اس
چشم دار مین ۔ القصہ درگاہ کے مقربون نے عید کے لالچ سے شرع کے مقدمون اور دین کی شرطون
سے آنکھ چھپا کر بادشاہ کے حضور مین عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اسپر لائے کہ ارشاد ہوا شہر
مین منادی پھیر دین کہ کل عید ہے اُس عصر مین امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی جو بڑے مجتہدون
مین سے اور امام شافعی کے چچیرے بھائی اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی کے اُستاد ہین مسند
نشین فتوا و اجتہاد کے تھے جب اس ماجرے سے واقف ہوئے فی الفور اعلام کیا کہ ابو المعالی کہتا ہے
کہ کل رمضان ہے جو کہ میرے فتوے پر عمل کرے چاہیے کہ صبح روزہ رکھے جب بادشاہ کے حواشین
کو اُسکی خبر ہوئی اس بات کو بری طرح سے اظہار کیا اور عرض کی کہ ابو المعالی نے خلاف حکم
کے کیا ہرگاہ عوام خلائق اس دیار کے اُسکے معتقد ہین اسی کے فتوے پر عمل کرینگے یہ حرکت
دولت پادشاہی کے لائق اور آپ کی شان کے موافق نہین بادشاہ اس بات سے بہت غصہ ہوا لیکن
ازبسکہ نیکذات اور درست عقیدہ تھا اور اہل علم کی عزت انکے اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد
کے مطابق امام الحرمین کے رتبے سے بھی واقف تھا ارکان دولت سے کہنے لگا کہ تم جاؤ امام کو
مہربانی اور حرمت کے ساتھ میرے آگے لاؤ ہر چند وے کہنے لگے کہ اُنے حضرت کا حکم نہ مانا پھر اُسکو

حرمت سی کیون بلائی ارشاد ہوا کہ جتبک اسکی بات نہ سنون مین ایک خبر کو سنتے ہی ایسی بزرگ
کوئی حرمت نہین کرسکتا ہون الغرض جب امام الحرمین کے پاس فرمان پہونچا یا جو کپڑے کہ گھر مین پہنے
ہوئی تھے اُسی کپڑے سے بارگاہ سلطانی مین آئی چوبدارون نے حضور مین عرض کی کہ امام نے اتنی نافرمانی
پر اکتفا نہ کیا گھر مین جس لباس سے تھا اُسی لباس کی ساتھ بارگاہ معلی مین حاضر ہوا اور محفل شاہی کچھ
ملاحظہ نہین کرتا ہی بادشاہ یہ سنکر نہایت غصے ہوا اور دیوانخانے کے داروغہ کو بھیجا کہ کس لیے اس
حالت سے آتا ہی کیا نہین جانتا کہ بادشاہون کی مجلس مین اسطور سے جانا بے ادبی ہی تب امام
آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو لازم ہی کہ اپنی بات کا جواب آپ ہی سنے اسلیے کہ اور دن
کو مقدور نہین جو تقریر اسکی بخوبی حضور مین عرض کرین غرض حضور تک پہونچا کہنے لگا اے بادشاہ
مین اسی کپڑے سے نماز ادا کرتا ہون اور درست ہی تو جس لباس سے خدا تعالی کی بندگی مین حاضر ہو سکو
وہ بادشاہ کی بندگی کو بھی لائق ہی لیکن جبکہ عادت اسطرح کی ہی کہ ایسے کپڑے ونسے شاہون کے حضور
مین نہین جاتے دل مین گذرا کہ پاس ادب کا کرون اچھے کپڑے اور زیور پہنکر حاضر ہون پر جسوقت
حکم عالی پہونچا اسی لباس سے مین بیٹھا ہوا تھا ڈر گیا جتبک کپڑے بدلون اور کچھ دیر ہو تو بسبب اُسکے
فرشتے میرے نام کو بادشاہ اسلام کے باغیون کے دفتر مین لکھین بلکہ اُسی پائجامہ سے جو مین پہنے ہوئے بیٹھا
تھا اگر نہ آتا تو بادشاہ کے حکم بجالانے کے لیے جلدی کے ثواب سے محروم ہوتا بادشاہ نے فرمایا اگر اطاعت
سلطانی کو اُس مرتبہ سے تو واجب جانتا ہے تو میرے حکم کے برخلاف کس واسطے منادی پھروا تا ہے
جواب دیا کہ جو بات فرمان بادشاہی سے علاقہ رکھتی ہی اُسکا مجھے قبول کرنا واجب ہے پر جسکا تعلق فتوے
سے ہے لازم ہی کہ مجھسے پوچھین کیونکہ احکام شرعی اور رسوم دینی مین حکم علما ہی کا ہی روزہ رکھنا
عید کرنا فتوے سے علاقہ رکھتا ہی نہ سلطان کے حکم سے جب یہ بات ذہن نشین سلطان کے ہوئی غصے کی
آگ رضامندی کے پانی سے بجھائی اور امام کو انواع نوازش و بخشش کے ساتھ رخصت کیا الحمد للہ
کہ اس زمان فرخندہ آوان مین جو شاہزادہ عالمیان کی صبح ظہور کا نور حضرت صاحبقران کی یمن
دولت اور حضرت بادشاہ کی تاثیر عدالت سے اللہ تعالی اُنکا ملک اور غلبہ ہمیشہ رکھے کہ عالم اُنکی
عدالت گستری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان افلاک اُنکی مرحمت و مہربانی سے معطر ہے

گروہ خلائق کی مصلحتون کا مدار اور احکام شریعت غرا کی اصل ہی جبتک ہلال سلطانی خورشید
کے ساتھ ترتیب سے مدارج کمال کو پہونچے حق سبحانہٗ وتعالی حضرت سلطان سلیمان مکان آصف
نشان کے ہلال دولت کو حضرت صاحبقران سکندر زمان مخدوم اکابر دوران کے پرتو انوار مین
پہونچاکر زوال کی چشم زخم سے محفوظ اور آسمان ابہت واجلال کی ان دونون نیرونکو سعادت و
اقبال کے ستارون کو سعرب وبال کی علامت سے مامور رکھے بیت الٰہی تو میری دعا کر قبول ؛
بحق پیمبر وآل رسول ؛ تنویر حکیم ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ عدالت فضیلت کے جز کے برابر ہی بلکہ
وہ تمام فضیلت ہی اور ظلم جو مقابل اُسکے ہی رذیلت کی جز کے مقابل ہی بلکہ وہ سراپا رذیلت ہی لیکن
عدالت پہلی شخص اور اُسکے خصائل سے علاقہ رکھتی ہی جیسے اُنکی طرف اشارہ ہوا ہی پھر اُسکے شریکون
کے ساتھ اہل خانہ یا شہر کے رہنے والون مین سے ہون اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا
ہی کہ ہر ایک تم سے اپنے اعضای جسمانی اور قوائے نفسانی کا نگہبان ہی وہ قیامت مین پوچھا جاویگا
اُنکے احوال سے اور جب فرمایا کہ عادل لوگ منبر کے اوپر حق سبحانہ وتعالی کے نور کی مثال ہین صحابیون نے
پوچھا وہ کون آدمی ہین فرمایا وہ جو پہلے اپنے حق مین اور اپنی اولاد کے حق مین عدالت کرین پھر اُنکے
حق مین جو اُنکے ملک مین اور اُنکے تابع فرمان رہین حکیمون نے بطور تمثیل کے کہا ہے جو چراغ کہ اپنے پاس کے
اگر اُسے روشن نہین رکھ سکتا ہی بس جو کہ اُس سے تفاوت ہی بطریق اولی اُسکو روشن نہین رکھ
سکیگا یعنی جو کوئی اپنی اور اپنے خصائل اور اعضا کی عدالت سے عاجز ہی پھر اُس سے اہل خانہ اور
شہریون کی عدالت متصور نہین ہی چاہیے کہ پہلے اپنے تن بدنکی عدالت سے خبردار ہو اور افراط تفریط
کے مضرت سے احتراز کرے بعد اُسکے گھر کے لوگون یا شہر کے رہنے والون سے وہی طریق سلوک رکھے اور
نائب خداوند تعالی کا کہلاے حکیمون نے کہا ہی کہ جب خلق اللہ کی بندوبست کی ڈوری ایسے بزرگ
کے قبضہ اقتدار مین رہی تو زمانہ کے انتظام کا سررشتہ بخوبی مستحکم ہوا اور اُسکی مبارک ڈور کی تاثیر
سے گیہون اور نسل مین برکت پیدا ہو روایت ہی کہ کسرے کے خزانے مین ایک تھیلا پایا اُسمین گیہون
کے دانے از بسکہ بڑی بڑی چھوارے کی مثال تھے اُس تھیلے پر لکھا تھا کہ جس زمانے مین بادشاہون
کی عدالت نہایت کامل تھی برکت اس مرتبے مین تھی درست ہی کہ اس زمان واضح برہانین حضرت

خاقان صاحب زمان کی عطوفت ورحمت کی برکت سے تھوڑی مدت کے بیچ ہر طرح کی جمعیت وخاطر جمعی اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہونچی اور ملکون کا میدان جو ظالمون کے ظلم سے پایمال ہلاکت کا ہو گیا تھا آبادی پر آیا یہ نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی ہے بیت خدایا تو ملک اس سے آباد رکھ ۰ دل خلق کو خرم وشاد رکھ ۰ ساتوان لمعہ عدالت کی قسمون مین ارسطاطالیس نے تقسیم اسکی تین قسمون سے کی ہے ایک وہ ہے کہ اسپر اقدام کرنا اسلیے ہے کہ حقتعالی کی بندگی حق ادا جائے کیونکہ اسکی مہربانی نے بے سابقہ استحقاق کے خلعت وجود ہر ایک موجود کو انعام فرمایا اور اپنے خزانۂ احسان مین سے اس عالم امکان کی ہر ایک شے کو بیشمار نعمتون سے نوازش کیا پس اقتضا عدالت کا یہ ہے کہ ہر ایک متنفس اپنے اور اس حق کے درمیان جو لازم ہے اُسی کے بجالانے مین طریق مستحسن کو نگاہ رکھے اور اسکی بندگی کے چلن مین کسیطرح قصور نہ کرے دوسرے وہ جو متعلق ہے اپنی نوع کے شخص کا مثلاً بادشاہون کی تعظیم علما اور ائمۂ دین کی تکریم کرنی اما نتون کو پھیر دینا معاملے مین انصاف کرنا تیسرے وہ ہے کہ جو گذرے اُنکے حق سے ادا ہونا اس طور پر کہ اُنکے اموال مین قرضون کو ادا کرے وصیتون کو بجالائے اور جو اُسکی امثال سے ہو جو شخص احکام شریعت سے آگاہ اور پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کے اخلاق سے خبردار ہے سو جانتا ہے کہ حضرت نے بحکم اس کے کہ ہر قسم کی زبان اُنکو عنایت کی ہے اکثر مقام مین عبارت فصیح اور اشارہ صریح سے اقسام عدالت کا بیان فرمایا انمین سے ایک اشارہ یہ ہے کہ فرمایا ہے تعظیم خدا کی حکم کی اور مہربانی خلق اللہ پر جاننا چاہیے کہ یہ عدالت کی تمام قسمون پر مشتمل ہے کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اُن چیزون مین ہے جو بندے اور اُسکے پروردگار کے درمیان ہین فقرہ اولی سے اشارہ اُسکی طرف ہے یا اُن چیزون مین جو اُسکے اور دوسرے آدمیون کے بیچ ہین اور اُسکی طرف فقرہ ثانی سے کنایہ ہے اور دوسری حدیث مین فرمایا جسکے معنی یہ ہین کہ دین نیکی کرنی ہے لوگون نے پوچھا کسکے واسطے فرمایا خدا اور اُسکے رسول کے واسطے اور سب مومنون کے لیے عاقل دانا جانتا ہے کہ اتنی حکمت شریف کو ایسی مختصر عبارت مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھ سوا اس ادیب کامل کے جسنے مکتب سے اسکی کہ میرے پروردگار نے مجھکو ادب سکھایا پس آداب بہتر اچھے ہوئے ادب سیکھا ہے کون بیان کرسکتا اسی واسطے حکمای متاخرین جب شریعت محمدی کی حقیقتون سے آگاہ ہوے اور اُنھون نے دیکھا کہ وہ تمام حکمت عملی کی

تفصیلون پر مشتمل ہو تو حکیمون کی سب باتونکی تفتیش اور انکی کتابون کی تتبع کرنے کو فضول سمجھا بیت جو دیکھا باغبان کا قد و بالا + اٹھایا سرو گلشن سے دل اپنا۔ عبادت الٰہی کی تحقیق مین گفتگو یہ ہو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے قوۃ و اعضا مین سے ہر ہر کو ایک ایک غرض کے لیے خلق کیا ہے تا سب ملکر کمال حقیقی کے حاصل کرنے کے لیے جو غرض اصلی ہے سبب ہون یعنی خلافت الٰہی جو عبارت ہے باوجانت سے ہے اُسکے اسرار پر وقوف حاصل ہو چنانچہ مطلع کے درمیان اشارہ اسکی طرف ہوا ہے پس ان قوتون اور اُن اعضا کو انکی غرضون مین صرف کرنا عبادت اور عدالت اور شکر گزاری ہے اور سوا انکے متوجہ کرنا گناہ اور ظلم اور ناسپاسی ہے جب کہ اُسکا التزام کرنا نہایت مشکل ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام بلاغت انتظام کے درمیان اُنکے اوصاف مین فرمایا کہ میرے بندونمین سے شکر گزار تھوڑے ہین لیکن ہر ایک قوت و عضو کو کسکام مین مصروف رکھے تفصیل اُسکی شریعت محمدی مین تشریح وار ہوئی ہے اسی طرح سے آدمیون کے حقوق بھی معاملہ اور نکاح اور قتل و قصاص کے ابواب مین مشروح ہو چکے ہین وہان سے معلوم کیا چاہیے پر عدالت کی وجہونمین سے بڑی وجہ عدالت پادشاہی ہے کیونکہ وہ عدالت کی سب صورتون کی جامع ہے اسلیے بغیر اسکے کسی شخص کو مقدور عدالت کا نہین ہو سکتا بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل سے کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بندوبست خانہ داری کا بھی انتظام احوال سے علاقہ رکھتے ہین اور باوجود اتنی فکر و ذکر اور محنت و مشقت کے خاطر جمعی جو وسیلہ تحصیل کمال کا ہے میسر کہان جیساکہ اخبار مین آیا ہے کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار کرے تو ہر ایک بندگی کے ثواب مین جو رعایا سے ہو شریک رہے اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر معصیت کے وبال مین انکے ساتھ برابر ہو اور حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پادشاہ عادل خدا کے مقرب بندون مین سے ہوگا اور سلطان ظالم اُسکی رحمت کی بارگاہ سے دور پڑیگا حدیث مصطفوی مین وارد ہوا ہے کہ ایک گھڑی کی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اس لیے کہ ایک ساعت کا عدل تمام ملکون کے درمیان ایک دم مین پھیل جاتا اور مدت تک اُسکا چرچا رہتا ہے عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین جانتا میری کوئی دعا مقبول ہے تو پادشاہ کی نیک خوئی کے لیے دعا کرتا نفع اسکا تمام خلائق کو پہونچے جب کہ عدالت کی اس نوع کی تفصیلین سیاست بدن مے

مناسبت رکھتی ہین اسمقام مین اسیقدر پر اکتفا کیا اور اس بحث مین لوگون نے اعتراض کی ہے کہ تفضل محمود ہے اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت عبارت ہے برابری سے اور تفضل زیادہ سابق معلوم ہوا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط سے معلوم ہو یا تفریط سے مذموم ہے پس چاہیے کہ تفضل مذموم ہو جواب اُسکا اس طور سے دیا ہے کہ تفضل عدالت کے باب مین احتیاط کی قسم سے ہے تا اُسکی نقصانی سے امین رہے اور ہر ایک علمی کے توسط مین اختیار کرنی ایک طور پر نہین چنانچہ سخاوت مین جو وسط ہے اسراف و بخل کے بیچ احتیاط اُسکی زیادت کیطرف میل کرنے سے ہوتی ہے اور عفت مین جو وسط ہے درمیان بدکاری اور پارسائی کے نقصانی کی جانب میل کرنے سے اور تفضل متحقق نہین مگر بعد رعایت کرنے شرائط عدالت کے اس طور پر کہ پہلے حد استحقاق مین ہو بعد اُسکے احتیاط کی جانب مین پھر زیادتی اسمین ضم کیجاے اور اگر کسی نے اپنے تمام اموال کو بیجا مصرف مین خرچ کر ڈالا اسے تفضل نہ کہینگے بلکہ وہ مبذر ہے پس تفضل عدالت مامون اور متفضل عادل محتاط ہے شرافت اُسکی اس سبب سے ہے کہ یہ طرق عدالت کے باب مین مبالغہ اور احتیاط ہے نہ اس سبب سے کہ خارج ہے یہ وہ جواب ہے جو قوم نے دیا ہے لیکن یقین ہے کہ داناؤن کو یاد کرنے سے اُن باتون کے جو اس فن کی توسط کتب مین مذکور ہوئین اس سے بہتر جواب حاصل ہو جانا چاہیے کہ تفضل کو عدالت مین کبھی اختیار کرتے ہین تا موجب نقصان اپنے حق کا نہو کیونکہ اگر درمیان دو شخص کے حکم کرے تو کسی جانب مین تفضل متصور نہو حالانکہ رعایت کرنی اصل اعتدال اور مطلق مساوات کی لازم ہے تنادیر حکیمون سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اگر رابطہ محبت و اخلاص کا آدمیون کے بیچ مربوط رہتا تو سلسلہ عدالت کی طرف احتیاج نہوتی کیونکہ اہل معاملہ مین سے بسبب ربط و اتحاد کے ایک دوسرے کی رضاجوئی اختیار کرتا اور کوئی کسی کے حق مین طمع نہ کرتا تحقیق اس بات کی یہ ہے کہ رابطہ اخلاص کا نہایت مستحکم ہے رابطہ عدالت سے کیونکہ محبت ایک وحدت جبلی داخل طبیعت ہے اور عدالت ایک وحدت قسری اُس سے خارج ہے ساتھ اُس کے بغیر محبت کے منتظم نہین ہوتی پس بادشاہ مطلق محبت ہے اور عدالت اُسکا نائب ہے اس معنی کا یہ ہے محبت اس آیہ قدسی کے رو سے جسکے معنی یہ ہین کہ مین ایک گوشہ مخفی مین تھا پس چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤن تب پیدا کیا مین نے خلق کو ایجاد اشیا کا سبب ہے پس دوام اور انتظام بھی

اُسی پر شنی ہو سکتے ہین بیت بل بے ای عشق کہن سال تو ہر دم نو ہے ٭ تیرے فرمان کے
تابع ہین ہر اک پیر و جوان ٭٭ اگر خدا تعالی چاہیگا تمام بحث محبت کی حکمت منزلی مین آئیگی

آٹھوان لمعہ فضیلتون کے حاصل کرنے مین حکمت کے اندر مقرر ہوا ہے کہ مبادی ان حرکتون کی
جو کمالات کی طرف پہونچاتے ہین یا طبیعت ہے یا صناعت اول جیسے حرکت نطفی کے اطوار مختلفہ
پر یہانتک کہ کمال حیوانی کو پہونچائے ثانی جیسے حرکت چوب کی اوزار کے وسیلہ سے یہان تک کہ کمال
صنعی کو لائے لیکن طبیعت صناعت کے اوپر مقدم ہے کیونکہ طبیعت بے مداخلت ارادہ انسانی کے مبادی
عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہے بخلاف صناعت کے اسلیے کہ تعلق اُسکا ارادہ انسانی سے ہے پس طبیعت
گویا صناعت کا اُستاد اور معلم ہے اور جیسے نسبت کمال طبیعی کی مبادی علیہ کے ساتھ ہے ویسی کمال
صناعی کی نسبت طبیعت سے ہے پر نسبت اُسکی صناعت سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب کے اور اُسکی
تدبیر مین ایک وجہ مناسبت ہو سکتی ہے تا جو کمال کہ فعل طبیعت کے اور تقدیر الٰہی سے مترتب ہے صناعت
سے تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہے یا زیادتی جو صناعت کو ہے وہ حاصل ہونا اُن کمالات کا ہے
جو ارادہ کے اور مشیت سے علاقہ رکھتی ہین مثلاً جب انسان جانور کے بیضہ کو موافق گرمی مین جیسے
چھاتی کی گرمی ہے سوا دے تو بہت سے بچے ایکبارگی پیدا ہون کہ برابر اُسکے جانور کے از خود دینے سے
ایکبارگی پیدا ہونا مشکل ہے جب تمہید اس مقدمہ کی ہوئی تو اب مین کہتا ہون جب مہذب کرنا اُن
خلقون کا پیش نظر اہل فن کی مقصود ہے امر صناعی ہے تو البتہ اس بات مین طبیعت کا اقتدا اس طور
پر کیا چاہیے کہ جو ترتیب وجود مین مقدم ہو اُسی تہذیب اخلاق مین بھی مقدم رکھین او جو کوئی قوتون
کے مراتب مین تامل کرے تو اُسے معلوم ہو کہ لڑکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنا غذا
کا ہے اس لیے کہ جونہین وہ پیدا ہوتا ہے تو دودھ کیطرف متوجہ ہوتا ہے یہ صرف الہام ربانی سے ہے
کیونکہ اس خالق نے فرمایا ہے کہ مین نے ہر ایک شخص کو اُسکی پیدایش عطا کی پھر اُسے راہ بتائی اور
جب قوت اُسکی زیادہ ہونے لگتی ہے اُسکے طلب کرنے مین چلانے اور رونے اور اُس کے
مانندون سے توسل ڈھونڈھتا ہے پر اوائل مین بسبب حکم اجمال کے امور مشاکلہ کے درمیان
جیسے مان کی اور اُس کے غیر کی صورت ہے امتیاز نہین کر سکتا پھر جب اُس کی خواہش

ظاہری اور باطنی مین جون جون قوت آتی جاتی ہی خیال اُسکا اُن چیزونکو یاد رہنے پر جنمین وہ دیکھتا ہی قادر ہونا اور مطالب کی صورتون کو جو اسکے وسیلے سی اُس دلمین گذرین اُسکی درخواست کرتا ہی جیسے خصوصیت مان کی اور اُسکے غیر کی ہی اور اس قوت کی کامل ہونے سے ایک نوع کمال قوت غضبی کی اُس مین پیدا ہوتی ہی تا اُسکے وسیلے سے دفع ضرر کا اور مزاحم و مانع کی صورت مین مقصد پانے کے لیے نہایت مقاومت کرے پھر جو اُسکے تا لنے کو استقلال نپاے تو شور و فریاد اور اپنے غیر کی اعانت سی کمک ڈھونڈھے پھر جب یہ قوت پوری ہوتی ہی تب نفس ناطقی کا ایک اثر خاص جسکا نام قوت حیا ہی اُسمین ظاہر ہوتا ہے اور وہ تمیز تفرقہ کرنیکا ہے درمیان نیک و بد خوبصورت و بدصورت کے اور یہ قوت بھی آہستہ آہستہ مراتب کمال کی طرف ترقی کرتی ہی پھر جب قوت شہوی اور قوت غضبی آدمی کو اُس کمال کو جو اُسکے لائق ہی پہونچاتی ہی تب وہ قصد نوع کی باقی رہنے کی کرتی ہے مثلاً پہلی قوت بسبب کھانے پینے اور بڑھنے کے جب اُسکو ایک مرتبہ کمال کی طرف نزدیک کر دی تو وہ چاہتا ہی کہ ایک اور شخص کو پیدا کرے اسلیے کہ بسبب اُسکے نوع باقی رہی تب مادہ منی کا اسمین پیدا ہوتا اور خواہش نکاح کی اور جستجو جنانی کی کرتا ہی اور دوسری قوت جب اسکے حافظہ مین قرار اور مضبوط تب ہوتا موافق کی دفع کرنیکے لیے اور مذہب و ملت کی پاسداری اور سیاسات وغیرہ کی واسطے اُسکے فائدی انواع کیطرف رجوع کرتے ہین سعی کرتا ہی لیکن تیسری قوت یعنی قوت تمیز جب جزئیات کی درک کرنے سی مستحکم ہو تب کلیات کا تعقل اور انواع و اجناس کا تصور کرنی لگتا ہی پھر جب اسپر قادر ہوا تب وہ اسم عقل کا مصداق ہوتا ہی پھر ان کمالون کو ظاہر کرنے میں جو خاصہ انسانی ہی شروع کرتا ہی اسی وقت انسان بالفعل ہونیکا آغاز ہی یہ اُسکے آگے اُسکو انسان کہنا کیسا ہی جیسے کیری کو آم کہنا اور اسی مرتبے کو مبتدیان کمالونمین جنکا تعلق طبیعت کی تدبیر سے ہے منتہی ہوتا ہی اور یہ مرتبہ تدبیر صناعی کی ابتدا ہی یہانتک کہ اس کمال اصلی کو جو اقصی مراتب انسانی کا ہی اور اُسکی تعبیر مطلع کی درمیان نیابت خدا یعنی بادشاہت کی سی ہی پہونچے پس طالب کمال کو لازم ہی کہ اسی طریق تحصیل کمالات مین ہی اور پہلی قوت شہوی کو مہذب کرے تا اسکے نسبت ملکہ عفت یعنی پارسائی حاصل ہو پھر قوت غضبی کو تاکہ شجاعت حاصل کرے مین تکمیل

قوت تمیزی کی کرے یہان تک کہ حکیم کہلاوے پس اگر اتفاقاً ابتدائے پیدائش مین قانون حکمت طریقے
سے ترتیب پایا ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن ان چیزون کا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب جانے اور شکر اس نعمت
عظمیٰ کا اُس حکیم مطلق کی درگاہ مین بجالاوے اور جو برعکس اسکے پرورش پائی ہو تو نا امید نہو اچاہیے
بلکہ آئندہ اُسکے تدارک مین بہت مصروف رہے جاننا چاہیے کہ بغیر اُن لوگون کے جنکی خدا نے
تائید کی ہے اور بحکم اس آیہ قرآنی کے جسکے معنی یہ ہین کہ اللہ نے تجھے گمراہ پایا پس تجھکو ہدایت
کی انھین کمال خلقی اور فضل غیبی کے وسیلے سے علم کسبی اور فکر بشری سے مستغنے کیا ہے کوئی شخص
فضیلت کمال کے ساتھ مخلوق نہین ہے اور اُسکے حاصل کرنے کے لیے محنت و مشقت سے بھی مستغنے
نہین اگرچہ بسبب تفاوت استعداد کے کوئی آسانی حاصل کرتا اور کوئی بدشواری پس جیسے خطاط
اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی چاہیے یہانتک کہ کاتب یا تاجر ہو ویسے طالب فضیلت کو
اُن کامون پر جو موجب اُسکی تحصیل کا ہے اقدام کرنا لازم تا وہ ملکہ اُسکو حاصل ہو یہ صناعت
فن طبابت کے ساتھ شباہت تام رکھتی ہے کیونکہ منظور نظر طبیب کا حفاظت کرنا اعتدال مزاج کا ہے
جب تک کہ ممکن ہو اور اعادہ کرنا اُسکا بعد زوال کے اور اس فن کے طلب کرنیوالے کا قصد اعتدال
خلق کی احتیاط کرتی ہے پھر اُسے حاصل کرنا بسبب اختلال کے بلکہ یہ علم حقیقت کی رو سے خود طب روحانی
ہے جیسے سابق مذکور ہوا یہین سے ہے کہ جالینوس حکیم نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو لکھا
تھا کہ یہ نامہ طبیب بدنی سے طبیب روحانی کو پہونچے پس جیسے علم طب کے دو جز ہین ایک احتیاط کرنی
صحت کی دوسرا بیماری کو دور کرنا ویسے اس فن کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ جو فضیلت کی
محافظت سے تعلق رکھے دوسری جو دفع رذیلت کے لیے کام آوے پس طالب کو پہلے اُن تینون قوتون
نظر کرنا لازم ہے جنکا ذکر سابق ازین مذکور ہوا اگر اُن سبھونکا احوال اعتدال کے طور پر ہے تو
اُسکی محافظت کی سعی کیا چاہیے اور جو اُس سے منحرف ہو تو اُسکے بدلنے مین کوشش کرے جب انکی
تہذیب سے فراغت ہو تو قوانین عدالت کی حفاظت مین بقدر وسعی بلیغ کرنا واجب جانے یہان
تک کہ کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہو اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اُسمین مصروف رکھے تب کمال
حقیقی کے نہایت مرتبے کو پہونچ جائے **نوان لمعہ** صحت نفسانی کی محافظت مین جب روح کو

کسی نوع کی فضیلت حاصل ہو تو اُسکی حفاظت کرنی اور اُس قوت فاضلہ کو اپنے اختیار مین
رکھنا اور اچھے اچھے آدمیون سے صحبت ملاقات رکھنی اور بُرے لوگونکی مجلس سے احتراز کرنا واجب ہے،
کیونکہ انکے یار و مصاحب کی خوئین طبیعت مین جلد اثر کر جاتی ہین اسیواسطے حکیمون نے کہا ہے
کہ طبیعت گویا چور ہے یعنے اپنے ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ لے لیتی ہے اور جیسے بدون کے اختلاط
سے اپنے تئین بچانا واجب ہے، اسیطرح انکی باتون سے بھی خصوصًا ان کلامون سے جنھین اُنکے خیال
اور وہم باطل تراش کر اون کو بناوٹ مین رکھتے ہین کیونکہ ویسے ایک مجلس مین بیٹھنا یا ویسی
ایک بات کو سننا اس شیوے مین اتنی بدیان مزاج مین آجاتی ہین کہ اُنسے چھوٹنا سوا ایک
مدت کے اور بہت سی تدبیر کے میسر نہین ہوتا اور اکثر ہے کہ یہ صحبت علما ردانشمند کی بھی گمراہی کا
کاسبب ہو جاتی ہے اور علم فقہ مین جو مقرر ہوا ہے کہ اُن شعرون کا پڑھنا جو بُری باتون پر مشتمل اور
انمین طبیعت کی رغبت ہو اور حرص کی طرف ہو حرام ہے سو اسی حکمت کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسباب
سرور کے جو کچھ شراب خوارون کے شعار ہین انکا حرام ہونا بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ عمل کرنا اُن
چیزونکا موجب ہے شہوت پرستی اور بدکاری کا بھید اُسکا یہ ہے کہ پیدائش انسانی مین بسبب علاقہ
بدنی کے روح کو قواے جسمانی کی ساتھ بھی نسبت ہے اور شہوت و غضب کے اسمین داخل ہین پھر ہوا و
حرص کی طرف رغبت کرنی کیسی ہے جیسے نیچے او ترآنا کہ اُسمین کچھ تکلف نہین اور فضیلت کا قصد
کرنا کیسا ہے جیسا بلندی پر چڑھنا پر یہ بدون محنت شاقہ اور تکلیف تامہ کے متصور نہین یعنی بغیر ترک
کیے ہوا و حرص جسمانی کے میسر کہان مصرع آسمان سروری یار و نہایت دور ہے نہین ہے کہ پیغمبر
خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور ریاضتون سے اور
دوزخ ہوا و حرص اور خواہشون سے جاننا چاہیے کہ دوستون سے آمیزش کرنی اور ہنسنا بولنا ایک
انداز موافق کے ساتھ بہتر ہے بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت دائمی کا سبب ہوتا ہے جیسے اور
خلقونکی دو طرف ہین ویسے اسکی بھی دو جانب ہین طرف افراط کو جھوٹھ اور مسخراپن اور بے غیرتی
کہتے ہین اور جانب تفریط کو بد مزگی اور بگاڑ اور پشیمانی پس یہ دو طرفین مانند اور طرفون کے
مذموم ہین اور مرتبہ وسط کا محمود اُسکا نام کشادہ روئی خوشخوئی خوش طبعی اور ظرافت ہے

اور اس حد کی نگاہ رکھنے والے کو خندہ رو خوش خو خوش طبع اور ظریف کہتے ہین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس عظیم الشان ہونے کے ساتھ مزاح کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے اور امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود اُس مرتبہ ولایت کے ہنسی اس مرتبہ سے کرتے کہ وہ تینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کچھ ہنسی کی بات کی تب اُن سے کہا یہ وہ شے ہے کہ اس نے تم کو سب کے پیچھے ڈالا سبب اس کا یہ ہے کہ حضرت کی خلقت مین شق ولایت کا جو موجب جذبہ باطنی اور غلبہ وحدت باقی کا ہے بیشتر تھا اور خلافت واسطہ ظاہری اور علاقہ بکثرت فانی کے سوا نہین اُنکے درمیان آسمان وزمین کا فرق ہے اسی واسطے چندان شق ثانی کیطرف میلان طبیعت کا نہ تھا **بیت** ہوشیا آداب انا اور ہین • دل جلا اور سینہ بریان اور ہین • جو چاہے کہ اپنی روح کو صحیح اور تندرست رکھے تو اُسکی حفاظت مین سعی کرے طریق اُسکا اس طور پر ہے کہ اپنے قوی کو خواہ وہ نظری ہون یا عملی اچھے کامون مین مصروف رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنے اپنے کام کی مشاقی سے مضبوط اور غفلت کے ساتھ سست ہو جاتی ہے یہان تک کہ محل زوال مین پہونچتی ہے اور یہ طریق ریاضت بدنی کے برابر ہے کیونکہ طبیب کو لازم ہے کہ صحت بدنی کی حفاظت کے لیے مراتب سعی مین سے کسی مرتبہ کو فروگذاشت نہ کرے یہانتک کہ بدن صحیح اور تندرست ہو کر ہر طرح کی بیماریون سے بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت نفسانی کے لیے مشقت کی رو سے زیادہ ہے ریاضت بدنی سے کیونکہ اس ریاضت کے واسطے کئی ایک باتون کے سوا نہین بخلاف ریاضت نفسانی کے اسلیے کہ اگر نفس انسانی نظر و فکر کی مواظبت سے معطل رہے اور حقائق کمال کے ادراک سے جو غرض اصلی ہے اعراض کرے تو بے شبہہ حماقت و نادانی سے موصوف ہوتا ہے اور عالم عقول کے فیضان سے جو غذائے روحانی اور رزق آسمانی ہے محروم رہتا باطن مین کمال انسانی کے مرتبے سے گر جاتا اور ظاہر مین حیوان بے زبان کی مثال دکھائی دیتا پھر جب غفلت کی نیند سے چونک اُٹھے خواہ اس عالم مین یا اُس جہان مین سوا افسوس و پشیمانی کے کچھ اُس کے ہاتھ نہ لگے چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے اُسکے معنے یہ ہین کہ اگر تو دیکھے گنہگارون کو جب

حال مین کہ وہ اپنے خدا کے حضور مین سر نیچے کیے اور کہین یا پروردگار ہمارے ہم نے
دیکھا اور سنا پھر ہمین دنیا مین بھیج تو ہم نیکی کرین اور ہم یقین کرنیوالے ہین ہر چند کہ علم و فضل
سے زمانے کا یکتا ہوا اور اُسکے عصر مین کوئی اسکا ہمتا نہو چاہیے کہ عجب دیندار کے سبب مراتب
کمال سے گر نہ پڑے اور اب تک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نہ رہے کیون کہ اس عالم تردد
مین ایک سے ایک عالم متبحر اور دانائے عصر ہے اور اپنے کبر سن کو کسب کمال کے چھوڑ دینے کا عذر اور
سستی اور ناتوانی کا بہانہ نکرے افلاطون سے پوچھا کہ تعلیم کبتک مستحسن ہے بولا جبتک کہ عیب جہالت
کا رہے اور لازم ہے کہ جو کچھ اُسنے حاصل کیا ہے اُسکے ضبط اور تکرار کرنے دیکھنے سننے مین کاہلی نکرے
کیون کہ فراموشی علم و ہنر کے حق مین بڑی آفت ہے صحت روحانی کے احتیاط کرنیوالے کو چاہیے کہ
اپنے دلمین سوچے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے ہارے جو محل زوال اور مقام انتقال مین ہے
اُسکے پیدا کرنے کے واسطے کیا کیا رنج و محنت اور سفر کی اذیت اُٹھاتے ہین پس دولت حقیقی اور خصلت
ذاتی کے حاصل کرنے کی تاکید جس سے اُسکے جوہر ذات کی آرائش ہو ہر ایک صورت سے اپنے اوپر واجب
جانے اور اس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح نہ دے فرض کیا کہ بہت سے تردد کے بعد دولت
دنیا کی حاصل کی پھر جب وہ مرگیا تو اُسکے ورثے جو اکثر اسمین سے اُسکے دشمن بھی تھے لے لیتے تھے
بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق دونون جہان مین ہے اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام
کی حدیث مین آیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے تو خدا تجھکو چاہے اور ترک کر اُن چیزونکو جو آدمیونکے پاس
ہین تو وہ پیار کرین اور دوسری حدیث مین ہے تو دنیا کے بیچ غریب اور مسافر ہوکے رہ اور اپنے
تئین قبر کے رہنے والون مین سے گن ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ جو کوئی دن کاٹنے پر قادر ہو چاہیے
کہ وہ زیادہ طلبی سے باز رہے اسلیے کہ اُسکی نہایت نہین اور اُسکے ڈھونڈھنے والے کو بہت
سی آفتین پہونچتی ہین اور کہا ہے کہ اسباب دنیاوی سے غرض دفع احتیاج کے سوا نہین جیسے
بھوکھ اور پیاس اور آفت بدنی سے بچانا اُسکی لذت مقصود ہے بلکہ لذت اصلی تندرستی
روح کی ہے جو میانہ روی کی چال سے ہاتھ آتی ہے پس معلوم ہوا کہ زیادہ طلبی سے اعراض کرنا
سبب ہے لذت اور صحت دونون کا اور اُسکی خواہش مین منشا ہے دونون کے کم کرنے کا

سلیمان ابن داؤد علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ کے صحیفے مین لکھا ہی کہ دنیا کے درمیان طلب
زیادتی کی نکرو اسلیے گھر کے بیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان اشتہا سے زیادہ کھا نہین سکتا
پس غنی اور غریب قدر حاجت مین برابر ہین بلکہ صاحب فراغت کو زیادہ وبال ہی اور
اسکو سوا اسکے کچھ اور فائدہ نہین جو کہو کہ یہ چیز میری ہی اور جسکے گھر مین اوقات بسری کا
خرچ نہو بمقدار حاجت سے تجاوز نکرے اور پوچ کاموں سے پرہیز کرے اور چاہیے کہ کسی وجہ سے
شہوت وغضب کو اپنے اوپر غالب نہ کرے اور تحریک اُسکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف
نہ رکھے بلکہ عقل مصلحت اندیش کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے آپکو اُن آدمیون کے برابر
نہ کرے جو اپنے دلمین اُس لذت کا خیال کیا کرتے ہین جو معاشرت یا غصے کے وقت مثلاً
اونکو ہو چکی ہو پھر اُسکے سبب سے اُسیطرح ایک لذت ایسی اور اُٹھائے جو سبب دوسری اور
شہوت یا غضب کا ہو پھر اسی وضع سے اپنے آپکو ایسے وبال مین گرفتار رکھین کہ اس سے چھوٹنا
بہت مشکل ہو یہ حالت اس شخص کے حال سے مشابہ ہے جو اپنی چال سے بلا مین مقید ہو جائے
پھر اُس سے چھوٹنے کی تدبیر مین مشغول ہو اور ظاہر ہی کہ کوئی دانا ایسی حرکت پر اقدام نہین
کرتا اور جب طبیعت کی حوالے کرے تو اس طور سے کرے کہ اُسکے وقت مین عقل کی مصلحت سے انتظام
پاوے اور حد اعتدال سے تجاوز نہوتا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے مرتبے کو پہونچے اور
لازم ہی کہ کہنے بولنے کام کرنے بیٹھنے اُٹھنے چال چلن مین پہلے سوچ لے تا عادت انسانی کے
طور سے جو چیز کہ مخالف ہی ارادہ عقل کا اُس سے سرزد نہوا کیا تا اگر عادت نے سبقت کی اور
کوئی ایسا کام جو اُسکے قصد کے برعکس ہی اُس سے ہو گیا تو اپنے آپکو ندامت مین اُس وضع سے
ڈالے جو اُسکی عبرت کا موجب ہو جیسے اُسنے ایسی کھانے پینے کی جرأت کی جس سے پرہیز کرنا
عقل کے نزدیک واجب ہے تو اُسکی سزا اپنے اوپر اس طور سے مصلحت سمجھے کہ بار دیگر اُسکی خواہش
نہ کرے بلکہ روزہ رکھے اور اپنے آپ کو اس قصور کے واسطے زجر وملامت مین ڈالے اور جو اتفاقی
اس سے بیجا غصہ سرزد ہوا تو علی الزعم اُس کے ایک نادان کو اپنا ملازم کرے تا بسبب صدور امر
نا ملائم کے اُس سے چپکا ہو رہے اور غصے کو بجا یا کرے یا کچھ مال خیرات یا خدا کی بندگی ایسی

جو اسپر شاق گذری کرے تا بار دیگر ارتکاب ایسی حرکت کا نہ کری حکیمون کی تواریخ مین
منقول ہی کہ جب بادشاہ نی سقراط کو ناہل کرلیے حکم کیا اس لیے کہ اُس سی کوئی نسل یادگار
اور اُس سی لوگ فائدے حکمت کی اُٹھائین تب اُسنی ایک ایسی کلہ دراز عورت کو اختیار کیا
کہ ہر کہہ دمہ کی پاس وہ زبان درازی مین علامہ عصر اور مشہور تھی اسلیے کہ اسکی صحبت سی قوت
غضبی کو مقہور کری اور اقلیدس حکیم شہر کے احمقون کو خلوت مین بلاکر بیا دیتا تا اُسکو برملا جرم
ملامت کرین اور جو کوئی انی مزاج مین کاہلی دریافت کری چاہیے کہ نیک کامون کی مشقت سی جو
اُسکی عادت معہود سی زائد ہین اپنی تادیب کرے غرض اُنکامون کی مشق مین خوگرے کہ طبیعت
کو امکان غفلت و اہمال کا نہو یہانتک کہ اُنپر قادر اور اُنسے خوگر ہو جاے اور بُری کامون کو
اگر وہ چھوٹے بھی ہون تو اُنکو چھوٹا نہ جانے اور اُنسے احتراز کری تا موجب سستی کا نہوین
سی ہے کہ شرع کی بعضے اماموں نی تصریح کی ہی کہ جس گناہ کو صغیرہ حساب کرتی ہین نظر شخص کے
وہ کبیرہ ہوسکتا ہی اس معنی کو پیغمبر علیہ السلام کی حدیث سی بھی نقل کیا ہی اور صغائر آہستہ
آہستہ باعث کبائر کے ہوتے ہین بلکہ گناہ صغیرہ کے باربار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا
کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا ہے باعتبار اُس اختلاف کی جو علما کی بیچ مین ہی اور لازم ہی کہ اپنی
پہچان کی سعی کرنے مین مقدور بھر کوتاہی نہ کرے اور اس وجہ کی روسی جو جالینوس نے کہی
ہی کہ ہر کوئی اپنے آپ کو چاہتا ہی اور بحکم اُس قول کی جسکے معنی یہ ہین کہ دوستی ہر ایک شی
کی تجھے اندھا اور گونگا کردیتی ہے نہ اپنی عیب سے واقف ہو سکتا نہ پرائی عیب سے پس مناسب یہ ہی
کہ دوستی کسی دانا کی اختیار کرے اور بعد اسکی کہ جب رابطہ دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست
و برخاست کا مضبوط ہو تب اُسکو اپنی عیبون کی اطلاع کردینی کی تکلیف دی اور اس بات مین
بہت سا مبالغہ اور الحاح کرے ہر چند کہ وہ کہی کہ تجھہ مین کوئی عیب نہین دیکھتا ہون راضی نہو
بلکہ پوچھنے مین اور بھی اصرار کری پھر اگر اُسنے کسی عیب سی مطلع کردیا تو لازم ہی کہ بیزار نہو بلکہ خوش
ہو امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی فرمانے کی مطابق جسکا مضمون یہ ہی کہ جس نی میرے
عیبون سے مجکو واقف کردیا خدا اُسپر رحمت بھیجی اُسی اپنے حق مین احسان سمجھ اور شکر اُسکا

اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے چھوڑنے کی تدبیر مین رہے اگر دوستون سے اُسکا مقصد نہ نکلے
تو دشمنون سے التماس کرنا واجب ہے کیونکہ دشمن اظہار عیوب مین پروا نہین کرتا بلکہ وہ اُنکے
افشا کرنے مین اکثر ساعی ہوتا ہے پس اس طریقے سے پہلے اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہے پھر ایسا
کرے جو کسی طور سے اسمین خلل راہ نہ پائے یہی معنی ہین اُسکے جو جالینوس نے دوسرے مقام مین
لکھا ہے کہ نیکون کو دشمنون سے نفع ہوتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے کہ مین نے بے ادبون
سے ادب سیکھا اور بعضے حکیمون نے کہا ہے کہ فضیلت کے طلب کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے آشناؤن
کے احوال کو آئینے کی مثال خیال کرے اور اپنی سیرت اور خو عادت کی صورت اُسمین
دیکھے تو افعال بد کو اپنے معلوم کرے کیونکہ نفس انسانی جسطرح غیر کی برائیون پر جلد واقف ہوتا ہے
اسطرح اپنی بدیون سے خبردار ہو نہین سکتا دسوان لمعہ امراض نفسانی کے معالجہ کرنے مین
جیسے طب جسمانی سے مقرر ہے کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزون کے اختیار کرنے
سے ہو سکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو اُسکی ضد ہے مندفع ہوتی ہے طب نفسانی
مین بھی یہ قاعدہ جاری ہے اور جب کہ فضیلتون کی چار قسمین اور رذیلتون کی آٹھ ہین چنانچہ سابق
گذرین پس رذائل کو اُس اصطلاح کی رو سے جو کہتے ہین کہ دو ضد اُن دونون موجودون کا
نام ہے جنکے درمیان تفاوت اُس مرتبہ کی ہو کہ کبھی دو اکٹھے نہو سکین اضداد فضائل کہہ سکتے لیکن
باعتبار اصطلاح عام کے اطلاق ضدون کا اُنھین دونون پر منحصر نہین اور طب نفسانی کی اصل
یہ ہے کہ پہلے مرضون کو پہچانے پھر شناخت اسکی کہ کس مرض کا کیا سبب ہے اور اُسکی علامت کیا پھر دریافت
کرنا اسکا کہ اس مرض کی دوا کسطرح کیا چاہیے اور جب کہ قوای انسانی کے تین نوع ہین قوت
تمیز قوت غضب قوت شہوت تو اُنکا منحرف ہونا حد اعتدال سے کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی
جانب سے ہے پر ثانی زیادتی کرنی اعتدال کی حد پر یا اُس حد سے نقصان کرنا پس ہر ایک قوت
کی بیماری تین وجہ سے ہو سکتی ہین افراط یا تفریط یا ردائت کیفیت سے اما افراط قوت تمیز کا باعث
شوق نظری یا بنظر شوق عملی کے ہوتا ہے اول جیسے کار کی حد سے تجاوز کرنا اور بحث و مناظرے مین مبالغہ
کرنا اور بے محل ٹھہر جانا منشا اُسکا شبہہ بیجا ہے اور اُن مجملون کے عرف مین جو لذت یقین سے

محروم ہین اسکی تدقیق کرتے ہین اور بسبب اسکے مطالب یقینیہ سے رہجاتی ہے دوسری قسم اگر امور
جزوی مین ہو اسکا نام گربزی ہے یعنے خلاف حکمت اور جو امور کلی مین ہو اسکو دہا کہتے ہین
یعنے اندازے سے زیادہ عقلمندی اور تفریط قوت نظری کی خمود یعنے سستی فکر کی اور بلادت ہے اور
قوت عملی کی بلاہت ہے غرض وہ قصور کرنا فکر کا ہے حد واجب سے علمیات مین ہو یا عملیات مین اما
ردایت اِس قوت کی جیسے شوق ان علمونکا کرنا جو نتیجہ کمال حقیقی کا نہین دیتے زیادہ اس
قدر سے جو ممد تحصیل یقین کا ہو چنانچہ علم جدل اور خلاف اور سفسطی کا یعنے بحث کرنے کا ہے زیادہ اس
سے کہ تحصیل تعین کا ہو اور جیسے علم جادوگری رمالی بازیگری کا اسلیے بسبب انکی غرض اصلی کے
رتبے سے رہ جاتا ہے آما قوت غضبی کا افراط جیسے بہت غصہ کرنا اور انتقام کے پیچھے پڑجانا اور آتش خشم
کو مرتبہ اعتدال سے زیادہ بھڑکانا اور تفریط اسکی جیسے بیغیرتی اور بزدلی ہے ردایت اس قوت
کی کیسی جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکر پتھر یا چارپایون یا لڑکون یا اُن لوگون پر جو اُنکے تابعدار ہین
غصہ ہونا یا بموجب خفگی کرنی پر قوت شہوت کا افراط جیسے کہانے پینے پر زیادہ حرص کرنا اور عورتون سے
بہت صحبت رکھنی ایسی جو استحسان عقلی سے خارج ہو اور تفریط اسکی یہ ہے کہ جسقدر رکھنا بنا ضروری
ہے اُسمین قصور کرنا اور بیاہ شادی کا ارادہ جس سے بقاء نسل مقصود ہے نہ کرنا اسکا نام خمود شہوت
ہے یعنے شہوت کو بجھانا پر ردایت اس قوت کی جیسے مٹی اور کوئلہ کھانے کی بھوکھ ہونی اور شہوت
رانی مردون کے ساتھ کرنی غرض شہوت رانی اس وضع کی کہ عقل کے نزدیک بد ہو اور یہ سبب
امراض بسیط کے جنس مین اور اُنکے تحت مین بہت سے انواع مندرج ہین پھر اُنکے آپس کے ملنے سے بہت سے
مرض پیدا ہوتے ہین جیسے اُنمین سے بعضونکو مہلک کہتے ہین اسلیے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے ہین جیسے حیرت
نادانی غصہ وری بزدلی غمگینی حسد انتظاری عشق و بیکاری اور جگہ تاثیران بیماریونکی بہت ہے تو معالجہ انکا ضرور ہے لیکن علم ایک ایک کا اپنے مقام پر
ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالی اور جبکہ بدن اور روح کے درمیان ازبسکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ
ہے چنانچہ اُن کے کسی مین جو کیفیت پیدا ہو دوسرے مین بھی سرایت کرتی ہے پس سوچنا چاہیے کہ
سبب اس کیفیت ردیہ کا اگر کوئی مرض بدنی ہے جیسے سوء مزاجی یا بد ترکیبی تو دوا اُسکی طب
جسمانی سے کرنا ضرور اور جو علت اُسکی بدکاری کے سبب سے ہو تو طب نفسانی سے اور جیسے تدبیر

جسمانی غذا کی اور دوا کے استعمال کرنے سے ہو سکتی ہے اور کبھی اتفاق ایسا ہو جاتا ہے کہ
احتیاج زہر اور سخت کاموں کیطرف ہوتی ہے جیسے داغ دینا یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنا تدبیر
نفسانی بھی اسی روش پر ہے پہلے اپنے اخلاق کو درست کرے اور بُرے کاموں سے اپنے آپ کو
نیک کاموں کے وسیلے سے بچائے یہ گویا غذائی قسم سے ہے دوسرے اپنے آپ کو کہنے سننے کام کرنے
اور سوچنے کی رو سے زجر اور ملامت میں رکھے یہ گویا دوا کے طور پر ہے تیسرے ارتکاب کرنا
اُسکا جو موجب ایک ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اُسکا ہے یہ صورت تشبیہ رکھتی ہے اُس حالت
کے ساتھ جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو چوتھے عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور
اُن ریاضتوں میں معروف ہونا جس سے نفس انسانی کو رنج پہونچے یہانتک وہ قوت ضعیف اور
فرمان بردار ہو جائے یہ داغ دینے اور قطع کرنیکا شبہہ ہے یہ طریق معالجے کا ہے اجمال
کی وجہ سے پر تفصیل کی وجہ سے کتنے مرضوں کے علاج کا بیان جو اُن تینوں قوتوں سے رکھتے
ہیں ہوگا تا اور مرضوں کا قیاس اُن پر کریں پر قوت تمیز کی بیماریاں اگرچہ بہت ہیں لیکن
مخوف تر اُنمیں سے تین قسم کی ہیں ایک حیرت دوسرے جہل بسیط تیسری جہل مرکب پہلی
نوع افراط کی قسم سے دوسری نوع تفریط کی تیسری ردائت کیفیت کی قسم سے ہے لیکن علاج
حیرت کا یہ ہے کہ جب دلیلیں ایک مطلب کی آپسمیں متعارض ہوں اور وہ مطلب خفی ہو مثلاً نفس
انسانی اُسکے دونوں طرف کے یقین کرنے سے لاچار ہو جاتا ہے پہلے اس قضیے بدیہہ کو سوچے کہ
دونوں نقیضوں کا ملنا اور اُنکا اُٹھ جانا محال ہے جب اُسے یقین اجمالی حاصل ہو کہ نفس
الامر میں ہر ایک مسئلے کی دونوں طرفوں میں سے ایک طرف حق ہوگی اور دوسری جانب باطل
پھر اس مطلب کے مناسب مقدمونمیں بطور قوانین منطقی کے تفتیش کرے اور اس تفتیش میں
احتیاط کی شرطیں اچھی طرح ملحوظ رکھے یہانتک کہ حق باطل سے علیحدہ ہو اور
وہ حیرت کے احاطے سے چھوٹ جائے علاج جہل بسیط کا وہ عبارت ہے نادانی سے بے
اعتقاد کیے علم کے اپنی شان میں پر ابتدا میں یہ بُرا نہیں ہے بلکہ وہ علم سیکھنے کی شرط ہے
کیونکہ اگر وہ عالم ہے یا اپنے شانمیں اعتقاد علم کا کرتا ہے تو سیکھنا محال لیکن اس قسم

مین رہنا بہی اور شرع اور عقل کی روسی اُسکو ملامت کرنا واجب علاج اُسکا یہ کہ وہ انسان
اور دوسرے حیوانونکے احوال مین تامل کری تا اُسی یقین ہو کہ اُنپر فضیلت آدمیونکی باعتبار
علم و تمیز کے ہی اور وہ نادان جو زیور علم سی خالی ہین حقیقت مین گونگے جانورون کی مثال
ہین بلکہ اُنسے بھی بدتر چنانچہ مطلع کے درمیان ظاہر ہو چکا اسی واسطے اُن فضلا کی محفل
مین جو میدان کمال کے شاہ سوار ہین جب حاضر ہون تو اُنسے گفتگو کرنے کی کچھ راہ نہ پای
اور حیوان بے زبان کی مانند منھ دیکھکر رہ جاے پس سوچا چاہیے کہ وہ آپس مین جو باتین
کیا کرتے ہین سو جانورونکی آوازسے مناسبت رکھتی ہین یا آدمی کے کلام سو اسلیے کہ اُنکی
باتین اگر نطق انسانی کی شمار مین ہوتین تو اُن علما کے مجمع مین جو جواہر بیان کے بازار کے جوہری
ہین رواج پاتین بلکہ اُنھین آدمی کہنا کیسا ہی جیسے گیہون کے جھاڑ کو گیہون اور انگور خام
کو انگور کہنا اور تھوڑے تامل سی ظاہر ہوتا ہے کہ اُنکے گونگے جانور جب پیدائش کے اپنے کمال
داعی کے پہونچنے کے لیے قوا اور آلات جسمانی کو مصروف رکھتے اور اس راہ راست جس سے
اُسکی نہایت کو پہونچتے ہین منحرف نہین ہوتے بخلاف اس نادان کے جو بھلے بُرے کی پہچان
سی غافل ہی اور اپنے ارکان اور جوارح اور قوا کو پیدائش کے خلاف مقتضی مین صرف کرنا اور
تحصیل کمال کی سیدھی راہ سی جو خاصہ نوع انسانی کا ہی باز رہتا ہی پس یہ جاہل بے شبہہ اُن
حیوانون سی بدتر ہی پھر جب اسی قیاس کے اوپر احوال جمادات کا ملاحظہ کیا جاے تو معلوم
ہو کہ اس مرتبے سے بھی وہ فروتر ہی کیونکہ اُسنے بسبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو اعلی علیین کے
کی رہنے سے اسفل السافلین مین ڈال دیا ارسطاطالیس نے کہا ہو کہ اگر بینا اور نابینا دونون کنوئین
مین گر پڑین تو کمبختی مین دونون شریک ہین پر اندھا بسبب اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے معذور ہے اور
بینا بسبب تقصیر کے عقل کے نزدیک مستحق ملامت و عتاب کا ہوتا ہی چنانچہ عربی شعر مین کہا
ہے مضمون اُس کا یہ ہے بیت مین نہین دیکھتا ہون انسانین عیب جیسا ہی نقص قادر کا
اور اہل نقل و علم کے اتفاق سی ثابت ہوا ہے کہ کوئی فضیلت بدون علم کے تمام نہین ہو سکتی
اسی واسطے حضرت حق سبحانہ و تعالے نے کتاب اعجاز انتساب مین پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی کی دعا

مانگنی کے لیے حکم کیا اور فرمایا ہے کہ اے محمد کہ اے میری پروردگار میرے علم کو زیادہ کر اور جب
عائشہ رضہ صدیقہ نے حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی کس چیز کے سبب اچھے
ہوتے ہین فرمایا کہ عقل کے سبب اور حضرت مصطفے علیہ السلام نے حضرت مرتضی علی رضی اللہ
عنہ سے فرمایا کہ اے علی جب کہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب و منزلت ہر طرح کی بندگی کے
سبب پیدا کرتے ہین پس تو عقل و فکر کے وسیلے سے انکے مرتبے اور قرب سے بھی سبقت کر اور حدیث
مین آیا ہے کہ آدمی عالم یا متعلم ہے اور باقی گوبر کے کیڑے ہے ایک اصحابی نے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہے فرمایا کہ علم پھر اُسنے یہی سوال کیا تو یہی جواب
ارشاد ہوا یہانتک کہ اُسنے تین بار پوچھا اور حضرت نے یہی جواب دیا تب اُس نے عرض
کی کہ مین عمل اسے سوال کرتا ہون نہ علم سے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل بہتر ہے بہت عمل سے جو جہالت
کے ساتھ ہو علاج جہل مرکب کا حقیقت اُسکی اعتقاد کرنا اُن باتون کا ہے جو مطابق واقع کے نہین
اور یہ بے شبہہ مستلزم ہے اپنے عالم ہونے کے اعتقاد کا باوجود کہ وہ عالم نہین یا جیسا وہ نادان ہے
پر نہین جانتا کہ نادان ہے اسیواسطے اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور جیسے اطبا بدنی بعضے امراض
دائمی کے علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہین اطبا ے روحانی بھی ویسی بیماریون کی دوا سے ناچار ہین
کیونکہ جب کوئی اپنے تئین عالم اعتقاد کرتا ہے پھر علم کی طلب اور اسکا حاصل کرنا کیونکر اُس سے
متصور ہو چنانچہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو مین اچھا
کرسکتا ہون پر احمق کے علاج سے ناچار ہون لیکن جو علاج کہ فی الجملہ ہم منفعت اُس سے متوقع ہو
سو علوم ریاضی کا اشتغال ہے کیونکہ اُس علم کے درمیان حق باطل سے نہایت جدائی رکھتا
ہے اور وہم کی مداخلت چندان اُسمین نہین جیسے علم ہندسہ و حساب اور مانند اُسکے تا طبیعت اُسکی
لذت یقین کی پاوے پھر جب اپنی معتقدات کی طرف رجوع کرے اور اُس طرح کی چین اور لذت
نہ پاوے اور اپنے خلل سے واقف ہو جہل اُسکا بسیط ہو جاتا ہے اور فضائل کے حاصل کرنے کی
استعداد اُسمین پیدا ہوتی ہے پر قوت غضب کی بیماریان اگرچہ بیشمار ہین لیکن سخت تر
اُنمین سے تین نوع کی ہین ایک غصہ دوسری نامردی تیسری دہشت پہلی قسم افراط کی

جہت سے دوسرے تفریط کی تیسرے ردایت کیفیت کی سبب ہی علاج غضب کا غضب وہ
ایک کیفیت نفسانی ہی بسبب اُسکے روح اور خون جو سواری اُسکی ہی جوش وخروش
مین آتی ہین سبب اُس کا خواہش انتقام کی ہی پھر جب وہ کیفیت زیادہ زور کرتی ہی تو وہ
جوش وخروش اُسکا اور بھی بڑھ جاتا ہے یہان تک کہ دماغ اور رگین جو روح کی آمد ورفت
کی راہ ہین اُسکی آتش خشم کی دھوئین سے بھر جاتی ہین اور تاریکی سے اُسکی عقل کی روشنی
چھپ جاتی ہی اور تمام کام اُسکے برخلاف عقل کی ہو جاتی ہین حکیمون نے تمثیل انسان کی اُس
حالت مین اُسکے ساتھ دی ہی کہ جیسے آگ سے بھرے ہوے ایک غار مین کوئی پڑا ہے اور دھوئین
کی شدت سے کچھ دکھائی نہین دیتا ایسے وقت مین علاج اُسکا مشکل ہی کیونکہ اس حالت مین اُسے
جتنی نصیحت اور زجر وملامت کرین تو بھی اُسکی آتش خشم کے بھڑکانے کا سبب ہو لیکن اس صورت
مین اُسے لازم ہی کہ وضع بدل ڈالے یعنی اگر وہ کھڑا ہی تو بیٹھ جاے اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو یا لیٹ
جاے علی ہذا القیاس تاکہ غصہ اُسکا فرو ہو اور اُسکو نافع اور ٹھنڈا پانی پینا اُسکو مفید ہی اگر کچھ
خوف نہو اور پیغمبر خدا علیہ السلام کی حدیث کے موافق وضو کرنا سو جانا اسیطرح اُسکو نافع ہے اور
غصہ ہونے مین سب کی مزاج برابر نہین کیونکہ بعضون کے غصے کی آگ ہرتال کے مثال ایک چنگاری
سے سلگ جاتی ہے اور بعضون کی روغن وارچیز کے برابر شعلے کی طرف احتیاج ہوتی ہی اور
بعضون کی سوکھی لکڑی کے مانند پھونک پھانک کیطرف اور بعضون کی بہت دیر سے مشتعل
ہوتی ہی یہ مرتبہ بسبب عجز ونامردی کے نہین بلکہ علم شانی اور دور اندیشی کے باعث ہی اور
تفاوت اِن مرتبون کا باعتبار آغاز حرکت غضب کے ہے بعد اسکے جب غصے کے اسباب پے درپے
ہوا کرین تب وہ سب درجے برابر ہین بلکہ بھلے شخص کا غصہ سخت بلا ہوتا ہی اس لیے کہ اُسکے غصے
کے ظاہر ہونے کا واسطہ کسی سبب قوی کی جہت سے ہوگا اسیواسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ تم حلیم کے غصے سے اپنے آپکو بچائیو اور حضرت کی حدیث مین ہی کہ فرزند آدم کئی
قسم کے ہین بعضے ایسے ہین کہ جلد غصہ ہوتے اور جلد پھر جاتے ہین اور بعضے دیر غصہ ہوتے پھر جلد پھر
جاتے اور بعضے وہ ہین کہ دیر خفا ہوئے اور دیر ٹھنڈے ہوتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ جلد

غصے ہونے اور دیر سے تسکین مین آتے ہین پر اُنمین سے دوسرے درجے کا سب سے بہتر ہے اور
سب کا برا اخیر مرتبہ کا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جب کہ غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا
ہے تو بادشاہ کو لازم ہے کہ غصے کے وقت کسی مسلمان پر عقوبت کا حکم نہ کرے اس واسطے
کہ شاید وہ غصے کے سبب قدر مستحق سے تجاوز کر جاے اور اُسکے دلمین خوشی حاصل ہو یہین
سے ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو دیکھا جب چاہا کہ اُسے پکڑ کر درہ
قمچی مارین کہ اُسنے گالی دی وہین امیر المومنین نے اُسے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اب اسے اگر
تازیانہ ماردون تو اپنی تسکین خاطر کے لیے اُسکو کھودون نہ خدا کے لیے ایک دن تقصیر مند ومتہم
کسیکو عمر ابن عبد العزیز کے حضور مین لائے اُسنے سخت و درشت باتین کہین جب فرمایا کہ اگر مجھکو
اسوقت غصہ نہوتا تو مین تجھے عقوبت کرتا اور اسباب غضب کے دس ہین عجب - افتخار - عزار - لجاج
مزاح - تکبر - استہزا - غدر - ضیم - منافشہ اور غضب کے لواحق جو اس مرض کو عارض ہوتے ہین سات
ہین ندامت ترہب دنیا اور آخرت کے مکافات دوستون کی دشمنی استہزار ذلیلون کی شماتت
اعدا کی تغیر مزاج کا تالم درسمان حال لیکن حقیقت کی روسے دیوانہ کا غصہ ایک ساعت
کے سوا نہین جیسے حکیمون نے کہا ہے کیونکہ ہر آئینہ غصہ ور کا مزاج اعتدال صحیح سے بہت حرارت
کی طرف مائل ہے پھر اگر یہ مزاج دیرپائی کرے جنون سبعی پیدا ہو چنانچہ قوانین طبعی کے
واقف کار اُسے جانتے ہین یہین سے کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ گرم مزاجی
ایک نوع کا جنون ہے اگر اس مزاج کے آدمی کو پشیمانی نہو تو وہ علامت ہے استحکام جنون کا اور
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روح خارج کیطرف حرکت شدید کرتی ہے او دل جو روح حیوانی کا منبع ہے
خالی رہجاتا ہے اور روح کی مدد جو ہمیشہ عضوونکو پہونچتی ہے منقطع ہو جاتی ہے یا بسبب اسکے کہ حرارت
غضبی کی تپش جو ہر روح مین پہونچ جاتی ہے اور بخار اُسکا دخان ہو جاتا ہے غرض اُن دونون
حالتونمین مرگ ناگہانی کا سبب پیدا ہوتا ہے یا اخلاط اُس شخص کے سوختہ ہوتے ہین اور
اسی سے امراض ردیہ جو موذی ہلاکت کی طرف ہون پیدا ہوتی ہین اسیواسطے ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ نے حضرت مصطفے علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حقمین کچھہ نصیحت کی بات فرمایئے

اُسکو تین بار غصہ ہونے سے منع فرمایا اور اسی پر انحصار کیا اصحاب مین سے ایک صحابی پیغمبر
علیہ الصلوۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین کیا ہے فرمایا کہ نیکخوئی پھر وہ داہنی طرف آیا
اور یہی سوال کیا حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا پھر بائین طرف اگر پوچھا تو یہی جواب سنا
اسیطرح پیچھے جاکر سوال کیا فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا ہے کہ دین وہ ہے کہ تو غصے سے باز رہے اور کلام
مجید مین ہے جو کوئی غصے کو پیجائے اور آدمیون کی خطا سے درگذرے علاج غضب کا اور بیماریون
کی شافی دفع موجب سے ہو سکتی ہے پس اگر سبب اُسکا پندار ہو وہ ایک گمان کاذب ہے اپنے حق مین
اُس مرتبے کا جس کا حقیقت فی الواقع نہین ہے اُسکے دور کرنیکا طریق یہ ہے کہ اپنے عیبون کو دھیان
کرے اور اپنے آپ کو غضب مین ڈالے پھر اُسکے ساتھ اور دون کے کمال کو ملاحظہ کرے اسلیے کہ کوئی
ایسا نہین کہ اگر انصاف کی نظر سے اپنے احوال کو دیکھے تو جس کمال کا سزاوار ہے ظاہر نہ ہو
کیون کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے موجودات کی ہر ایک شے کو بموجب اسکی استعداد کے اپنے خاص
اسمون اور اپنی صفتون کے پرتو سے معین کیا ہے اُسمین کسی کی شرکت نہین اور اس عالم
نظام مین ہر شخص کو اُس کے حاصل کرنے کی قوت عنایت فرمائی مصرع اس ملک مین جا دوس
سا ہے کام مین ہر ایک کس + اور جو سبب اُسکا مال یا خوبصورتی یا نسب یا جاہ سے ہے پس
اگر مال ہے تو داناؤن کو معلوم ہے کہ جو چیز لوٹ اور چھینے او چوری یا غارت ہونے کی آفتون
سے بچ نہین سکتی وہ سبب افتخار کا کسطرح ہو سکتی ہے اور خوبصورتی ہے تو ظاہر ہے کہ جو چیز تھوڑے
عارضہ سے زائل ہوتی ہے عقلا کے افتخار کا موجب کیونکر ہوگی بیت مغرور مت ہو ہرگز مال و
جمال سے ہان + اک شب مین اس کو لیین اور اُسکو تپ مین + اور اگر نسب ہے تو وہ آبا اجداد
کی شرافت کے اعتبار سے ہوگا فرض کرین کہ اگر باپ اُسکا مثلاً اُس سے کہے کہ تو اس شرافت کا
جو دعوی کرتا ہے وہ فی الحقیقت میری ہے اس سے کیا بزرگی تیری جو تو فخر کرتا تو وہ بے شبہہ لاجواب
ہو جائیگا اور شاید کہ فضلاے زمان مین سے کسی کے ساتھ باپ اُسکا درجہ مساوات کا رکھتا تھا
اس لیے شرافت اُسکی طرف عائد ہوئی پس کیونکر اُسکے ساتھ نسبت رکھتی اُس فضل کے برابر
فخر کرنے کا سبب ہو سکے گی یہ خصلت ناقصونکی ہے کہ باپ کی شرافت کے اوپر مغرور ہو دعوی

فوقیت کا علم پڑا اس طور سے رکھتے ہین کہ گویا اپنے باپ کے رتبے سے بھی زیادہ ہین مثلاً کہ وہ اُن سے کمتر ہین تو تھوڑی بزرگی کے سبب جو ایک شخص کی ذات مین ہے اشرف ہو سکتا ہے اُن بہت بزرگون سے جو اُسکے غیر مین ہین اور اسی خیال باطل کے سبب اپنے آپکو عقلا کے نشان ملامت اور فضلا کے محل عتاب بناتے ہین چنانچہ عربی شعر مین کہا ہے اُسکے معنے یہ ہین بیت اگر تو فخر آبا کا کرے ہے وہ تو گذرے ہین + ولیکن یہ بہت بد ہے کہ تو اُنسے ہوا پیدا + اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مکارم الاخلاق کے متمم ہین ارشاد کیا مضمون اسکا یہ ہے کہ تم اپنے نسب کی باتین پیشتر نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کی گفتگو کرو اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے معنے اُسکے یہ ہین قطعہ مین بیٹا ہون اپنا میری ہے کنیت + ادب مین عجم کا ہون یا مین عرب کا + جوان ہے وہی جو کہے ہان کہ مین ہون + نہ وہ ہے جو بولے کہ تھا باپ میرا + نقل ہے کہ یونان کے رئیسون مین سے ایک شخص نے ایک غلام دانا پر اظہار فخر کیا بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب یہ لباس فاخرہ ہے جس سے تو نے اپنی سجاوٹ کی ہے تو وہ اِس کپڑے مین ہے اور جو یہ گھوڑا تیز قدم ہے جسپر تو سوار ہے تو یہ بزرگی تیری نہین اور اگر فضیلت پدری ہے تجھے اُس سے کیا حاصل جب کہ اُن فضیلتون مین سے کچھ تیری نہین پس اگر تجھسے اپنی شرافت لے لین بلکہ جسوقت تیری طرف عائد بھی نہین ہو تو احتیاج پھیر لینے کی بھی نہین پھر اس سے تیری کیا شرافت ہوگی اور روایت ہے کہ ایک حکیم کسی مالدار کی صحبت مین رہتا تھا اور وہ مال و متاع دنیاوی کے سبب اپنے آپکو کھینچتا اور فخر کرتا اتفاقاً حکیم کو احتیاج تھوکنے کی ہوئی داہنے بائین دیکھ دال کر اس دولتمند کے منھ پر تھوکا حاضران مجلس اُسے بد کہنے لگے حکیم نے جواب دیا کہ ادب کی چال یہی ہے کہ نامعقول جگہ مین تھوکیے مین نے جتنا ادھر اُدھر دیکھا کوئی مکان اُسکے منھ سے جو دانائی کے عیب سے صورت انسانی اسکی مسخ ہوگئی ہے خراب نہ پایا اور اُس فقیر نے بعضے اُستادون سے خدا اُنپر رحمت بھیجے سنا ہے کہ پارس کے اطراف مین ایک دنیادار مال و متاع اور دولت فانی کے سبب مغرور و مسرور تھا ایکدن کسی ولی کے پاس گیا جب اُنھون نے مراقبے سے فراغت کی اور اُسکی طرف نظر پڑ گئی خادم پر خفگی کی اور کہا کہ اس گدھے کو یہان سے نکال دے اور یہان تک غصہ ہوا کہ وہ دنیادار باہر نکلا پھر جب ٹھنڈے

ہوئی خادم نے استفسار کیا بولی کہ مینے سوائے تکمل تماری کی اسکی صورت سے مشاہدہ نکیا
پر تکرار اور تخلج جو عبارت جنگ و جدل سے ہے وہ علاقہ الفت کی سبب زائل ہونیکا اور
رابطہ وحدت کی ٹوٹنے کا موجب ہین اسلیے کہ مخالفت ضد ہے موافقت کی اور بسبب اسکے
کہ کثرت کو غلبہ اور فتحمندی ہے سلسلۂ انتظام کے ٹوٹنے کا احتمال اور بنای اتحاد کی گرجانے کا
شبہہ اسواسطے کہ قوام کثرت قہرمان وحدت سے مربوط ہے پس یہ دونون خصلتین جہان
کی بندوبست کی اٹھادینے کا جو بڑا مفسدہ ہے سبب ہوتی ہین پر تکبر وہ قریب عجب کی ہے اور
فرق انکے درمیان یہ ہے کہ عجب اُس کمال کا اعتقاد کرنا اپنی شان مین ہے جو حقیقت کی رو سے
اسمین نہین اور تکبر اسی کمال کا دعویٰ کرنا اور ون کے ساتھ اگرچہ وہ اُسکا معتقد نہو علاج
اُسکا اسطور سے ہے کہ سوچے مین کہان سے پیدا ہوا اور حقیقت میری کیا جو شخص دو مرتبہ پیشاب
کی راہ سے نکلا ہو کسطرح وہ سزاوار کبر و غرور کے ہے جب یقین اُسکا حاصل ہو تو کبر و نخوت کی
بیماری سے اپنی روح کو صحیح اور تندرست رکھے اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے
کہ آدمی کو غرور کرنا کیا لائق ہے اسلیے کہ اول اُسکا غلیظ نطفہ اور آخر بدبو مردہ اور بیچمین خود
نجاست کا دھونے والا اور حدیث قدسی مین ہے کہ تکبر میری چادر اور بڑائی میری ازار پس
جو کہ ان دونون کے لیے جھگڑے اوسکو دوزخ مین ڈالونگا اور حدیث نبوی مین آیا ہے کہ حشر
کے میدان مین تکبر کرنیوالون کو چھوٹی چیونٹیون کے برابر بناوین حقیقت اُسکی یہ ہے کہ سوائے
غنی مطلق کے جس کے دامن جلال تک کسیطرح سے گرد احتیاج کی لگ نہین سکتی اور وجود جمیع
ممکنات کا اُسکے انوار وجود کا پرتو اور اُسکے دریائے بخشش کا قطرہ ہے کوئی لیاقت تکبر کی نہین
رکھتا اسلیے کہ تکبر و احتیاج مین منافات ظاہر ہے بیت کبر بد ہے اور گدا سے زشت تر ہے + جیسے
جاڑے مین کرین جامہ کوتر + پر استہزا اور فن آدمیون کا شیوہ ہے اور بڑے لوگون کے دل لینے
کے لیے اور اُنکے پاس جانے اور مال و مرتبے کے واسطے یہ چال اختیار کرتے ہین اور جو کسی کو
فضیلت و ہنر ہوا اور وہ آزاد ہو تو وہ عیب جانے کہ اس شیوے سے توسل ڈھونڈھے بلکہ اپنے
ہنر و فضیلت سے اُن کے پاس عزت حاصل کرے حدیث مین آیا ہے کہ روز قیامت مین

ٹھٹھولون کو بہشت کی دروازے پر بلائین جب وہ وہان پہونچین در کو بند کرلین پھر دوسرے
دروازے سے بلائین جسوقت وہان جائین دو ہین دروازے موندین اسی طرح سے اُنکے ساتھ
یہی سلوک اختیار اور ٹھٹھے کی صورت پر اُنھین عذاب کرین لیکن غدر وہ دولت اور رتبے
اور اُسکے غیر مین ہوتا ہی پر اسکی سب قسمون کا موجب خیانت ہی کیونکہ وہ بدون کی بد
اور بدونکی بری ہی اور کسی دانا کے نزدیک بہتر نہین پیغمبر خدا صلوٰت اللہ وسلم نے اس طریق
کو اخلاق منافقین سے شمار کیا ہی اور فرمایا کہ حشر کے دن فریب دینے والون کا ایک نشان ہوگا
کہ اُس سے سب لوگ اُنکے فریب پر مطلع ہونگے یہ خلق ترکونمین بہت ہوتا ہی اور وفا جو ضد اسکی
ہے روم اور حبش مین اکثر ہی تخصیم وہ عبارت ہی کسی کو تکلیف دینے سے انتقام کے لیے کہ وہ تحمل
ظلم کا کرے برائی اسکی ظلم وانظلام کی حقیقت سے مفہوم ہوتی ہی عاقل کو چاہیے کہ انتقام لینے پر
اقدام نہ کرے جبتک یقین نہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہو لیکن یہ بہت سوچ اور فکر تردد اور
قوت علم کے حاصل ہونے سے ہو سکتی ہی بلکہ بخشش ہی دینا بہتر ہے اسواسطے کہ بسبب اُسکے دشمن
دوست ہو جاتا ہے اور طوق شرمندگی کا اُسکی گردن مین پڑتا ہی کیونکہ اہل غیرت عدو کی بخشش نیکو
باوجود اسکے کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہی اپنے اوپر سخت و ناگوار جانتے ہین چنانچہ عربی مثل
مین کہا ہی معنی اُسکے یہ ہین کہ دشمنون کا عفو سخت تر ہی دوستون کی ظلم سے اور مناقشت
وہ دم بھرتا ہے اُس نفیس چیزون کی طلب کرنے مین جو مشتمل ہین کتنی خطرون پر لیکن بادشاہون
اور اہل دول کو اُس سے احتراز کرنا بہتر ہی پھر ہمارا انتھار کیا چلتا کیونکہ جس بادشاہ کی خزانے
مین نفیس جواہر ہو اُسکے تلف ہو جانے سے امین نہین رہ سکتا ظاہر ہی کہ گردش آسمانی اور انقلاب
زمانی کی سبب سے بہت سی ہیر پھیر اور اولٹ پھیٹ دنیا کی کارخانہ ہوتے ہین کیونکہ خیاط روزگار
ممکنات کی لباس بلمر کو خطوط شعاعی کی تارے سیتا ہی پھر فتنہ وفساد کی کھونچ کھانچ سے پھاڑ
کر آتش فنا مین جلا دیتا ہی اور نقاش قضا جس ترکیب کی صورت کو اجزاے عنصری سے بناتا
ہے پھر ہاون فلکی مین کوٹ کر اُس مادے سے دوسری ترکیب تیار کرتا ہی چنانچہ آیہ قرآنی مین
آیا ہی معنے اُسکے یہ ہین کہ عادت خدا کی وہ چیز ہے کہ تحقیق آگے گذری اور کبھی خدا کی عادت

کے واسطے تبدیل نہ پائیگا اور جب بادشاہ اُن نفائس مین سے کوئی ایسی چیز جسکو دل سے چاہتا
ہو کھو دے تو بے شبہ آثار غم و الم کے اُس کے صفحۂ خاطر مین زیادہ اُس خوشی کے مرتبون سے پیدا ہوتے
جو اُسکے ہاتھ آتے وقت حاصل ہوتے تھے چنانچہ نقل ہے کہ بلور کا قبہ نہایت خوبصورت اور
بڑے بڑے کاریگرون نے اُوسے چھیل کرکے گرد و مدور ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا
اور اسکی صفائی کے آگے آب و تاب جواہر بے آب تھی اور دیکھنے والے اُسکی شادابی سے اپنی
آنکھین ٹھنڈی کرلیتے بادشاہ کے حضور بطریق تحفہ کے لائے بادشاہ نے بہت تامل سے اُسکو ملاحظہ
فرمایا تو بہت پسند کیا اور اُسکی آنکھون مین دوسرا آفتاب جہانتاب نظر آیا ارشاد ہوا کہ اسے خزانے مین حفاظت
سے رکھین تا دونون وقت اُسکے مشاہدے سے دل کو خوش کرے اور بمقتضا اُسکے کہ کون دولتمند ہے
کہ زمانہ اُس سے مکدر نہین کرتا جب حادثۂ زمانہ نے اپنی عادت کے طور پر اُسکو تلف کردیا بادشاہ
اسکے سبب بہت دلگیر ہوا یہان تک کہ بندوبست ملکی کی تدبیر مصاحبون کی صحبت رعایا کی خاطر
سے درگذرا اور ازبسکہ تاسف سے اپنے یاقوت لبون کو گوہر دندان سے کاٹتا اور غایت افسوس سے
اشک عقیقی چہرہ کہربائی پر بہاتا اور آنسوؤن کی لڑی لیکر اُسکے سوداگر بازار مین آیا اور اپنے
اوقات کو اُسکے ذکر مین صرف کرنے لگا اس قدر سودا نے اُسکے دماغ مین جوش مارا کہ قبہ بلورین
فلک کا اتنے گوہر شب چراغ کے ساتھ اُسکی آنکھون مین تاریک ہوگیا لعل باوجود اُس سنگدلی کے
اُسکی آتش غم سے موم کی شال پگھل گیا اور جگر مرجان کا اُس گرانجانی سے خون ہوا خواص و
اعیان ملک کے کسی گوہر نفیس کی تلاش مین جس سے بادشاہ کا دل بہلے جتنی سعی و تردد کرتے
تھے محروم و نا اُمید پھرتے آخرالامر عنان ملکداری کا سلطان کے قبضۂ اقتدار سے چھوٹ گیا
اور خلل کلی امور مین پیدا ہوا جب کہ بادشاہون کا یہ حال ہے پس زیردستون کے اگر کوئی
اچھی چیز ہاتھ لگے زبردست لوگ اسکی طمع سے سر اُٹھاتے ہین اور اُس کے چھیننے کے لیے ہاتھ بڑھاتے
اگر وہ کچھ چون و چرا کرے پشیمانی کھینچے بلکہ نہ دینے کی صورت مین اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے
پس عاقل کے لیے ایسا اختیار کرے جس سے اتنے فساد برپا ہون مصرع مین جان جہان کی ہون
نہ جہان جان ہے میری - یہی ہے کلام غضب کے اسباب اور اُس کے علاج مین پر جو کوئی زیور

اعتدال سے آراستہ ہے غضب کی دوا اُس کے نزدیک آسان ہے کیونکہ غضب وہ ظلم ہے اور
عدالت کی راہ سے بھٹک جاتا ہے اور کسیطرح بہتر نہین جو لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرتے
اور کہتے ہین کہ غضب علامت بڑی جوان مردی کی ہے اور اپنی نادانی سے اُسکو شجاعت
جانتے ہین محض خیال فاسد اسلیے کہ جو خصلت سبب فتنہ و فساد کا ہو اور جس سے اتنی خرابیان
مشہور ہون اور خویش و اقارب نوکر چاکر باندی غلام لوگ بگڑ جاتے ہین وہ کسوجہ سے عقل
کے نزدیک بہتر ہو سکے اسیواسطے پیغمبر خدا صلواة اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوانمردون سے جو مرد
وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپکو تھانبے اور جب بعضے لڑائیون سے مراجعت فرمائی ارشاد
کیا کہ ہم جہاد اصغر سے پھر آیا جہاد اکبر کی طرف لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہے فرمایا کہ
اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنا اور زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ تیرے دشمنون مین سے بڑا
دشمن تیرا نفس امارہ ہے جو تیرے دو پہلو کے درمیان ہے اگر فراط غضب کے ساتھ روایت کیفیت
کی بھی ملجاے تو حیوان بے زبان سے تشبیہ پیدا کرکے بہائم اور جماد کے ساتھ جیسے پاس مال و متاع
ہین یہی طریق درپیش کرے اور چارپایون اور کبوتر اور بلی وغیرہ حیوانات کی مار پیٹ سے اپنی
تشفی خاطر چاہے یہان تک کہ اگر قلم کا قط مثلاً اُسکی خواہش کے مطابق نہو یا جلدی کے سبب
صندوق یا پٹارے کا قفل اگر کھول نہ سکے خفگی کے مارے اُسکو توڑ ڈالے اور دیوانون کیے
بیہودہ گالیون مین زبان کھولے یہ طریق نہایت رذیل ہے چنانچہ سلف کے بادشاہون مین سے ایک قسم
بادشاہ جونپور مین مشہور تھا نقل کرتے ہین کہ جب کشتی اُسکی دریا کے سفر سے دیر کو پہونچتی دریا
پر غصہ کرتا اور حکم کرتا کہ اُسکے پانی کو نکالڈالین اور پہاڑون سے بھر دین اسی طرح سے دریا
کی تہدید کرتا اور حکیم ابو علی سکویہ نے بعضے احمقون کی نقل لکھی ہے کہ جب چاندنی رات کو سوتا اور
بیمار ہوتا تو چاند کے اوپر خفگی کرتا اور گالیان دیتا اور مہتاب کی ہجو کرتا اکثر ہجو چاند کی شان مین
اس کے مشہور ہین بیت مہتاب نور بخشے ہے ہونگے سگ پلید + کتنگو پوچھے غصہ ترا چاند پر ہے
کیون + غرض ایسی ایسی حرکتین نہایت بد اور سبب ہنسی کی ہین پس جو ان اوضاع کو اختیار
کرے حماقت و نادانی مشہور ہو یہ خاصیت ناقصون کی ہے جیسے رنڈیان اور بیوقوف بڈھے

اور لڑکے اور بیمار ہین اور جسطرح کیفیات بدنی بالفرض ہودی انکی ضد کیطرف ہوتی ہین اسطرح
سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفسانی کیفیتونمین بھی زدیلت غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو
عبارت ہوا اور حرص سے ہے اور ایک وجہ ہے انکی ضد کے پیدا ہونی کیونکہ حرص کو جب خواہش شہوت
سے باز رکھین اُسکے غضب کی آگ بھڑکے اور بخیل کا اگر کچھ مال نقصان ہو انپر دوستون اور
ہم نشینونپر جو کسی وجہ سے اسمین مداخلت نہین رکھتے ہین غصہ کرے لیکن ثمران بدخصلتون
کا ناراستی اور ندامت کے سوا کچھ نہین اور جو صاحب عدالت عقل کی ترازو مین اپنے جواہر
اخلاق کو سنجیدہ رکھتے اغماض و اکرام و عفو و انتقام مین سے جو حال کہ پیش آوے طریق اعتدال
پر چلے منقول ہے کہ سکندر بادشاہ کی خدمتمین ایک بیوقوف شوخی اور عیب جوئی کرنے لگا خوانینون
مین سے کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اسکو تنبیہ کرین تو اس حرکت سے باز رہے اور اورونکی
عبرت کا موجب ہو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ بات رائے صحیح اور عقل صریح کے برخلاف ہے کیونکہ ہم سے
اب تک اُسکو کچھ ایذا نہین پہونچی ہے اور جو شخص کہ اس ماجرے سے واقف ہوا اُسی کو بد کہے اور
جب مین اُسکو دُکھ دون تو بلاشبہہ میری مذمت اور عیب جوئی مین مبالغہ کریگا اور داناؤن
کے نزدیک اُسکے لیے جائے عذر ہوگی اور کسی وقت مین باغیانونمین سے ایک شخص بسبب نافرمانی
کے اسیر ہوا تھا سلطان سکندر اُسکی لغزش سے درگذرا اور اُسکو آزاد کیا حضور مین سے ایک
شخص نے بہت طیش کھا کر کہا کہ مین اگر تمسا ہوتا اسے مروا ڈالتا بادشاہ نے جواب دیا جب مین
تجھسا نہین ہون اسواسطے اسکو نہ مارا علاج بزدلی کا وہ چپ رہنا ہے انتقام کر لینے سے جب کہ
مناسب ہو اور وہ ضد ہے غضب کی اسلیے کہ وہ اس باب مین افراط ہے اور ہر آئینہ بہت سے
مفاسد اس مرض کے لازم ہین جیسے ذلت و خواری و بدزندگی یا اُسکے حقوق مین لوگون کا طمع
فاسد کرنا اور کامونپر کم ثابت رہنا اور سستی مزاج کی طلب راحت کرنی جو سبب نا اُمیدی
کا ہے میعادتون سے اور ظالم کو اپنے اوپر قادر کرنا اور اپنی اور اپنے اہل کی برائیون مین
راضی ہونا فضیحت اور گالی سنکر چپ رہنا اور بیعزتی اختیار کرنی اور سب کامون سے رہ
جانا ہے علاج اس بیماری کا اور مرضون کے برابر رفع سبب سے ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو

اس حالت کی قباحت پر تنبیہ کرنی اور غصے کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے ہو سکتا ہے گرہ
کہ افراد انسانی مین غضب مرکوز ہے جب ناقص ہو تحریک کرنے سے آگ کی مانند بھڑک نکلے تو اس
باب مین مخاصمہ کرنا اس شخص کے ساتھ جس کے مکر و فریب سے بچ سکے بہتر او پیش آنا ان آدمیون
سے جو اُسکے گالی دینے اور خفیف کرنے مین مبالغہ کرین نافع ہے انتقام کے مناسب ایک نقل ہے کہ
منصور بن نوح کو جو والی خراسان کا تھا وجع مفاصل عارض ہوا او اُس زمانے کے بڑے
بڑے طبیب دوا کرنے سے عاجز ہوے اور کہنے لگے کہ ہم سے اسکی تدبیر نہین ہو سکتی تب ارکان دولت
کی راے اسپر ٹھہری کہ محمد زکریا رازی جو رازدان قوانین طب کا ہے مشورت کیجیے اور کسیکو اس
کے لانے کے واسطے بھیجا جس وقت دریاے شور کے کنارے پر آیا ناؤ کی سواری سے ڈرنے لگا آدمیون
نے اُسکے ہاتھ پانون باندھکر کشتی مین ڈالدیا بہر صورت دریا سے پار ہو کر حضور تک لائے اگر
چہ ہر طرح کی تدبیر کرنے مین کچھ قصور نکرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہوتا فرد سکنجبین نے قضا را
بڑھایا صفرا کو ✦ عجب کہ روغن بادام سے ہو خشک دماغ ✦ بعد اسکے بادشاہ سے عرض کیا کہ
ہر چند مین نے معالجے جسمانی کیے پر کچھ فائدہ نہوا اب تدبیر نفسانی باقی رہی ہے اگر اُس سے آرام ہوا
تو بہتر نہین تو مجھے بھروسا نہین دیکھتا ہون یہ کہکر بادشاہ کو تنہا حمام کے درمیان لیگیا اور
کہدیا کہ کوئی یہان نہ آئے آخر جب حمام کی گرمی نے بادشاہ کے بدن مین تاثیر کی تب ایک چھری
نکالکر سامنے آیا اور دشنام مغلظ دینے لگا اور کہا تو نے حکم دیا تھا کہ میرے ہاتھ پانون باندھکر
پانی مین ڈالدین اور بے حرمت کر کے کوسون کی راہ سے لائین اب مین اسی چھری سے
انتقام اُسکا تجھسے لونگا یہ بات سُنتے ہی سلطان کی آتش غضب بھڑکی اور بے اختیار وہان
سے اُچھلا محمد زکریا نے جلد باہر آکر ایک پرزے کاغذ مین لکھکر بادشاہ کے کسی خواص کو دیا اور
کہا کہ شاہ کو باہر لاؤ جو اسمین لکھا ہے اسی تدبیر پر عمل کرو اور وہین تیز قدم گھوڑے پر سوار ہو
خراسان سے باہر نکلا آخر الامر بادشاہ کی اسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ شفاے کلی حاصل ہوئی
سبب اُسکا یہ ہے کہ مواد بلغمی کہ جو موجب مرض کا تھا حرارت غضبی نے گرمی حمام کی مدد سے تحلیل
کردیا پھر بادشاہ نے ہر چند اُسے بلوایا پر اُسنے ملاقات نہ کی اور عذر کر بھیجا کہ بندے نے خدمت

سلطانی مین جو بی ادبی کی ہی وہ مصلحت علاج کے لیے تھی شاید بادشاہ کبھی اُسکو یاد فرما دے اور
خاطر مبارک مین گرانی آئے تو بادشاہون کے قہر سے کسی طرح جانبر ہونا متصور نہین ان
باتون سے غرض یہ ہی کہ آتش غضب کا اشتعال کرنا اگرچہ وہ بسبب سرد مزاجی کے سُست ہو
ہو ممکن ہی حکیمون سے بعض شخص لڑائیون اور خوف کی جگہ جو نہین جاتا اور طوفان کے وقت
کشتی مین جا بیٹھا اسلیے کہ خوف وہ ہی اسکے صدمے سے اطلاع حاصل ہو علاج خوف کا وہ عبارت
ہی ایک ہیئت نفسانی سے جو توقع کے نزدیک مکروہ ہو اور نفس انسانی اُسکے دفع کرنے پر قادر نہو
اور نسبت توقع کی اُس شے کے ساتھ ہو سکتی ہی جو زمان استقبال مین ہو سکے پس وہ شے ضروری
ہے یا ممکن اور ممکن کا سبب یا فعل شخص ہو یا اُسکے فعل کا غیر لیکن اس صورت مین ڈرنا
مقتضا عقل کا نہین پس کسی عاقل کو نہ چاہیے کہ اُنکی کسی قسم مین خوف کرے اور اگر وہ شے ضروری
اور معلوم ہو کہ دفع اُسکا قدرت بشری کے احاطے سے باہر ہی تو علاج اُس کا سوا اسکے نہین کہ
اسپر راضی ہو اور اُس آفت کو قبول کرے کیونکہ بسبب اُس حالت کے دین و دنیا کی تدبیر
سے رہ جاتا ہی ایسی خصلت کہ جسکے سبب یہ فساد برپا ہو اُسکو شفاعت دارین مین پہونچاتی ہی
اور جو ممکن ہو اور سبب اُسکا فعل شخص کا نہو لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے نہونے
مین برابر ہی تو ہونے پر یقین کرکے بالفعل اپنے تئین غم و الم مین ڈالنا خلاف رائے صواب کے
ہی بلکہ اُسے ہونے نہونے پر چھوڑا چاہیے یہ قسم اگرچہ رضا و تسلیم کی رو سے قسم اول کے ساتھ
خصوصیت رکھتی ہی لیکن جب ہونے کا یقین نہین ہی تو اپنے آپ کو خوف مین نہ ڈالنا اولی ہی
اور اگر سبب اُسکا فعل شخص کا ہو تو لازم ہی کہ بڑے اختیارون سے اجتناب کرین اور اس کام
کا اقدام نہ کرے جس سے مآل اُسکا بد ہو جائے اس لیے کہ جان بوجھ کر برائیون پر کمر باندھنا
مقتضا عقل کا نہین کیونکہ جو جانتا ہی کہ جس برائی کے ظاہر ہونے مین فضیحت ہوتی ہی اور جو
چیز ہونے والی ہو اُسکا ہونا کچھ دور نہین پس یقیناً اُسپر اقدام نہ کریگا پس سبب خوف
کا پہلی صورت مین حکم کرنا ممکن کے اوپر ہے اُسکے وجوب کا اور اس صورت مین اُسکے امتناع
کا ان دونون کا منشا سمجھ بوجھ کا قصور ہے اور جب خوف کے سببون مین موت بہت بڑا

سبب ہے تو اسکو چھوٹا جاننا اور اوس سے پروا نہ کرنا مناسب ہے علاج خوف موت کا پہلے تو جاننا چاہیے
کہ موت انسان کی فنا ہے قوتی نہین اسواسطے کہ نفس ناطقہ دریائے ملکوتی کا ترشح اور عالم جبروت
آثار سے ہے اور فنا کو اُسکے بقا کے میدان مین دخل اور حوادث زمانی کا اُسکے جوہر ذات سے کچھ
علاقہ نہین بیت مرتا ہے کب وہ جو کہ ہوا زندہ عشق سے + ثابت ہے جاودانی ہماری کتاب مین
اور یہ قاعدہ حکمت کے صحیح عقلی دلیلون سے مستحکم ہو چکا ہے اس مقام مین جو کہ مناسب ذکر کا ہو یہ ہے کہ اگر
انسان فرض کرے کہ اُس کے اعضا مین سے کوئی عضو مثلاً ایک انگلی جاتی رہے تو اُسکے انانیت مین
کچھ نقصان نہین ہوتا اسیطرح سے اگر دوسرا کوئی عضو جاتا رہے یہان تک کہ تمام عضو اُسکے بتدریج
منتفی ہو جائین اور نظر تعمق سے مرتبہ ذات مین تامل کرے تو اُسکو محفوظ پاوے جب تمہید اُس مقدمہ
کی ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا یا اسواسطے ہے کہ اُسکی حقیقت کو جانتا نہین اور اُسکے خیال مین
گذرتا ہے کہ مرنا موجب فناے ذاتی کا ہے یا بسبب تصور کرنے اس الم کے جو موت کی حقیقت مین ہے
یا گمان کرتا ہے کہ مرنے مین کچھ اُسکا نقصان ہوتا ہے یا اُن احوال کو سوچتا ہے جو بعد موت کے پیش آئین
خواہ اسی کو جیسے عاقبت کے عذاب یا اُسکی اولاد کو یا اُسے حیرت آجاتی ہے کہ مرنے سے کیا ہوگا لیکن
جب عقل کی نظر سے اُن چیزون کو دیکھے اور اندیشہ کی کسوٹی پر پرکھے تو وہ سبب خوف کا ہو نہین
سکتے ہین پہلی صورت مین اسواسطے ہے کہ تمہید سے معلوم ہو کہ حقیقت موت کی عبارت ہے علاقہ نفس
انسانی کے چھوٹ جانے سے جو بدن کے ساتھ ہے اور آلات بدنی کے رہ جانے سے اور دوسری
صورت مین اس سبب سے کہ ہرگاہ الم جسمانی حیات کا سبب ہے اور حیات تعلق نفسانی کا پرتو
اور موت اس تعلق کو اٹھا دیتی ہے پس حقیقت مین موت اُس الم کے دفع ہونے کا سبب ہے کیونکہ
جو چیز غیر ملائم کے معلوم کرنیکا سبب تھی سو تو منعدم ہو گئی پھر خوف کس بات کا او تیسری وجہ مین
جاننا چاہیے کہ موت حقیقت انسانی کے آثار کے متمم ہے چنانچہ قدیم حکیمون نے اُسکی تعریف مین کہا ہے
کہ انسان زندہ گویا اور مرنے والا ہے پس موت اُسکی نہایت اور تمامی ہوئی پھر اُسمین توہم نقصان
کا کرنا قصور عقل ہے مصرع سُنا نہین کہ ہوا جو کوئی تمام ہوا + دانا کو چاہیے کہ طبیعت کے بندی
خانہ سے نکل کر عقل کے میدان وسیع مین آوے اور حیات عقلی کو حیات جسمانی کے اوپر ترجیح

دی اور اُس کمال کی طرف جو عقل کے وسیلے سے حاصل ہو قصد اور ہمت کے پانون سے ساتوین
آسمان پر چڑھ کے عالم ملکوت مین اپنی منزل اختیار کرے ابیات - سچ کو طائر قدسی سے مین
سنی یہ صدا + مقام رہنے کا ہرگز نہین ہے یہ دنیا + بنایا عالم علوی مین گھر ہو تیرے لیے عبث
تو دام ہوس کا یہان اسیر ہوا + فرد - تجھے جو دولت وصل اُسکے ہاتھ آئے علا + نہ ڈال طرح
اقامت کو تو یہان حاشا + اور چوتھی وجہ مین جب ترتب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہے پس
چاہیے کہ جو موجب گناہ کا ہو اُسپر اقدام نکرے کیون کہ منشا خوف اُسکی بدفعلیان ہین اور
پانچوین صورت مین اگر دہشت اُسکی اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش و اقارب کی شکستہ حالی سے ہے
تو سوچے کہ فیضان ہدایت ازلی کا بمقتضاے حکمت لم یزلی کے اس عالم موجودات کی ہر ایک
شے کو جسطرح اُسکا بندوبست مناسب جاننا اوسکی نہایت مین پہونچا دیتا ہے کہ کسی شخص کو اُسکی
بدلنے کا مقدور نہین ہوسکتا پھر کیا غم ہے فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی رہے لیکن اُسکے جیتے جی
مین پرورش اُن لوگونکی اُسکے ارادے کے موافق میسر کہان بلکہ مشیت الٰہی کے وتیرے سے
پرورش پاتے ہین چنانچہ آنکھونسے دیکھتے ہین کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کے واسطے
بجان و دل ساعی ہوتے ہین پر کوشش اصلا فائدہ نہین کرتی اور جو تاسف اُسکا اس لیے ہے
کہ وہ سب سے جدا ہو جاتا اور مال و ملک اُسکے ہاتھ سے چھوٹتا ہے تو یہ حزن کی قسم سے ہے لیکن
یہ اُن چیزون کے واسطے غم کھاتا ہے جنکی خواری مین کچھ فائدہ نہین انشاء اللہ تعالیٰ علاج
حزن کا بھی اسکے پیچھے بیان ہوگا پھر اسکے بعد تقریر کیجاتی ہے کہ حکمت کے درمیان مقرر ہے
کہ ہر ایک موجود کو معدوم ہوتا ہے اور بدن انسانی بھی جملہ موجودات سے ہے پس اُسکو معدوم
ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزاے عنصری اگرچہ حرکات فلکی کے سبب آپس مین ملے ہین لیکن ہر ایک
بنظر اپنی ذات کے داعی افتراق کا ہے پس بالضرورت ایک دن جدا ہو جاوینگے اس کے
لیے کیا اندیشہ ہے بیت لیے سیل تنفق کہ اوکھاڑینگے یہ درخت + لیے باد مختلف کہ بجھا دیوین یہ
چراغ + پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آرائش چاہتا ہو وہ ضمناً اُس فساد کو چاہتا ہے
جو اُسکے بدن کو لازم ہے چاہیے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہوتی تو مقاصد کی نوبت ہم تک

کیون کہ بھو پہنچی ابو علی مسکویہ نے کہا ہے کہ اگر فرض کرین کہ اسلاف مین سے کوئی ایسا شخص جسکا
حفظ ادب مقصود ہو جیسے حضرت ولایت پناہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اپنی ہر آل و
اولاد کے ساتھ اب تک کہ مدت چار سو برس کی ہے اور وہ زمانہ ابو علی مسکویہ کا تھا زندہ رہتے
یقین ہے کہ دس ہزار سے زیادہ ہوتے کیونکہ باوجود اتنے ظلم و ستم کے جو اس خاندان پر ہوے
اور ظالمون نے اسکے استیصال کرنے مین سعی و تردد کیا اب بھی قریب دو لاکھ کے اُنمین سے بلاد
متفرقہ مین موجود ہین اور ہر سو شخص مین جو اُن کا ہمعصر تھا اگر یہی اعتبار کرین تو اس چار سو برس
کی مدت مین زیادہ اس حساب سے ہووے اور ہمین سے معلوم ہوا کہ اگر چار سو برس تک آدمی نہ
مرین اور توالد و تناسل کا سلسلہ برقرار رہے تو خلقت نہایت کثرت سے موجود ہو جاے پھر جب یہ
مدت دونی ہو تو لوگون کا دونا دون خانہ شطرنج کے دونے دون بیشمار کے درجے سے باہر جا پہنچے اور
کوہ و بیابان اور عرصہ ربع مسکون کو جیسے ہندسون نے عقل و فکر کے وسیلے سے ناپا ہے اگر
ہر ایک شخص کے لیے تقسیم کرین تو کسی کو اتنی جگہ میسر نہ آوے جو پانون رکھے اور سیدھا کھڑا رہے
اور جو چاہین کہ ہاتھ اٹھا کر آپس مین ملکر کھڑے ہون جب بھی زمین تنگی کرے پھر بیٹھنا و اٹھنا سونا آرام کرنا
چلنا پھرنا ضرورت کے واسطے کہان پایئے کھیتی حویلی وغیرہ درکنار جب کہ آٹھ سو برس کی مدت
بلکہ اس سے کمتر مین نوبت یہان تک پہونچے تو اُسکے دونے دون کا کیا دخل پس حیات جاودانی چاہنا
اور مرنے کو برا جاننا خیال فاسد ہے دانا کو لازم ہے کہ آئینہ خاطر کو ایسے گمان کاسد کے غبار سے صاف
و مصفا رکھے اور سوچے کہ جو اس عالم امکان کے بند و بست مین مشاہدہ کرے تو آئین کامل اور قانون
افضل ہے اور توہم زیادتی کا لاحاصل ہے جو کوئی آرزو دوام زندگانی کی کرے اور طول امل کے
سبب درازی عمر کی اعتدال کی حد سے چاہے تو سوچے کہ بہت حیات سے غرض لذت زندگانی ہے اور معلوم ہے
کہ پیری کے وقت تمام قوتین اُسکی سست ہو جاتی ہین اور اُسکے حواس ظاہری و باطنی مین خلل
راہ پاتی ہے اور تندرستی جو اصل لذت ہے نہین رہتی اور اس آیت کے مقتضا کی طرف جسکے معنے یہ ہین
کہ جسے ہم بہت عمر دیتے ہین اُسے خلقت کے بیچ سرنگون کرتے ہین تمام احوال اُسکے راجع ہو کر قوت اُسکی
سستی سے آرام بے آرامی سے اور آبرو بے آبروئی سے متبدل ہوتی ہے چنانچہ قبیلہ اور اولاد اُس

بیزار ہو جائین علاوہ ہر دم ایک ایک ہمدم کی مفارقت یار و آشنا کی جدائی اور ہر ساعت طرح
بطرح کی دُکھ درد مین گرفتار ہووے پس جو شخص حد اعتدال سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت مین
اُن پریشانیون کا طالب ہو جو اُسکے تابع ہین اور جب معلوم ہوا کہ مدت سے چارہ نہین اور حقیقت
اُسکی نفس انسانی کا رہائی پانا بدن کثیف کے بوجھ اُٹھانے سے اور آزاد ہونا طائر ملکوتی کا قالب
ناسوتی کی قفس سے ہے اور تحقیق ہوئی کہ قرارگاہ نفس انسانی کا وہی عالم ہے پس دانا کو چاہیے
کہ سعادت سرمدی کے حاصل کرنے اور لذت ابدی کے پانے کے لیے سعی و کوشش کرے اور چارپایون
کے مانند دانہ پانی کی طرف سر نہ جھکاوے اور قوائے جسمانی کو لذت عقلی کے تحصیل کرنے کے واسطے
مصروف رکھے اور اُس پیدائش مین علاقات بدنی کی تعلق سے قطع نظر کرے مطابق اُس آیت کی
جسکے معنے یہ ہین کہ تم موت کے آگے سے مرجاو اپنے تئین موت ارادی سے مردہ صفت بنا دے
پھر جسوقت مرگ طبیعی آپہونچے تو زمین و مکان کی تنگی سے چھٹکارا پاکر اعلیٰ علیین کے وسعت آباد
مین رب العالمین کی درگاہ مین جو مقصود اصلی اور انبیا اور اُسکے دوستونکا مکان ہے پہونچکر حیات ابدی
حاصل کرے چنانچہ افلاطون نے کہا ہے تو اپنے ارادے سے مرجا پھر حیات طبیعی سے زندہ رہ شعر خوب
دن وہ ہے کہ اس منزل ویران سے چلون ۔ ساتھ جانان کے چلون راحت جانی پاون + ذرہ
سان رقص کنان راہ طلب گار رہین + پہونچون مطلب کو گر اُس چشمۂ خور تک پہونچون + یہی علاج
ہے امراض قوت غضبی کا اما قوت شہوی کی بیماریان بھی افراط یا تفریط کی جہت سے یا ردائت کیفیت
کے سبب پیدا ہوتی ہین اور ہر ایک تحت مین بہت انواع ہین لیکن مخوف ترا نمین سے چار ہین افراط
شہوت بطالت حزن حسد پس اُنکی علاج کا بیان بطور اختصار کی مناسب ہے علاج افراط شہوت کا
اگر وہ بسبب کھانے پینے کے ہو تو اُن کی رذالت اور شریکون کی خست کا ملاحظہ اور اُن خرابیون
اور برائیون کا جو اُنسے پیدا ہوتی ہین ضرور ہے جیسے سستی اور ذلت اور بے اعتباری اور
لوگون کے نزدیک سبک ہوتا ہے اور ہر طرح کی خرابیان جیسے کم عقلی اور بیوقوفی اور نوع
بنوع کی بیماریان جو قواعد طبی کے طور پر اُن سے ظاہر ہوتی ہین چنانچہ طبیبون نے کہا ہے کہ تمام مرضون
کا موجب کھانے پینے کی زیادتی ہے اور حضرت علیہ السلام کی حدیث مین آیا ہے کہ شکم خالی رکھکر کھاو

تو صحیح و تندرست رہو اور دوسری حدیث مین فرمایا ہو کہ پُرشکم کھانا سب بیماریون کی جڑ ہے اور جو
قصّے عورتون سے ہو تو لحاظ کیا چاہیے کہ ضعف بدن اور فساد عقل اور نقصان اور تلف مال کہ ہر
سببون مین سے عورتون کی چاہ ہے امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی علیہ الرحمہ نے اس شہوت کی تشبیہ
عامل ظالم سے دی ہو کہ اگر بادشاہ اُس کو مطلق العنان کردے تو رعیتون کا مال و اموال لوٹ
لے اور اُن کو فقر و فاقے مین ڈالے اور بادشاہ کے خزانے مین فوج کے بندوبست کے لیے کچھ نہ پہونچاوے
اسیطرح سے یہ قوت شہوت بھی اگر مغلوب و تابع عقل کے نہ رہے تو تمام مواد صالحہ و اخلاط محمودہ
کو جسے قوت غاذیہ کی رعیتون نے حاصل کیا تھا اپنی حوائج مین صرف کرے سب قوی و اعضا کو ضعیف
و سُست کر دے اور جو عقل کے حکم سے اعتدال کے طریقے پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی رہنے کے
لیے اختصار کرے تو اس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر کرتا ہے اور بادشاہت
کے انتظام کے واسطے جیسے گھاٹی بند کرنی پل بندھوانا لشکر روانہ کرنا ہو صرف کرے لازم ہے
کہ سوچے کہ عورتون سے صحبت کرنے کی لذت اکل و شرب کے مزے سے زیادہ تر ہے پس جیسا
عقل کے نزدیک بد ہو کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر مین موجود رکھکر اس قسم کے طعام کے واسطے
گھر گھر مانگتا پھرے ویسا ہی بُرا ہے کہ عقل و شرع کی آبرو کھو کر اپنی حلالہ کی قربت کو چھوڑ کر حرام
کے مقامون مین پرائی خبیث عورتون سے صحبت رکھے باوجود اسکے کہ اتنے مفاسد شرع و عقل کے موجب
اُس سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ حدیث پیغمبر مین آیا ہو کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی اور برکت رزق کی
جاتی رہتی ہو اور زبور مین مسطور ہو کہ جو بلائین زانی پر مسلط ہین اُنمین سے کمتر یہ ہو کہ اُسکی روزی سے
برکت اُٹھ جاتی ہو اگر عنان اختیار کو ہوا و حرص کے ہاتھ مین دے اُس درجے کو پہونچے کہ فرض کریں
دنیا کے پردے مین ایک ہی عورت باقی رہے کہ اُس سے قربت نہ کی ہو اور خیال کرتا ہے کہ اسکے
ساتھ نزدیکی کرنی ایسی لذت ہو کہ کسی عورت مین متصور نہین یہ نہایت نادانی اور اُسکی حماقت
ہو اور اگر بقدر اعتدال کے قوت شہوت کو استعمال مین لاوے تو اُن بُرائیون سے محفوظ رہے
اور قوم نے اس مقام مین عشق کو شہوت کے مرضون مین سے شمار کیا ہے اور اس قوت کے
مرضون مین سے اُس کو بدترین بیماری کہا ہے اور وہ اپنے ہمت کو مصروف رکھتا ہو کہ ایک شخص

سعین کی تلاش مین بسبب غلبۂ شہوت کی ہی علاج اُسکا یہ ہی کہ اُس کا خیال چھوڑی اور اُن دقیق
علمون اور اچھی پیشون مین اشتغال رکھے جنمین بہت تامل اور مشقت کی احتیاج ہو اور استفراغ
کی دوائین جنسے قوت شہوی کی مواد متحرکہ اخراج پائین یا ایسا علاج اختیار کری جس سے آتش
شہوت ٹھنڈھی ہو رہی چنانچہ طب کی کتابونمین مشروح ہی اشراق یہ باتین عشق بہیمی مین ہین جو
منشار افراط شہوت کا ہی یہ عشق نفسانی کہ سبب اُسکا مناسبت روحانی ہی رذائل کی عدد مین نہین
ہے بلکہ فضائل کی قسمو نسی ہے کیونکہ لطیف طبعون کو اچھی صورتون کی بحکم اسکے کہ جنسیت موجب آمیزش
کا ہی بڑی خواہش ہو سکتی ہی چنانچہ اشارہ اُس کا عدالت کی بیانمین ہوا ہی اور جو اس مقام مین
مناسب ہی بیان اُسکا یہ ہی کہ مزاج شخصے کے اعتدال کی نسبت جتنی بہت لطیف و شریف ہوگی اوتنی
ہی اُسکی روح کی خواہش اچھی صورتون اور خوش آوازون اور نیکخوئی کی طرف ہوگی اسلیے
کہ جب عاشق و معشوق کے کمال کا درخت ایک ہی سرزمین سی پیدا ہوا اور ایک ہی آب و ہوا کی
تاثیر سے پرورش پائے اور اُنکے اعتدال مزاجی کی پودھی ایک ہی چشمہ سی سیراب ہون تو انکو دو میان
خواہش اتحاد کی جو حقیقت مین محبت اسی کا نام ہی یقیناً ظاہر ہوگی جب وے دونون شریف نسبتین
دو محل مین ظاہر ہون تو بسبب اختلاف استعداد و خصوصیت محل کی بے شبہہ ایک اتم و اعلی ہوگی
اور دوسری انقص و ادنی پس عاشقیت نقصان کی جیب سے سر نکالتی اور معشوقیت کمال کی پردے
سی جلوہ دکھاتی اور اول خفا و اختفا کو چاہتی ثانی جلا اور بقا کو اسیواسطے اعداد متحابہ مین کہ وہ
عبارت ہے اُن دو عددون سی جنمین ہر ایک کی کسور ملکر دوسری کی عین ہوتی ہین جیسے دو سو بیس اور
دو سو چوراسی حکیمون نے لکہا ہے کہ اگر دو شخصونکو کسی امر مین اتفاق ہوئی دونو عدد دو نیر کھانے کی
چیزون مین سی یا اُنکے غیر مین سی یا ہر ایک اُنمین سی اُن دونون عددون سی کسی کے احد عدد کو
تختی مین کھدوا کر اپنے پاس رکھے تو البتہ اُنکے درمیان محبت او دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق
کے لیے اور بڑے عدد کو معشوق کے واسطے مقرر کیا ہی جاننا چاہیے کہ کسور سی یہان مراد کسور صحیح
ہی اور کسور صحیح دو سو بیس کے جو اقل عدد متحابہ کا ہی گیارہ ہین اس حساب سی آدھا ایک سو
دس چوتھائی پچپن پانچوان جز چوالیس دسوان جز بائیس گیارھوان جز بیس بیسوان جز گیارہ

بائیسوان جز دس چوالیسوان جز پانچ پچانوان جز چار ایک سو دسوان جز دو دو سو بیسوان
جز ایک یہ تمام اجزا عدد اقل متحابین کی برابر ہین عدد اکثر متحابین کو اپنے عدد کے برابر نہین
اسلیئے کہ مجموع ان گیارہ اجزا کے دو سو چوراسی ہین اور یہی مقدار عددین متحابین کی اکثر عدد
کا ہی اور کسور صحیح عدد اکثر متحابین کے پانچ ہین نصف ایک سو بیالیس ربع اکہتر سترھوان جز
چار ایک سو بیالیسوان جز دو دو سو چوراسوان جز ایک مجموع ان پانچون جز کے دو سو بیس ہوئے
یہ مساوی عدد اقل متحابین کی ہین اپنے عدد کے نہین اول عدد کا نام رکہا و ثانی کا نام رکہدے اخلاق
جلالی اور ترجمہ مین اُسکے اعداد متحابہ کا حساب نہ تہا اور اکثر طالب العلم یہان گہراتے تہے اسلیئے خادم
الطلبہ غلام حیدر نے اس حساب کو بیان پر وضاحت کی ساتھ لکہکر لاحق کر دیا تاکہ شائقون کو
نفع پہونچے اور اس گنہگار کو ثواب آوے عشق شعار حکماء متالہین کا ہی اس قسم کا عشق نیک اسرار کی
اور روشندلی کا موجب ہی اسلیئے کہ جہان مین آفتاب جہانتاب عشق کا بحکم اُس آیت کی جسکے معنی
یہ ہین مین نے زمین کو اُسکے پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے نکلے کثافت
طبعی کی عدم کے مغرب مین غائب ہو جاوے اور جسجگہ عشق و شوق کی آتش جو جلا دیتی ہی تمام عالم کو
وصف حال اُسکا ہی وجود کی بستی مین لگی طبیعت کی گہرونکو دوست جلادے بیت آتش عشق نے خرمن
پندار جلایا + جان مین یہ دل سبکو بیکبار جلایا ۔ بل ذای عاشق جہانسوز عجب شے ہی تو + دین کو زندہ کیا
کفر کا آثار جلایا + اسواسطی حکیمون نے کہا ہے کہ تین چیزونسے ذہن کی تیزی اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی
ہے پہلی عشق دوسرے فکر تیسرے ناصح ذکی و شریف کی نصیحت ماننی اسلیئے مشائخ صوفیہ نے طلبگار کو پہلی عشق
کیواسطی ارشاد کیا ہی مصرع اس سے بہتر اور کیا ارشاد ہی + اور حدیث مین ہی کہ جو عاشق پاک ہو اور اُسے
چھپا کر مو اتو وہ شہید ہوا اور دوسری حدیث مین ہے کہ خدا جمیل ہی او جمیلونکو دوست رکھتا ہی اور شیخ ذی
النون مصری نے فرمایا ہی جو چاہی خدا سی اُنس پیدا کرے تو ہر ایک شی ملیح اور چہرہ صبیح کے ساتھ اُنس اختیار
کرے اور عاشقون کی بادشاہ ابو محمد روزبہان فرماتی ہین کہ اسرار لاہوتی زحمت ناسوتی سے نکلے ہوئے
ہین اور حسن ناسوتی عکس ہے جمال لاہوتی کا شعر کون ایسا ہی جا ہی وان نہین اُسکی جمال سو + پر تو جمال حق کا
ہو کہو کائنات مین ۔ اور حقیقت یہ کہ بحکم آیا ہتقوا زعربی کی جسکے معنی یہ ہین کہ جو شاخو لنسی لگی ہوئی ہو محبت ازلی

کے اسرار ممکنات کے قلوب مین بھرے ہوے ہین اور عشق اول کی روشنی کی چمک جو مضمون
اُس کلام قدسی کا ہی جسکے معنے یہ ہین کہ پس مین نے چاہا کہ پہچانا جاؤن اعیان ممکنات کے درون پر
پڑی ہوئی ہی یقین ہی کہ وہ ایک پرتو ہی کہ افلاک مین میل ارادی کے طور پر جو مبداء حرکت
دوری کا ظاہر ہوا اور عنصریات مین میل طبعی کی صورت سی پڑا اور نباتات مین نشو ونما کا
سبب ہوا حیوانات مین بصورت قوت شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کاملہ انسانی مین بصفت
عشق نفسانی کے جلوہ دکھایا اور جو کوئی عبرت کی آنکھون سی دیکھے اور تمام عالم مین پھر
آوے اور فرشتون کے مقام سی ہو کر جو کثافت طبیعت سی بری ہین آسمانون کی سیر کرے پھر
وہان سی مڑ کر زمین مین اوترے تو ایک ذرے کو بھی نور عشق کی پرتو سی خالی نہ پاوی **بیت**
عشق کی خم سے دیا اُسکے ازل مین ایک جام + چرخ کھاتے ہین فلک اور زمین مست کرے ۔
فرد تری چاہ سب کے دلون مین بھری + نہین کوئی تیرے ہی غم سے بری + سریان کے بڑے
بڑے حکیمون نے عشق کو موجودات مین سے ثابت کیا ہے لیکن جب کہ تفرقہ کرنا درمیان عشق
نفسانی اور عشق بہیمی کے مشکل ہی اور ہر ایک کو قوای شہوی اور طبیعت کی خواہشون کے مغلوب کرنی
کی قدرت نہین ہے کیون کہ **مصرع** کیا جانے ہے ہر کوئی آئینہ بنانے کو + جو چالاک آدمی
عشق کی راہ مین نامردی کے پانوٴن جرائت سی رکھتے ہین اور جیسے مردہ ہو کر طبیعت کی
خواہشون اور شہوت کی لذتون سے اپنے تئین بند کر سکتے دی گو گردش چرخ سی بھی عزیز تر ہین۔
اور اکثر آدمی ایسے ہین کہ ہوا و حرص کے دام مین گرفتار ہو بدنظری کی قید سی نہ چھوٹ کر فسق
کا نام عشق رکھتے ہین چارپایون کی خاصیت کے ساتھ دعوی کمالیت کا کرتے ہین اور باوجود
پابندی رشتہ ہوس کے مرتبہ آزادگی مدعی ہین افسوس صد افسوس **شعر** توشہ اس راہ
کا ہاتھ نہین سلیمان کے دیا + ہر مگس کب یہ سنا ہی کہ وہ شہباز ہوا + اس سبب سی یہ طریق بہت
رہاست ہو سکتا ہے **بیت** زندگی کر لو کہ خالی ہووے چاہ و پیار سی + اول و آخر ہے اُسکا تنگ
اور آزار سے + یہ نصیحت مین نے کی تیری تئین اے دوست جان + بر خلاف اُسکے فلان جسنے
کیا بیزار سی + جس علامت سی عشق نفسانی اور بہیمی کی درمیان فرق کر سکتے چنانچہ امام غزالی

نے بعضے تصنیفون مین لکھا ہے وہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص جس سی لذت اس طرح کی پاوی
جیسے سبزے اور آب روان اور اس کی مانند کی دیکھنے سی پاتا ہی تو یہ نشانی شہوت
مارنے کی ہے اور اس صورت مین مباح ہی اور اگر دوسری لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی
کا ہی اوس کا نام عشق بہیمی ہے تو نظر اوس کی حرام اور دوسرے حکیمون نے کہا ہی کہ عشق نفسانی
مین اکثر بات چیت اور ناز انداز کی رغبت ہوتی ہی اعضا اور انکی خوش تراشی کی رغبت سی اس
لیے روح کی خواہش روحانیات کی طرف زیادہ تر ہے جسمانی کی خواہش سی اور جب کہ عشق
کی باتین ایسی نہین جو ضمنا بیان کیجاوین تو اسی قدر پر اختصار کر کے اصل بات کیطرف رجوع
کیا علاج حزن کا وہ عبارت ہی ایک الم نفسانی سی جو کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سی
پیدا ہوتا ہے سبب اسکا طمع اور حرص کرنا ہی شہوات جسمانی اور لذات بدنی کی حاصل ہونے مین
اور توقع رکھنا ہی متاع اور آرایش دنیاوی کی پیج علاج اسکا تامل کرنا ہے اسمین کہ عالم کون و فساد
کے اسباب قابل ثبات کی نہین جیسے خوف موت کی علاج مین انکے طرف اشارہ ہوا ہے اور جو کہ
ثابت و باقی رہ سکتا ہے وہ امر عقلی اور سعادت نفسانی ہی کہ زمان و مکان کی علاقون اور ضدون
کے تصرف اور فساد کے دخل سی برتر ہے جب اس بات کا یقین کامل حاصل ہو طمع بیجا اور خیلات
بیہودہ چھوڑے اور دل کو اسباب دنیوی مین جو ڈھلتے ہوی سایہ کی برابر ہین نہ لگاوے
بلکہ کمال عقلی اور ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے مین جو نیکی باقی اور ذوالجلال کی درگاہ کے
نزدیک ہونے کا سبب ہین ہمت مصروف رکھے اور حرص کے مکان سی جو محل ہی حزن دائمی
اور الم روحانی کا نجات پاکر رضا و تسلیم کے مقام مین جو کہ بہجت حقیقی اور سرور دائمی کا محل ہی
پہونچے چنانچہ مضمون اُس آیہ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین کہ ہان تحقیق خدا کے دوستون کو کچھ خوف
نہین اور وے غمگین نہونگے اُس سی خبر دیتا ہے بیت جسکو بھایا وصال سبحانی + کب اسی
بھاوی لذت فانی شعر - جز قصہ جام جم سی رہا یادگار کیا + زنہار مت لگا تو دل اپنا جہان میں
اور چاہیے کہ جو انکے پاس ہے اُس سی خوشدل رہی اور جو اسکے نزدیک نہین ہی اسکے لیے غمگین
نہووی تو ہر دم کی خوشوقتی سی زندگانی کرے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے

اپنی حکمت اور بزرگی سے رضا و یقین کے بیچ راحت و فرحت کو چھپایا ہے اگر اسپر سخت گذرے
تو گروہ خلائق کے احوال مین فکر کرے کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہل حرفہ سے بھی ہو تو بمقتضا اسکی
کہ ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشے کے ساتھ خوش اور اپنے چال چلن اور راہ و روش کے مطابق
مسرور و محفوظ ہے بلکہ اور ون کو نام دھرتا ہے پس فضیلت کے طلبگار کو چاہیے کہ اس بات مین
نادان گمراہون سے بھی کم نہووے اور پرائے مال اور متاع پر نظر نرکھے اور اپنے خسارت سے بھی غم
نہ کھاوے چنانچہ خداوند تعالی حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجاز انتظام مین فرماتا ہے تو
اس چیز کی طرف مت دیکھ جسسے برخوردار کیا ہمنے کتنون کو اُن کافرون مین سے دنیا کی زندگی کی
آرایش کے لیے تا اُنھین ہم آزماوین بیچ اُسکے اور بطلیموس حکیم نے کہا ہے کہ حریص ہمیشہ فقیر رہتا
ہے اگرچہ تمام دنیا اُسکی ہو اور قانع تونگر اگرچہ اسکے پاس کچھ نہ رہے اور قرآن کی بعضے منسوخ
آیتون سے وہ آیت ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے روپے سے بھرے
ہوے ہوتے تو ہر آئینہ تیسرے کی آرزو کرتا اور اسے آسودہ نکرتی مگر خاک بیت ہوس بادہ سے
پُر ہووے کب یہ کاسہ سر ۔ یہ بیچ کہ اوندھا پیالہ بھرا نہ دیکھا کبھی ۔ اور کندی حکیم اُسپر دلیل
لایا ہے کہ غم کھانا ضروریات سے نہین ہے بلکہ وہ ایک ایسی حالت ہے جو اختیار کا دخل اسمین
تمام تر ہے اور وہ اختیار اس طور سے ہے کہ ایک جو ہر مطلوب کسی شخص سے مفقود ہو جاے تو تامل کرے
کہ البتہ ایک جماعت ہے کہ اُس سے محروم ہے اور ساتھ اسکے بھی وہ خوش و محفوظ رہتی ہے یہ دلیل اسکی
ہے کہ فقدان مطلب سے غم کھانا کچھ ضرور نہین اور کچھ مصیبت یا آفت کسی شخص کو اوپر آن پڑے یقین
ہے کہ بعد چندے حزن اُسکا خوشی اور رونا اُسکا ہنسی سے متبدل ہوتا ہے اور مثال اُس شخص کی جو
اسباب دنیاوی کی بقا کی تمنا کرتا ہے کیسی ہے جیسے ایک شخص کسی ضیافت مین حاضر ہوا اور خوشبوے
مجلس کے درمیان ہر ایک آدمی کو نوبت بنوبت پہونچاین اور ہر کوئی اسمین سے فائدہ اٹھا جب
نوبت اُسکی آوے تو خصوصیت کی خواہش کرے اور چاہے کہ اپنے ہاتھ سے نہ دے اور جو اُس سے
چھین لین تو افسوس اور ندامت مین پڑے کیون کہ تمام اسباب دنیاوی امانت الٰہی ہین ہر ایک
کو طبقات خلائق سے اُسکے وقت اُسکے عنایت کرتے ہین جس وقت کہ ارادہ بے سبب متعلق ہوا اُس کے

دی ہین چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مال و منال اور زن و فرزند امانت
کے سوا نہین اور بالضرور ایک دن سب کو پھیرے پس عاقل کو چاہیے کہ امانت کے پھیر لینے مین
خوش ہو اور حزن و تاسف کو اپنی طرف راہ نہ دے اور ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اگر سوا عاریت
کے دنیا کا اور عیب نہوتا تو بھی چاہیے تھا کہ صاحب ہمت اُسکی طرف التفات نکرتا سقراط حکیم سے
پوچھا کہ تیرے بہت خوش اور تھوڑے ناخوش ہونیکا کیا سبب ہے بولا کہ مین کسی چیز پر دل نہین لگاتا
ہون کہ اُسکے جانے سے غمگین ہون علاج حسد کا وہ پرائی دولت کے زائل ہونے کی آرزو رکھتی
ہے خواہ اُسے وہ ملے یا نہ ملے اگر سبب اُسکا خواہش اسکی ہو کہ وہ نعمت اُسے حاصل ہو تو یہ قوت
شہوی کی شارکت سے ہوتا ہے اور جو باعث اُسکا فقط یہی ہو کہ محسود کو دُکھ پہونچے تو قوت
غضبی کے رذائل سے ہے بے مداخلت قوت شہوی کے اور یہ مرض سب مرضون سے نہایت برا ہے
اسلیے کہ حاسد پرائی بہتری اور فراغت سے ملول ہوتا ہے اور کبھی نعمت الٰہی اہل عالم سے منقطع نہین
ہوتی پس حزن و الم اُس کا کبھی انقطاع نہ پاوے اور حدیث مین آیا ہے کہ حسد نیکیونکو کھا جاتا ہے جیسے
آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور حسد کی نوعون سے بدترین حسد وہ ہے کہ علما کے درمیان ہو کیونکہ اسباب
دنیاوی آدمیون کی کم توانائی کے سبب محل منازعت کے ہین تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو
دولت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے جو دوسرے سے زائل ہو متصور نہین ہوتی بخلاف علم کے کیونکہ
وہ اس عیب سے منزہ ہے اور اُسمین کچھ مزاحمت کا دخل نہین اور خرچ و تصرف سے زائل و نقصان
نہین ہوتا نتیجہ یہ ہے کہ حسد اُن لوگونکا بھی اسباب دنیاوی کیطرف رجوع کرتا ہے علاج حسد کا حزن
و غضب کے علاج کے قریب ہے اور غبطہ وہ ہے جو تمنا کرے کہ جیسی نعمت اور دن کو حاصل ہوتی ہے
ویسی مجھے بھی ہووے آرزو کیے اس کے کہ غیر کی نعمت زائل ہو اگر یہ امور دنیاوی مین ہو
تو قدر کفالت اور مصلحت سے زیادہ چاہنا مذموم ہے اور باندازہ گزران اور بہبود کے محمود اگر
عاقل دانا اُن بحثون مین فکر کرے تو انکی حد سے اور مرضون کے علاج پر قادر ہو مثلاً کذب کے معالجہ
مین ملاحظہ کرے کہ بول چال اور گفتگو سے غرض یہ ہے جو غیر کے احوال سے خبر دے یا اپنے مافی
الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اُسکا منافی ہے پس کذب کو اسمین دخل دینا بیہودہ ہے اور ظلم اسی سے

عبارت ہی باعث کذب کا حرص مالی ہی یا حرص جاہی رذالت اوسکی ظاہر ہی اسی قیاس پر
تمام رذائل ہین **دوسرا لامع** تدبیر منزل مین اسمین چھ لمعے ہین **پہلا لمعہ** منزل یعنی مکان
کی احتیاج مین ہرگاہ کہ انسان اپنی زندگانی کے لیے کھانے پینے کی طرف محتاج ہی لیکن غذای
انسانی بغیر تدبیر صناعی کے جیسے کھیتی اور اسکا تردد اور آباد کرنا پھر جب پکی تو کاٹنا انبار کرنا
ملنا جھاڑنا کوٹنا پیسنا پکانا وغیرہ کے ممکن اور انتظام اُن سبہوں کا بدون اعانت و شراکت کے
متصور نہین بخلاف حیوانون کی غذا کے اسلیے کہ وہ طبیعی ہی صناعت کا دخل اسمین کچھ نہین اور
جبکہ روزانہ قوت لابدی کا ہر روز موجود کرنا خیلے قباحت ہی تو احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ
جمع کیجیے اور اُس کو حفاظت مین رکھیے لیکن محافظت اُسکی بے امداد کسی مردم معتبر اور بغیر ایک
ایسے مکان کے جہان محفوظ رہ سکے اور چور اچکے کے ہاتھ سے بچ رہے ہو نہین سکتی پس ضرور ہوا
کہ حویلی اور گھر بنائے اور جب کہ ایک شخص کو اس پیشے کی ترتیب کی جو قوت کہ حاصل کرنے کے
لیے ضرور ہو احتیاج ہی تو البتہ اُسکے واسطے ایک مددگار بھی چاہیے کہ جسوقت مالک اپنے مکان
سے کسی کام کو جاے تو وہ نگہبانی کرے یا خانہ داری کے ضروری کام جو نہین اُسکے ساتھ اعانت
کرے یہ احتیاج باعتبار احوال شخص کی ہے اور بنظر احوال نوع کے ضرور ہے کہ ایک عورت کو نکاح
مین لائے کہ بسبب اُسکے توالد و تناسل ہوا کرے پس حکمت الٰہی مقتضے اسکی ہی کہ مناکحت سے بند و بست
خانہ داری اور سررشتہ توالد و تناسل دونون مضبوط ہون اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر اُسکی
اچھی روش سے واجب جانے جسوقت ایک جماعت یعنی جورو خصم اولاد اکٹھے ہون تو بیشبہہ
اُنکی گذران کے بند و بست کے لیے معاون درکار ہون تو خدمتگار چاکر نوکر کی احتیاج ہو اور
اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہین انتظام معاش کا انجام پاوے پھر جب کہ بند و بست ہر کثرت
کا الفت دیکھتی پر موقوف ہی پس انتظام خانہ داری بھی تدبیر صناعی ہے جو موجب الفت کا
ہے ہو سکتا ہی لیکن ان شخصون مین سے اس تدبیر مین باپ اولی ہے تو ریاست منزل و رسیاست
اہل اسی کی راے پر مفوض رہے اور اس مدبر کو لازم ہی کہ ہر طرح کی تدبیرون سے جیسے رغبت دلانا
ڈرانا وعدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دینی نرمی گرمی مہربانی خشمگینی دبیار داری غمخواری وغیرہ ہی

اہتمام کرے تاکہ جو کچھ اسکی تدبیر مین ہو آئین مناسب کے ظہور پاوے اور اس مقام مین گھر سے مراد
وہ گھر نہین جو گل ولای اینٹ پتھر گچ اس پھوس اور لکڑی سے بناوین بلکہ مقصود الفت اُس کی
الفت گھتی ہے جو خصم جورو اور باپ بیٹے اور نوکر و آقا اور مال و صاحب مال کے درمیان متحقق
ہو خواہ ویسے گھر وغیرہ مین رہین یا خیمہ وخرگاہ اور درختون کے سایہ اور غار اور پہاڑ وغیرہ مین تدبیر
منزل عبارت ہے اسی فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے اس طور اختلال سے مامون
رہ سکے اور جب تمام آدمیون کو ایسے اجتماع کی احتیاج ہے پس سبکو اس علم کا حاصل کرنا
ضرور ہے تدبیر منزل کی اصل اصول یہ ہے کہ مدبر اپنے ارکان منزل کے احوال کو دیکھے اور
ہر ایک کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے اور کسی سے خلل پیدا ہو تو اسکی اصلاح کرے جیسے طبیب عضو
اشرف کی مصلحت کے لیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانتا ہے تو تدبیر منزل مین بھی
رکن خسیس کو اشرف کا تصدق کرنا لازم ہے اور اگرچہ خصوصیت منزل کی اس فن مین ملحوظ
نہین ہے جیسے اوسکی طرف اشارہ ہوا لیکن حکیمون نے اچھے مکان کے بنانے کے لیے ایما کیا
ہے اور کہا ہے کہ بہترین مکلونسے وہ ہے جو مضبوط اور چھت اُسکی بلند اور دروازے اُسکے بڑے
ہون اور ایک ایک پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اُسمین تیار رہے اور اس احتیاط کی رعایت
کرنی جس سے جلنے ڈوبنے سیندھ لگانے چوری ہونے کپڑے پتنگے سانپ بچھو وغیرہ کے صدمون
سے بچ سکے واجب ہے لیکن حدیث مین آیا ہے کہ چھ گز سے اونچا مکان نہ بناوے اور جب اس قدر
سے زیادہ ہو تو ایک فرشتہ پکارے کہ کہان تک اے مسرف اور ہمسایون کے احوال کو بھی لحاظ
کیا کرے کیونکہ بدذات ہمسایہ بہت فساد برپا کرتا ہے افلاطون نے زرگر محلہ مین جگہ بنائی تھی
جب اُسکی حکمت کو پوچھا بولا سبب اُسکا یہ ہے کہ جس وقت نیند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف
کردیتی ہے تو اُنکے ہتھوڑون کی آواز سے جاگ اُٹھتا ہون دوسرا لمعہ قوت اور مال کے
جمع کرنیکی تدبیر مین جب معلوم ہوا کہ آدمی کی احتیاج قوت لاہری کو پیدا کرنیکی طرف ہے تو تدبیر
اُسکی اسطور پر ہے کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع کرے اسلیے کہ اگر اتفاقاً کوئی جنس اُنمین سے تلف
ہو جاوے تو دوسری کام آوے اور بسبب کاروبار ضروری معاملون کے پیسے کی طرف جو حافظ عدالت

اور ناموس اصغر ہی احتیاج ہو اور آبرو حرمت اور ستھرائی اور اپنی مضبوطی اور بند وبست کے لیے
تھوڑا اسمین ہی اور جنسون کی ہتبایت کی برابر ہی اسی واسطے غلے اور اناج دور دراز کی مکانونسی
لانے کی حاجت نہین ہی اگر پیسا نہوتا تو اور شہرونسی ضروریات کی ڈھولانیکی مشقت برداشت
کرنی ضرور ہوتی لیکن حال و مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ یا بلحاظ حفاظت کی ہو سکتی ہی آمد
کی دو قسمین ہین ایک اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہی جیسے صناعت یعنی پیشہ دوسری
وہ کہ جسمین اختیار کا کچھ دخل نہین جیسے میراث یا بخشش ہی اور سب پیشونکی جڑ تین چیزین ہین چنانچہ
بعضے ائمہ دین نے بھی کہا ہی یعنی کھیتی سوداگری اور پیشہ امام شافعی اسپر ہین کہ ان تینونمین
تجارت بہتر ہی اور اُسکے اصحابون سی ماوردی نے کہا ہے کہ زراعت بہتر ہی اور متاخرین عالمونسی
بعضونے کہا ہی کہ اس زمانے مین پیسے کوڑی مین اکثر شبہہ ہی اور جھوٹھ آدمیون پر غالب تو
تجارت مین احتیاط کم ہو سکتی پس زراعت بہتر ہی جب کہ امام شافعیؒ کے زمانے مین مال حلال مشتبہ
اور دیانت و امانت لوگون کی اکثر تھی اسواسطے اُسنے سوداگری کی ترجیح کا حکم دیا تھا حکیم کہتے ہین
کہ سوداگر کا اعتماد نہ کیا چاہیے کیون کہ شرطا اسکی سرمایہ ہی اور وہ تلف ہونے سے بچ نہین سکت
اور کسب و حرفے مین تین چیزونسی احتراز کرنا واجب پہلے ظلم ہی جیسے تولنے ناپنے مین کچھ تفاوت کرنا
دوسری بےغیرتی ہی جیسے مسخرگی بیہودہ پن اور ٹھٹھا اور جو چیز ذلت مین ڈالے تیسرے کمینہ پن
ہی جیسے خاکروبی و دباغی ساتھ اسکے کہ وہ اچھے پیشے کر سکے لیکن اُن پیشونمین سی بعضا ضروری
ہی جیسے کشتکاری ہی مثلاً اور بعضے غیر ضروری چنانچہ زرگری اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین
نوع ہین شریف و خسیس و متوسط شریف وہ ہی کہ قوت نفسانی کے ساتھ تعلق رکھے یہ پیشہ امتیازی
صاحب مروت لوگون کا ہی پر اسمین سی ذی شان تین قسم ہین پہلی جو علاقہ جوہر عقل سی رکھتی ہے
جیسے وزارت کا کام دوسرے گروہ جو علم و ادب سی متعلق ہو جیسے کتابت اور لیاقت اور نجومی طبابت
حساب دانی پیمائش کا ہنر تیسری جو زور اور شجاعت سی علاقہ رکھے جیسے سپاہگری اور کمینے پیشون
کی بھی تین قسمین ہین ایک وہ جو عوام الناس کی بہتری سی خالی ہو جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی
نیت سی اور جادوگری اور علم تسخیر یہ حرفہ بدلوگون کا ہے دوسرے جو فضیلت نفسانی کی برخلاف

ہو جیسے مسخراپن کلانوتی اور جوا اور یہ پیشہ سفیہوں کا ہے تیسری جس سے طبیعت نفرت کرے جیسے حجامی و باغی خاکروبی اور پیشہ کمینوں اور ادنی لوگوں کا ہے لیکن جب کہ عقل کے نزدیک احکام طبیعی کا کچھ اعتبار نہیں تو تیسری قسم کو عقل بد بھی نہیں جانتی بلکہ زندگی کے لیے ضرور ہے پس چاہیے کہ ایک فریق اس کام مین مشغول رہے بخلاف اگلی دو قسموں کے اسلیے کہ وہ عقل کے نزدیک بد ہین اور جو کوئی جس پیشے مین نامزد ہو لازم ہے کہ اسمین سبقت و کمال کا قصد کرے اور پست ہمتی مین اپنے تئین نہ ڈالے اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراخ روزی سے بہتر نہین اور اسکو اچھے سببوں مین سے وہ پیشہ ہے جو عدالت پر مشتمل ہو کر پارسائی و مروت کے قریب ہو اور جو مال کہ غضب سے لے یا بغیرتی اور کمینے پن سے ہاتھ لگے اگرچہ بہت سا ہو تھوڑا اور بے برکت ہے شرع و عقل کی رو سے احتراز کرنا اُس سے واجب ہے اور جو کچھ حسن مشقت اور حق حلال سے پیدا ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو تو بہت اور بابرکت ہے و لیکن مال کی کشش اور اُسکے خرچ کرنے مین حد اعتدال کو محفوظ رکھے سبیل اُسکی اس طور سے ہے کہ زیادہ خرچ اور بخل سے بچا دے اور دکھانے اور فخر کرنے کے لیے خرچ نہ کرے اور چاہیے کہ خرچ آمدنی سے تھوڑا ہو اور ایام سختی کا لحاظ رکھے جیسے قحط سالی مفلسی حالت بیماری کی ہین اور مالی اموال کے جمع کرنے مین مناسب یہ ہے کہ کچھ نقد ہو اور کچھ جنس اثاث البیت کی قسم سے اور کچھ ملک جیسے باغ مواشی وغیرہ ہے اسواسطے اگر کسی مین نقصان آوے تو دوسرے سے جبر اُسکا ہو سکے اور اموال کا خرچ کرنا تین طور سے ہے ایک وہ کہ مطابق حکم خدا اور شریعت کے قانون پر خرچ کیا جاہیے چنانچہ زکوۃ و صدقہ دینا اور نذر نکا ادا کرنا دوسرا الطریق سخاوت و اکرام کے جیسے تحفہ تحائف اور بزرگون کو ہدیہ دینا تیسرا ضرورت کی جہت سے کچھ فائدے کے لیے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے امراء و سلاطین کے یہان سوغات بھیجنی اور اپنے قبائل کے کھانے پینے کے لیے خرچ کرنا اور ظالم بد ذات لوگون کو پیسا دینا کہ بسبب اُسکے آبرو و حرمت بچ رہے لیکن پہلی قسم مین چار چیزون کا لحاظ ضرور ہے ایک وہ ہے کہ جو کچھ کسیکو دے تو نہایت خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے ظاہر و باطن مین کچھ دریغ نہ کرے اسلیے کہ خدا تعالی اپنے خزانہ بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرمائے اور اسی حکم کرے کہ اسمین سے خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت بد ہے کہ عطا

کرنے کے وقت خاطر مین گرانی لاے دوسرے یہ کہ صرف للہ دے اور سوا اسکے کچھ غرض نرکھے
تا احسان اُسکا برباد نہو تیسرے وہ کہ بڑی خیراتین ارباب توکل کو پہونچا ئے کہ حق تعالیٰ نے
اُنکی ثنا مین فرمایا ہے مضمون اُسکا یہ ہے کہ نادان اُنکو غنی جانتے ہین اسلیے کہ وے کسی کے دروازے
پر سوال کو نہین جاتے چوتھے وہ کہ خیرات چھپا کر دے کیون کہ علانیہ مین گمان تکبر اور منت رکھنے
کا ہوتا ہے او شاید مستحق کی خاطر شکنی ہو اور حدیث نبوی مین آیا ہے کہ پوشیدہ خیرات خدا کی غضب
سے بچاتی ہے اور دوسری حدیث مین واقع ہوا ہے کہ خیرات دینے مین بہتر یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے
اسطور پر دے کہ بائین ہاتھ کو خبر نہو اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی پس پہاڑون کو خلق کیا کہ
اُسکے سبب ٹھہر رہی فرشتے اس سے تعجب مین آئے اور سوال کیا اے بار آلہ کوئی مخلوق تیرا پہاڑ سے
بھی سخت تر ہے فرمایا ہان آگ ہے پھر پوچھا کہ اُس سے غالب کوئی چیز ہے فرمایا کہ پانی پھر سوال کیا کہ
پانی سے بھی اشد ہے فرمایا کہ ہوا پھر بولے کہ اسپر کوئی چیز غالب ہے فرمایا ہان خیرات پنہانی جو بنی آدم
دیتے ہین بشرطیکہ دہنے ہاتھ سے دے کہ بائین کو خبر بھی نہو او تاثیر اُسکی سب سے زیادہ ہے کیونکہ وہ بلائے
سخت کو دفع کرتی ہے اور دوسری قسم مین پانچ شرطون کی رعایت کیا چاہیے پہلے دینے مین جلدی
کرنی اسلیے کہ انتظار کے بعد شاید لذت اُسکی انتظار کے الم کے برابر یا اُس سے کمتر ہو دوسرے پوشیدہ
دینا تاکہ اظہار کے شر سے محفوظ رہے تیسرے وہ کہ جو کچھ دے اُسے تھوڑا جانے اگرچہ وہ بہت بھی ہو اسلیے
کہ یہ شیوہ اہل مروت اور صاحب ہمتون کا ہے چوتھے انعام کا دروازہ اُسکے حق مین بند نہ کرنا
اسواسطے طول مدت موجب فراموشی کا اور سابق انعامون کے ضائع ہونیکا سبب ہوتا ہے پانچوین
اچھے مقام مین دینا کہ زمین شور مین تخم افشانی کے مانند نوبت مصرف بیجا سے واجب ہے اگر پڑ
جائے مصرف تو کہا ہے اے عزیز + اور تیسری قسم مین تین چیز کا لحاظ کرنا واجب ہے پہلے حد اعتدال
کا لیکن اگر دفع ضرر کا مقصود ہو تو زیادتی کیطرف میل کرنا اس قدر مین احتیاط ہے کہ اپنی آبرو اور دولت
و حرمت کو ضرر سے بچا رہے اسلیے کہ اکثر لوگونمین انصاف و عدالت نہین ہوتی بلکہ طمع و حرص و
بغض و حسد انمین بھری ہین پس تا نفقہ کرنے کی عرف عامہ اس کو قاعدہ پر آبرو و حرمت کی حفاظت

کے قریب ہی عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اشراف اکی
طرف ہی تیسرا لمعہ اہل خانہ کی تدبیرمین چاہیے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی تاہل کا یہ سوا اسکے نہ رکھے
کہ انکو تمین بدکاموں سے بچادے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے نہ کہ شہوت پرستی اور
لذات بدنی کا ادعا کرے عورتوں مین سے بہتر وہ عورت ہی کہ عقل و شعور اور دیانت پارسائی اور
شرم و حیا اور رحم دلی اور قاعدے اور شوہر کی رضاجوئی کے زیور سے آراستہ اور بانجھ نہ ہو
لیکن اس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اسکے کنبے کی عورتوں سے ہو سکتی ہی کہ عورتین انکی بانجھ اور
جو ثیبہ ہو تو تفتیش کرے کہ اسکے اولاد ہوئی ہی یا نہین اور بی بی لونڈی سے بہتر ہی تا بسبب اسکے
ہمچشموں کی برابری اور دشمنوں کی استمالت اور کاروبار دنیاوی کی اعانت اور نسب کی
حفاظت حاصل ہو اور ثیبہ سے باکرہ اولی ہی اسلیے کہ شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری اسمین
بیشتر متصور ہے اور جو ان فضیلتوں کے ساتھ نسب و حسب اور حسن و جمال بھی رکھتی ہو تو نہایت
بہتر ہے ولیکن ان تینوں کی خطرے ہین اسیواسطے احتیاط کیا چاہیے کیونکہ نسب سبب عجب کا ہوتا ہے
اور جبکہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین تو بسبب پندار نسب کے شوہر کی تابعداری مین ناک چڑھاتی
اور منہ بناتی ہین بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ خصم کو خادم کی مثال خیال کرتین اور یہ رسوائی اور حال و
مال کی خانہ خرابی کا سبب ہوتا ہی اور مال و جمال مین اور بھی مفاسد ہین اسواسطے کہ خوبصورت عورت
کے خریدار بہت ہوتی اور حسن کہ مانع قبائح کی ہی انمین کمتر اسواسطے بہت سے فساد کی طرف منجر ہوتین
اور شوہر کو اپنی اہلیہ کے بندوبست مین تین چیزون کی رعایت کرنی ضرور ہی پہلے ہیبت کی یہانتک
کہ اسکی نظرون مین ہیبت دکھائی تا اسکی فرمانبرداری اور رضامندی مین سستی نہ کرے پر یہ تدبیر
کی قسموں سے بہت بڑی تدبیر ہے لیکن انتظام اسکا بغیر ظاہر کیے فضیلتوں اور بدون چھپائی رذیلتون
کے متصور نہین دوسرے کرامت کی یعنی اپنے قبیلہ کو ایسی باتون مین لگا رکھے جس سے پیار و محبت روز
بروز ترقی پکڑے تا اسکے کم ہونے کے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر اقدام نکرے اور ستر و حجاب مین
غیر محرم کی نظرون سے محفوظ رکھے اور اسکے ساتھ دلبری کی باتین کیا کرے اور پہلے پہل ایسی چال چلے کہ اسے
شوہر کی تابعداری کی طمع نہ آوے تیسرے وہ ہی کہ اسکی خویش و اقربا کے ساتھ طریقہ اکرام و احترام

تعظیم و تواضع اور دوستی کا بطریق معروف جاری رکھے اور بغیر ظہور قصور کی دوسری عورت نہ
کرے اگرچہ وہ حسن و جمال اور حسب و نسب مین پہلے سے زیادہ ہو کیونکہ جسقدر رشک و حسد انکی طبیعتون
مین بھرا ہو ساتھ نقصانی عقل کے انھین قباحت اور فضیحت مین ڈالی اور سوا بادشاہون کے جو
مقصود تزوج سے زیادتی نسل کی ہے اور عورتونکی نسبت انکی ساتھ بغیر فرمانبرداری چارہ نہین
بہت نکاح کا حکم نہین دیا پس انکو بھی احتراز ان سے اولی ہے کیونکہ نسبت مرد کی گھر کی طرف کیسی ہے
جیسے نسبت دل کی بدن کیطرف اور جیسے ایک دل دو بدن کی زندگی کا سبب ہو نہین سکتا ویسا
ایک مرد بھی دو گھر کا بندوبست کر نہین سکتا او اپنی بی بی کو خرچ یومیہ اور نوکر چاکر باندی غلام
کی فرمایش مین جسوجہ سے بندوبست گھر کرنیکا بخوبی انجام پاوے مختار کرے اسطور پر کہ ہمیشہ دل اسکا
امور خانہ داری اور علاقہ خانگی مین لگا رہے تاکہ بدچالی اور سستی و کاہلی سے باز رہے اسلیے کہ نفس
انسانی تحمل بیکاری کا نہین کر سکتا اور بیفکری آدمی کو برائیون مین ڈال دیتی اور موجب باہر نکلنے
اور نظر بازی کا ہوتی ہے اور اس سبب سے شوہر کو حقیر سمجھے اور بدیون پر اقدام کرے چاہنے والی بھی اسکے
پیچھے پڑین اور سبب فساد کا ہو پر دو تین چیزین جس سے پرہیز کرنا واجب ہے پہلے انہین سے بہت چاہت
اسلیے کہ بسبب اسکے اپنے تئین ترا شتی اور نافرمانی کرتی بلکہ چاہتی ہے کہ شوہر کے اوپر حکومت بھی
کرے یہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہے کیونکہ جب حاکم محکوم ہوا اور مالک مملوک تو البتہ
انتظام مین اختلال آوے اگر اسکی محبت مین مبتلا ہو تو اپنے دل مین رکھے احیاناً اگر غلبہ کر جاے
تو ان تدبیرون سے جو باب عشق مین کہا ہے دفع کرے دوسرے وہ کہ بڑے کامون مین اسکے ساتھ
مشورت نہ کرے اور اپنے اسرار پر بھی مطلع نہ کرے اور مال و اموال گڑے گڑاے سواے قوت لابدی کے
اس سے پوشیدہ رکھے اسلیے کہ کم عقلی اسکی باعث مفاسد کا ہوتی ہے اور تواریخ مین لکھا ہے کہ حجاج کا ایک
دربان تھا اسے بہت چاہتا کسی وقت بات چیت کرنے مین حجاج نے کہا کہ راز اپنا جورو سے نہ کہنا چاہیے
اور اسپر اعتماد نہ کرنے تب دربان نے کہا کہ میری جورو بہت دانا اور مہربان ہے اسپر بہت اعتماد رکھتا
ہون مین اسواسطے کہ بار بار کی امتحان و تجربہ سے اسکے احوال کا وثوق حاصل ہوا ہے اور اسکو اپنا
محرم اسرار جانتا ہون حجاج نے کہا یہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہے مین اس بات سے تجکو واقف کر دون

اسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا توڑا لاوین اور اُسپر اپنی مہر کی اور دربان کو دیا اور کہا کہ یہ نقد مجھکو
مین نے بخشی پر میری یہ مہر اُسپر رہے اسے گھر لیجا اور اپنی جورو سے کہہ کہ اس توڑے کو بادشاہی خزانے
سے چورا کر تیرے لیے لایا ہون دربان نے ویسا ہی کیا حجاج نے کتنے دن پیچھے ایک لونڈی اُسکو عنایت
کی وہ اُسے گھر مین لایا اُسکی جورو نے کہا میری خاطر اس لونڈی کو بیچ ڈالو وہ بولا جس کنیز کو بادشاہ
نے بخشا ہے کسطرح اسکا بیچنا روا ہے اس بات پر غصہ ہوئی اور پیہر رات گئے حجاج کے محل سرا کے دروازے
پر گئی اور وہان کے نگہبان سے کہنے لگی کہ تو حضرت کو خبر کر کہ فلانے دربان کی جورو آئی ہے حضور مین
کچھ عرض کیا چاہتی ہے غرض جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جا کر آداب بجالائی اور عرض کرنے لگی
کہ شوہر اس ضعیفہ کا نعمت خداوندی کا پالا اور دولت بادشاہی سے جیا ہے اب ایک خیانت اُس سے
خزانہ خاص مین سرزد ہوئی لیکن نعمت سلطانی کا حق اُس لونڈی پر واجب ہے اسلیے پوشیدہ نہین
رکھ سکتی ہون یہ کہکر توڑا مہر بادشاہی کے ساتھ روبرو رکھدیا اور کہا کہ آپکے خزانے سے میرا خاوند
چورا لیگیا تھا دیکھیے آپ کی مہر بھی اُسپر ہے حجاج نے دربان کو بلوایا اور توڑے کو اُسکے آگے دھر
دیا اور کہا کہ یہ تیری جورو دانا مشفق اور پردہ نشین ہے اگر مین سرگذشت سے واقف نہوتا تو تیرا
سر لڑکون کا گیند ہو کر چارپایون کا پامال ہو جاتا تیسرے وہ ہے کہ اپنی جورو کو نظربازی اور غیر
مردونکی بات سننے اور اُن عورتون کی آمیزش سے جو ان خصلتونمین موصوف ہین منع کرے علی الخصوص
بوڑھی رنڈیونسے جو بدکاموںمین متہم ہین اور حدیث سے نقل کی ہے کہ عورتونکو حضرت یوسفؑ کے قصے
پڑھنے سننے سے امتناع ضرور ہے کہ مبادا طریقہ عفت سے پھر جانیکا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق
مین جن باتونکی رعایت کرنی شرط ہے وہ پانچ خصلتین ہین پہلے پارسائی اختیار کرنی دوسری
کفایت شعاری تیسری شوہر سے ڈرنا اور چشم احترام سے اُسے نظر کرنا چوتھی تابعداری کرنی اور نافرمانی
سے احتراز کرنا پانچوین معاشرت مین اظہار خوبی کرنا اور خفگی نہ کرنی حضرت رسالتپناہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مخلوقات مین سے کسیکو سجدہ کرنا درست ہوتا تو مین عورتونکو اُنکے شوہرونکے سجدہ کرنیکے
لیے حکم کرتا حکیمون نے کہا ہے کہ نیک عورتین شفقت و محبت مین ماؤن کے برابر ہین اور صبر و خدمت مین لونڈی
کے مثال اور الفت و صداقت مین دوستونکے مانند اور بد عورتین ظالمونسے تشبیہ رکھتی ہین نافرمانی اور

ہنگامہ پردازی مین اور دشمنونسے شوہر کی بدآبروئی اور عیب جوئی مین اور چورونسے اُسکے مال کی
طمع کرنے مین بطریق خیانت کہ جو کوئی کسی نالائق عورت پر مبتلا ہو تو علاج اُسکا سوا مفارقت کے
کوئی چیز بہتر نہین اگر فساد کیطرف رجوع نہ کرے جیسے اطفال کا ضایع ہونا اور سوا اسکے جو فساد
ہوا اور اگر جدائی ممکن نہو بدون آمیزش اور دوستی اور دینے لینے کے چارہ نہین ان سبھون کے بعد
بہترین تدبیرونمین سے یہ ہے کہ اُسکے تئین کسی ایسے شخص کے حوالے کرے جو اُسے بُری چلن سے منع کرسکے
اور خود سفر دور و دراز کا اختیار کرے اور ایک مدت مدید اُس سفر مین رہے تو شاید وہ مسبب الاسباب
کوئی سبب خوشی کا پیدا کردے اور خبر نیک اُسکی طرف سے آوے عرب کے حکیمون نے کہا ہے کہ پانچ قسم کی
عورتونسے احتراز کیا چاہیے حنانہ منانہ انانہ کتہ القفا خضراء الدمن پر حنانہ وہ عورت ہے کہ دوسرے
شوہر سے اُسکے اولاد ہوا اور اُس خصم کی دولت سے اُسپر مہربانی کرے اور منانہ مالدار عورت کو کہتے ہین
کہ بسبب اپنے مال و متاع کے شوہر پر منت رکھتی ہو اور انانہ وہ عورت ہے جسکا آگے ایک خصم تھا اور اُسکو
اپنے زعم مین اُس سے بہتر سمجھے اور ہمیشہ اُسکے احوال سے شکوہ شکایت رونا پیٹنا کرے کتہ القفا اُس عورت کو
کہتے ہین جو پارسائی کی چادر مین مستور نہ رہے اور آدمی پیٹھ پیچھے شوہر کے اُسکی بیحیائی کی جہت نام رکھین
خضراء الدمن وہ ایک عورت ہے خوبصورت اور بداصل تشبیہ سبزۂ گلخن سے دی ہے یہ معنے سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مین واقع ہین پر جو کوئی اہلخانہ کے بندوبست سے قاصر ہووے اسے تجرد
اولی ہے چوتھا لمعہ اولاد کی تدبیر مین پہلے چاہیے کہ ایک دائی نیکبخت خوش مزاج اُسکے لیے
مقرر کرے اس لیے کہ مزاج اور طبیعت کی خوئین لڑکون مین اثر کرتی ہین اور جبکہ شریعت حق مین وارد
ہوا ہے کہ لڑکے کا نام رکھنا ساتوین دن بہتر ہے تو اُسکی متابعت کرنی ضرور تاخیر حکمت یقینا یہ ہے کہ
بعد تامل کے ایک اچھا نام اُسکے لائق مقرر کیا جاے اسلیے کہ اگر کوئی بُرا نام اُسکے واسطے معین کرے
تو ساری عمر بسبب اُسکے پریشانیونسے گذرے اسلیے ماباپ پر فرزند کا حق ہے کہ نام رکھنے مین شرط
احتیاط کی ادا کرین جب مدت دودھ پلانے کی تمام ہوجاے تو اُسکی تعلیم و تادیب مین مشغول ہوین
تاکہ بداخلاقی نہ سیکھنے پاوے اس لیے کہ مزاج اطفال کے استعداد کمالیت کی رکھتے ہین اور
طبایع انسانی رذائل کیطرف متوجہ چنانچہ سابق بیان اُسکا ہوچکا ہے اور اُسکے اخلاق کی

درستی مین جسطور سے کہا ہے پیروی طبیعت کی کرکے تربیت کو نگاہ رکھے جب کہ قوت تمیز کے
پہلے اثر و نمین سے قوت حیا ہے چنانچہ مذکور ہوئی تو زیادتی حیا کی فضیلت و نجابت کی دلیل
ہے پس جسوقت یہ خصلت اس سے مشاہدہ کرے تادیب مین اُسکے زیادہ اہتمام کیا چاہیے پہلی
تادیب یہ ہے کہ اسے بد اخلاقی کے اختیار کرنے سے کلیۃ منع کرے اس لیے کہ طبیعت صاف مصفا
تختونکے برابر ہے جو نقش اُنمین کھینچے آسانی بنجاے پھر اُسے احکام دینی ادب و قاعدے کے
طریقے سکھاوے اور اُنکے یاد رکھنے کے لیے تاکید اور اُنکے انکار پر زجر و تادیب کرے پر اُسکی طاقت
و قوت کے موافق جسطور سے کہ احکام شرع مین مقرر ہوا ہے سات برس کی عمر مین نماز پڑھنے کے
لیے حکم کرے اور دس برس کے وقت ترک صلوۃ کے سبب مار پیٹ ادب دے اور آگے
نیکونکی مدح اور بُرون کی مذمت کرنے پر ابھارے اور عیاشی کا مانع ہو اگر اچھا اختیار کرے
تو تعریف سے دل بڑھاوے اور بُری چال چلے تو ندامت سے شرمندہ کرے اور مقدور بھر ظاہر
ملامت نہ کرے بلکہ اسطور سے کہے کہ تو نے سہواً یہ حرکت کی ہے بار دیگر ارتکاب اسکا نہ کرنا تا دلیر
نہو جاے اور جو وہ خود پوشیدہ رکھتا ہے تو اُسکے راز کو فاش نہ کرے پھر اگر بار بار ایسی حرکت
اُس سے سرزد ہو تو خلوت مین لیجا کر بہت ہی ملامت و نصیحت کرکے اُسکی قباحت کا مبالغہ
کرے اور اُسکے عود کرنے پر ڈراوے اور فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہے تا ہم
بسبب کثرت ملامت کے ڈھیٹھ ہو جاے اور بمقتضاے اُس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین کہ
انسان کو جس بات سے منع کرین اُسیکا حریص ہو خواہش معاودت کی اُسکے مزاج مین آوے
بلکہ حکمت عملی کے طریقے ان باتون مین اختیار کیا چاہیے اور چاہیے کہ کھانے پینے کی لذت اور
لباس و پوشاک کی زینت اُسکی نظرون سے گرا دے کہ اُسکے دلمین یقین ہو جاے جو رنگ
برنگ زربفت کا لباس خاصیت عورتونکی ہے اور مردونکو چاہیے کہ اُس سے بے پروا رہین
اور ہر دم آب و دانہ کی طمع مین رہنا خصلت چارپایون کی ہے پہلے کھانے کے آداب چنانچہ
تفصیل اس کی آدمی کی اُسکو سکھلا دے اور سمجھاوے کہ اکل و شرب سے غرض صحت بدن
کی ہے نہ اُسکی لذت مقصود ہے اور جتاوے کہ کھانے پینے کی چیزین دوا کی مثال ہین

پس جیسے دوا کو بقدر ضرورت اور مصلحت کے دفع مرض کے لیے استعمال کرین ویسے کھانا پینا
بھی باندازہ رفع گرسنگی اور تشنگی کے چاہیے اور اسے ہر طرح کے کھانے سے بھی منع کرین اور ایک
ہی قسم پر خوگر کرنا لازم ہے اور اُسکی اشتہا ضبط کرے یہانتک کہ تھوڑے مین صبر کر سکے اور
لذت اور مزے کی چاٹ مین گرفتار نرہے اور کبھی کبھی اوسکو روکھی روٹی بھی دیا کرین
تا ناچاری کے وقت کو ٹال سکے یہ طریقے غریبونکے لیے بہتر ہین اور بڑے آدمیون کے لیے بہت بہتر
اور دن کی نسبت سے رات کو زیادہ دین تا سستی اور خواب دن کو اُسپر غلبہ نہ کرے گوشت موافق
سے دین کہ موجب ثقل و بلادت کا نہو اور میٹھی چیزون اور میوؤن سے اور اُن کھانونسے جو جلد
ہضم نہون پرہیز واجب ہے اور کھاتے وقت پانی پینے سے منع کیا چاہیے ہر چند کہ سب آدمیون
کو مسکرات سے احتراز کرنا لازم ہے علی الخصوص لڑکون کو بہت ہی تنبیہ کرنی ضرور اسلیے کہ نشہ
کی چیزین اُنکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصے تہور و بیغیرتی اور سبکی کا باعث ہوتی ہین اور یہ
بد خصلتین اُسکی طبیعت مین مستحکم ہو جاتی ہین بلکہ اُن لوگونکی مجلس سے بے اندیشہ اوسے باز رکھا
چاہیے اور بُری باتون کے سننے کا مانع ہونا ضرور اور ہر روز جبتک ادب قاعدے کی مشق سے فراغت
نہ کرے اور سختیان نہ اُٹھاوے کھانے کو نہ دین اور پوشیدہ کاموںسے اُسکو منع کرین تا بدچالی پہ
دلیر نہو جاوے اسواسطے کہ بیشبہہ سبب چھپانے کا کوئی امر قبیح ہوگا کہ اس کام مین تصور کیا
ہو اور دن کے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے سے اور اسباب تنعم اور نرم و ملائم کپڑے
پہننے جیسے ریشم آمیز کپڑے اور بھوئین گھرے گرمیونمین اور آتش و پوستین جاڑونمین باز رکھین
اور کبھی کبھی سیر کرنے یا پیادہ چلنے اور سواری چڑھنے اور مناسب محنتین اُٹھانے کی خو سکھائین اور درست
نشست و برخاست و گفتگو کرنے کے سلیقے جیسے بیان اوسکا آویگا بتائین اور بالونکی آرایش اور زیب و زینت
اور زنانے لباس مین اُسکی عادت کرنے نہ دین اور جبتک اُسوقت کو نہ پہونچے کہ جب انگشتری
کار کھنا در کار ہو تب تک اُسے انگوٹھی نہ پہنائین اور اپنے ہمچشمون سے اور اسباب دنیاوی
کے سبب اُس کو فخر کرنے اور جھوٹھ کہنے اور سوگند کھانے سے جھوٹھ ہو یا سچ منع کرین اسلیے
کہ قسم مطلقاً بری ہے خواہ لڑکے سوگند کھائین یا بڑے شرعاً اگرچہ سچ ہو تو بھی مکروہ ہے

مگر جب کسی مصلحت دینی کے لیے ہو مردونکو اگرچہ سوگند کی احتیاج ہوتی ہو پر لڑکونکو کچھ ضرورت
نہین اور خاموشی جواب مختصر دینی بزرگون کے حضور چپ ہوکر سننے اور اچھی بات کہنیکا
خوگر کرین لیکن بزرگ زادون کو اکثر ان ادبونکی احتیاج ہوتی ہو اور چاہیے کہ علم و دنیا
دانا اخلاق کے طریقے سے واقف اور پاکدامنی اور عزت و وقار و ہیبت و مروت مین مشہور
اور اخلاق شاہی اور اُنکی مجلس کی نشست و برخاست اور گفتگو اور ہر ایک فریق کی بول
چال کے طریقے سے خبردار ہو اور چاہیے کہ اور لڑکے اپنی ہمجنس کے بلکہ بعضے بعضے بزرگ
زادے ایسے جو حسن آداب کے زیور سے آراستہ ہون مکتب مین ساتھ اُسکے رہین تا ملول
و غمگین نہو اور طریقے آداب کے اُنسے سیکھے اور اُنھین دیکھکر تعلیم و تعلم مین زیادہ سعی کرے
اور جس وقت اخوند ادب کے لیے اُسکو مارے تو شور و فریاد اور شفاعت کرنے سے منع کرین
کیونکہ یہ خصلت غلام اور بیچارون کی ہے اور معلم کو چاہیے کہ جب تک کوئی تقصیر ظاہر اُس
سے مشاہدہ نہ کرے مارنے کا اقدام نہ کرے اور مار کی حاجت ہو تو پہلے بار چاہیے کہ شمار مین
اندک اور الم مین بہت ہو تا کہ عبرت پکڑے اور معاودت پر جرات نکرے اور چاہیے کہ سخاوت
کی ترغیب اُسے دین اور نعمت دنیاوی اُسکی آنکھو مین خوار دکھلا مین اسلیے کہ زر و سیم کی
محبت کی آفت سانپ کے زہر سے بھی بدتر ہے امام غزالی اِس آیۂ کریمہ کی تفسیر مین جسکے معنی یہ
ہین کہ مجھے اور میرے فرزندون کو اصنام کی عبادت سے باز رکھیو فرماتے ہین کہ اصنام سے
مراد زر و سیم ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی ہے کہ میرے تئین اور میرے فرزندون
کو زر و سیم کی پرستش اور اُسکی دل لگی سے دور رکھیو اسواسطے کہ منشا تمام فسادونکا اُنھین
کی محبت ہے اور تعطیل کے دنو مین اُسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین بشرطیکہ اُسکے سبب کسی دکھ اور
باعث کوئی قباحت کا نہو اور یہ آداب سب لوگون کو بہتر ہے خصوصًا جوانونکو نیک تر اور جب
آثار تمیز کے اُسمین غالب ہون تو سمجھائین کہ اسباب دنیاوی سے غرض صحت بدنکی حفاظت ہے
نفس انسانی جتنی استعداد دار البقا کی حاصل کریگا باقی اور قائم رہیگی پس اگر مدبر اہل علم
سے ہے تو تربیت مذکورہ لڑکون کی تعلیم کرے اور جو اہل حرفہ سے ہو تو جس وقت ادب

شرعیہ بقدر واجب سے فراغت کرے اپنے پیشے مین اُسے لگا وے پر بہتر یہ ہے کہ لڑکے کی
طبیعت مین نظر اور اُسکے احوال مین خوض کرے کہ کونسے علم و ہنر کی استعداد اسمین زیادہ
تر ہے جسکی لیاقت پاے اُسمین مشغول کردے اسلیے کہ بمقتضا اس آیہ کریمہ جسکے معنے یہ ہین
جو جسکے واسطے پیدا ہوا ہے اُسکو آسان ہے ہر شخص کو استعداد ہر ایک صناعت کی نہین ہے
بلکہ ہر کوئی جدا جدا صناعت کی لیاقت رکھتا ہے اور اُسمین ایک بھید ہے جو سبب قوام عالم
و انتظام احوال بنی آدم کا ہے حکما سابق مولود کے طالع مین نظر کرتے اور طریقہ نجوم جس
کسب و ہنر کی لیاقت اسمین دیکھتے اُس مین مصروف رکھتے اسلیے کہ جو کوئی جس فن کی قوت
رکھتا ہو تھوڑی کوشش سے اُسمین کامل ہو سکتا ہے اور جسکی استعداد نہین رکھتا اُسکی سعی
کرنی تعطیل روزگار و تضییع اوقات ہے اور طبیعت اُسکی جس ہنر سے مناسبت نہین رکھتی اور
ہتھیار و اوزار اُسکے موافق نہین تو اُسے اُس ہنر کی تکلیف نہ دین بلکہ دوسرے پیشے مین
لیجا ئین بشرطیکہ اُسپر قائم رہنے کی پاس کلی ہوئی ہو تا موجب اضطراب کا نہو اور
ہر ایک فن کے درمیان کسی محنت لائق کا جس سے حرارت عزیزی کی تحریک اور حفاظت صحت کی
مدد اور سستی و ناتوانی کی نفی ہو عادی کرین اور جب کسی ہنر پر قادر ہو تو وجہ معیشت کے
حاصل کرنے کے لیے اُسکو حکم کیا چاہیے اسلیے کہ جسوقت لذت اُسکی پاوے تو اُسکی تکمیل کے واسطے
زیادہ کوشش کرے اور اُس ہنر کی دقائق مین نظر کرکے سبقت لیجاوے اور اُسکی مشقت سے بھی کسب جمیل
کی جو خاصہ اشرافون کا ہے عادت کرے اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نکرے اسواسطے کہ اکثر دولت
مندزادے جو دولت پدری پر مغرور ہو کر علم و ہنر کے سیکھنے سے محروم رہ جاتے زمانے کے ہیر پھیر
سے خرابی کے میدان مین آجاتے ہین جب روزگار کرنے لگے اور بسبب اسکے تعیش مزاج مین آجاے
تو اولی و انسب ہے جو اُسے متاہل کردین اور اُنکے محل کو نکالکر جدا کر دین ولایت پارس کے بادشاہ
فرزندون کو لوگ لشکر کے درمیان پرورش نہین کرتے تھے بلکہ داناؤن کے ساتھ کسی
طرف بھیجتے اس لیے کہ تکلیف و سختی کی عادت اختیار کرین اور رؤسای دیلم کا طریق بھی یہی
تھا اور جس نے برعکس اسکے تربیت پائی اصلاح اُسکی مشکل ہے علی الخصوص اُس کی جو کہ

سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑیکو سیدھا کرنا بہت دشوار ہے سقراط حکیم سے کسی نے پوچھا کہ
اختلاط تیرا اکثر جوانون کے ساتھ کسواسطے ہے تو یہی جواب دیا اور تربیت لڑکیون کی جسکے
وے لائق ہین اسیطورے کیا چاہیے چنانچہ ہمیشہ گھر کے درمیان رہنا اور پارسائی و پردہ
نشینی کے لیے زیادہ تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم و حیا اور اُن خصلتون کے واسطے جنکا بیان
عورتون کے احوال مین ہو چکا ہے ترغیب دینا لازم ہے اور اچھے اچھے ہنر انکی شان کے موافق
سکھلانے ضرور اور پڑھنے لکھنے سے کلیہ منع کیا چاہیے اور جسوقت بالغ ہون تو اپنے ہمچشمون کے ساتھ
نکاح کر دینے مین تعجیل واجب یہ طریقے اولاد کی تربیت کے ہین اور جب کہ اثنای بحث مین بعضے
آداب کے شرح کرنیکا وعدہ کیا ہے تو ضرور ہوا کہ بیان اُسکا بطور اختصار کے کیا چاہیے اگرچہ وے مخصوص
اطفال ہی کے نہین تاہم بنظر اُنکی استعداد و قابلیت کے بیان کیا آداب گفتگو کے چاہیے کہ
بہت نہ بولے کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور بیوقوفی اور موجب سبکی و بے اعتباری ہے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو طوطی خوش الحان وَمَا یَنطِقُ
عَنِ الْهَوَا کے تھے علیہ افضل الصلوٰۃ اکمل التحیات اعتدال کے ساتھ گفتگو اس طور سے کرتے کہ اگر مجلس
دیر تک بھی رہتی تو جو جو نکتہ زبان حقائق ترجمانسے ارشاد ہوتا گن سکتے اور خواجہ بزرجمہر حکیم نے کہا
ہے جب کسیکو دیکھے کہ بے سبب بات کرتا ہے یقین جانئے وہ دیوانہ ہے اگر بولا چاہے جب تک اُسے
خوب دل مین نہ ٹھانے خاموش رہے حکیمون نے کہا ہے کہ پہلے بہت سوچ پھر بول لازم ہے کہ بات بکر
سے کر رنہ بولے مگر جسوقت بہت ہی احتیاج اُسکی ہو اور جب کوئی کچھ نقل یا قصہ کہنے لگے اگر جانتا
بھی ہو تو جب تک اُسکی بات تمام نہو نہ کہے کہ مین جانتا ہون اور جس بات کو اُسکے غیر سے پوچھین
اُسکا جواب نہ دے اور جو ایک ایسی جماعت سے سوال کرین جسمین وہ بھی ہے لازم ہے کہ پیشدستی
نہ کرے اور جو کوئی اسکا جواب دینے لگے اگرچہ وہ اس سے بہتر پر بھی قادر ہے صبر کرے جب بات اُسکی
تمام ہو تب اپنے جواب کی تقریر شروع کرے اس طور پر کہ اگلے کی طعن کا موجب نہو اور جو بات کہ
اُس سے کہین جب تک تمام نہو جواب دینے مین مشغول نہو جو بحث و محاورہ اُسکے سامنے مذکور
ہو اور وہ اُس سے مناسبت نہین رکھتا ہو تو دخل نہ کرے اور جو بات کہ اُس سے پوشیدہ رکھین

اُسکے سننے کا قصد نہ کرے اور بزرگون سے کنایہ کی بات نہ کہے اور اپنی آواز کو اعتدال پر رکھے اگر
کسی بات مین شکل ہو تو اُسکی تمثیل سے واضح کردے اور طول بے مصلحت سے اجتناب کیا چاہیے
بلکہ طریقہ اختصار کا اختیار کرنا لازم ہے اور الفاظ غیر محاورہ اور کنایات بعیدہ کو استعمال نہ
کرے اور فحش و دشنام سے احتراز واجب ہے اگر کسی امر فاحش کے بیان کرنے کی احتیاج ہو تو تعریض
وکنایہ پر اکتفا کرے اور بیہودہ ہنسی ٹھٹے سے جو موجب سقوط مروت اور سبب خفت اور باعث حسد
وعداوت کا ہے اجتناب لازم جانے اور ہر ایک مقام مین کلام مقتضاے حال کے موافق کہے اور
گفتگو کے وقت دست و چشم و ابرو سے اشارہ نکیا کرے مگر ایک اچھی طور سے جو مناسب مقام کے ہو اور
کبھی اہل محفل کے ساتھ خواہ وے دانا ہون یا نادان حق و ناحق تملق و خلاف کی چال نہ چلے
اور جسکے پاس مبالغہ مفید نہو اُسکے نزدیک الحاح نہ کرے اور مناظرے مین انصاف کے شرائط
سے نہ گذرے اور سخن دقیق ایسے شخص کے ساتھ جو اُسکو نہین سمجھ سکتا ہے نہ بولے اسلیے کہ ہر ایک سے
اُسکی عقل کے بموجب کلام کیا چاہیے چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مضمون
اُس کا یہ ہے کہ ہم گروہ انبیا ہین ہمین حکم کیا ہے کہ ہم آدمیون کے ساتھ اُنکی عقل کے موافق بات
کرین اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نادان کے نزدیک حکمت ضایع مت کرو اور بول
چال مین لطف و لطائف کا طریقہ ملحوظ رکھے اور قول و فعل حرکات مین کسیکو آزردہ نکرے اور وحشت
آمیز باتون سے احتراز ضرور جانے جب کسی بزرگ کے حضور کچھ کہا چاہے تو نیک فالی سے شروع کرے
جیسے حق تعالی آپکی عمر دراز کرے حضرت کے دشمن پامال ہون آپکا اقبال برقرار رہے بخت بلند
کرے یا عاقبت بخیر ہو علی ہذا القیاس غیبت اور تہمت اور بہتان سے اور جھوٹھ کہنے اور سننے سے بالکل احتراز
واجب جانے بلکہ ایسے لوگون کے ساتھ مداخلت بھی نہ کرے چاہیے کہ سننا اُسکا بولنے سے بیشتر ہو کسی
حکیم سے پوچھا کہ سننا تیرا کسواسطے کہنے کی نسبت بہت ہے بولا کہ مجھے دو کان دیے اور ایک
زبان دی اس لیے کہ دو سنون اور ایک بولون آداب چال چلن نشست و برخاست کے
چلنے مین جلدی نہ کیا چاہیے کہ نشان بے اعتباری کا ہے اور بہت دیر بھی نہ کرے کہ علامت سستی
کی ہے مغرورون کے مانند اور زنانے پن اور مخنثون کے طور پر ناز و نخرے سے نہ چلے اور اعتدال

کی روش اختیار کری اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسلیے کہ یہ خصلت احمقون کی ہی اور ہمیشہ
سر نیچے کیے نہ رہے کہ یہ دلیل غلبہ حزن و فکر کی ہی اور سواری مین بھی مرتبہ اعتدال کا لحاظ
رکھا چاہیے اور نشست مین پانون پھیلا کر نہ بیٹھے اور پانون پر پانون نہ رکھے اور سوا بادشاہ کے
حضور اور اُستاد اور باپ کے روبرو اور خدمت مین اُن لوگون کی جو انکے برابر ہین دو زانو نہ
بیٹھے اور سر کو زانو اور ہاتھ پر نہ رکھے اسواسطے کہ یہ علامت حزن و کسالت کی ہی اور گردن کو کج نہ
کرے اور حرکات عبث سے جیسے داڑھی یا کسی عضو سے کھیلنا ہی احتراز کرے اور ناک اور منھ کے
درمیان اونگلی نہ ڈالی اونگلی نہ چٹکاوی اور بند دن کو بھی خمیازہ اور انگڑائی سے احتراز کری او
تھوکنے ناک سنکنے مین احتیاط ایسی کیا چاہیے کہ حاضران مجلس کو معلوم نہو اور آواز بھی اُسکی
نہ سنین اور قبلے کیطرف نہ تھوکے ہاتھ آستین اور دامن سے نہ پونچھے جسوقت کسی مجلس مین جائے
تو اپنے رتبے کے موافق جا بیٹھے اور جو محفل کے درمیان سب سے بزرگ خود وہی ہے تو جہان چاہے وہان
بیٹھے اسلیے کہ صدر وہین ہوگا اگر ایک ناواقف اپنی جگہ پہچان کر نہ بیٹھا لازم ہے کہ جب واقف
ہو اپنے مقام مین آبیٹھے اور جو اپنے لائق جگہ نہ پائی تو پھر جائے اُس طور سے کہ لوگون کو معلوم نہ ہو
کہ یہ شخص بیزار یا دق ہو کر گیا اور غیر محرم اور خدمتگارون کے آگے سوا ہاتھ اور منھ کے برہنہ
نہ کرے خلوت مین ہو یا کہ جلوت مین زانو سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے وقت جیسے
قضاے حاجت یا غسل وغیرہ ہی اور مجلس کے بیچ آدمیون کے روبرو نہ سوئے اور کبھی چت ہو کر نہ
لیٹے خصوصاً وہ شخص جو خواب مین خرخر کرتا ہی اسلیے کہ اسطرح کے سونے مین اور خراخراہٹ زیادہ
ہوتی ہے اگر محفل مین خواب اُسپر غلبہ کری ہو سکے تو اُٹھ جائے نہین تو کسی بات یا کچھ فکر یا کوئی
شغل مین مشغول ہو جس سے آسیب نیند کا دفع ہو جاے اور جو کسی جماعت کے ساتھ ہے
اور وے سب سو جائین اُنکی موافقت کری یا باہر جاے حاصل کلام یہ ہی ایسا سلوک اختیار کرے
لوگون کو اُس سے نفرت اور ایذا نہو اگر ان عادتون مین سے بعضے اُسکو دشوار معلوم ہو تو
دل مین سوچے کہ اہل محفل کی ملامت اور طعن و تشنیع اُنکا بسبب بے ادبی کے سخت تر ہی
اُس عادت کی خو کرنے کی مشقت سے پس اختیار کرنا اُس عادت کا اولی ہے آداب

کھانے کی چاہیے کہ پہلے ہاتھ منھ ناک دھوئے بسم اللہ سے شروع کرے اور الحمد للہ پر تمام
کرے اور سب سے پہلے کھانے کے لیے سبقت نہ کرے مگر جو شخص کہ میزبان ہو اور اس طور سے
کھائے جو کپڑے دسترخوان اور آستینین آلودہ نہون زیادہ تین اُنگلیون سے لقمہ نہ اُٹھائے
اور بہت منھ نہ پسارے بڑے لقمہ سے پرہیز کرے اور جلدی نہ نگلے اور منھ کے درمیان جمع نہ کرے
کھانے مین اونگلی نہ چاٹے پر بعد فراغت کے مسنون ہے اور رنگ روپ کھانے کا نہ نہارے
اور نہ سونگھے اور نہ دانت سے کاٹے اگر دسترخوان مین کچھ کھانا بہت لذیذ بچ رہے اُسکی
طمع نہ کرے بلکہ اورون کو دے ڈالے اونگلیونسے چکنائی چھڑائے روٹی اور نمک کو نہ بھگوے
اور جو ایک ہی رکابی مین دونون کھائین تو کوئی کسیکے نوالے پر نظر نہ کرے اور اپنے آگے سے
کھائے مگر میوے مین دوسری جگہ سے کھا سکتا ہے ہڈی اور جیز کہ منھ سے چھوڑے دسترخوان
پر نہ رکھے اور ہڈی جو نوالے مین ہو پوشیدہ منھ سے نکال کر پھینک دے ناپسند حرکتون
سے احتراز واجب جانے اور منھ سے کوئی چیز نکال کر رکابی یا پیالے مین نہ رکھے غرض اسطور
سے کھائے کہ اگر کوئی اُسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہے نفرت نکرے اگر مہمان ہے تو میزبان کے آگے
کھانے سے ہاتھ اُٹھاوے جب وقت حضار مجلس ہاتھ کھینچین تو وہ بھی انکی متابعت کرے اگرچہ
اُسے سیری نہو مگر اپنے گھر یا کسی ایسے مقام مین جہان اُسکے محرم کا رہین اور جو میزبان ہو تو لازم
ہے کہ جبتک ہاتھ اُٹھاوین عذرخواہی کرے کہ اگر کسیکو کچھ رغبت رہے تو حجاب نہ کرے کھانے
مین اگر پانی کی احتیاج ہو آہستہ پیے کہ اُسکی آواز کوئی نہ سنے اور اہل محفل کے سامنے خلال
نہ کرے اور دانتونسے جو کچھ کہ زبان سے نکالے اُسے نہ کھائے جو کچھ خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام
مین پھینکے کہ لوگون کو نفرت نہ آوے اور ہاتھ دھونے کے وقت اونگلیون اور ناخنون کی
جڑ کو اچھی طرح سے صاف کرے اسیطرح ہونٹھ اور منھ اور دانتون کو اور کلی طشت مین نکرے
اور منھ دھونے مین اگر پانی گرنے لگے تو ہاتھونسے احتیاط کرے ہاتھ دھونے مین اورون پر
پیشدستی نکرے لیکن میزبان کو روا ہے کہ سبکے آگے ہاتھ دھوئے **پانچوان لمعہ حقوق والدین**
کی رعایت مین جبکہ عقل و نقل کی موافق شکرگزاری منعم کی واجب ہے نعمت الٰہی کے بعد کوئی

نعمت فرزندونکی حق مین ماباپ کی نعمت کی برابر نہین ہی اسلیے کہ باپ اُسکے پیدا ہونیکا سبب
صوری ہے پھر اُسکی پرورش کا واسطہ ہی کھانی کپڑے اور اُن ضروریات کی مہیا کرنی مین
جو اُسکے جینی اور ہوش سنبھالنی کا سبب ہین بعد اُس کی وسیلہ ہی اُسکے کمالات نفسانی
حاصل ہونیکا جیسے آداب و ہنر اور صنعتین ہین اور کس کس محنت و مشقت سی اسباب دنیاوی کو
پیدا کر کے اُسکے لیے جمع کرتا اور اُسے دیتا ہی بلکہ ایثار اوسکا اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور ماں اسکی
موجود ہونی کے سبب مین شریک باپ کی ہی سوا اُسکے بارداری حمل کی اور اس کی مشقت
کو سہنا علاوہ جننے کی خطرے اور دردزہ کو دیکھا چاہیے اور پہلی قوت جو سبب ہی فرزندون کی
حیات کا اُسی کے بدن کا خون ہی اور ایک مدت مدید تک اُسکی حفاظت اور پرورش کی تدبیر
مین رہی اور نہایت شفقت سی اپنے تئین اوسپر فدا کیا اسیواسطے والدین کی محبت لڑکون
کے حق مین محبت طبیعی ہی اور اُنھین اُنکے فرزندون کی حق کی رعایت مین احتیاج تکلیف
کی نہین بخلاف محبت اولاد کی والدین کے حق مین شرائع الٰہی مین اولادونپر والدین کے احسان
کے لیے حکم بیشتر عکس کا ہی پس عدالت کا اقتضا یہ ہی کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی اور اُنکی اطاعت
کرنے کو قریب خالق کی طاعت کی جانے چنانچہ آیہ قرآنی اور حدیث نبوی علیہ السلام مین اسکے
بعد بے واسطہ مذکور ہوئی ہے اور جب کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بی نیازی کا عرش اس سی برتر
ہی کہ کوچۂ نیستی کے مفلس اُسکی بی انتہا نعمتون کے مقابل عہدۂ شکر سے برآوین یا کچھ اُسکے بدلے
مین آگے لاوین اور اُس راہ کے چلنے والون کی پاؤن عجز و قصور کے چھالے سی بھرے ہوئے
ہین بخلاف والدین کے اسلیے کہ انکی وجوہ احتیاج ظاہر ہی پس اسی وجہ سی اُن کا حق
رعایت کی باب مین اولیٰ ہی اور شریعت کے قاعدہ کی موافق بھی حق الناس مین مبالغہ کرنا
زیادہ تر ہے حق اللہ سی اسلیے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ جواد مطلق ہی اور اُسنے فرمایا ہی کہ
بے شبہہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی تمام عالم سے والدین کی ایفار حق کی اصل حقیقت مین تین چیزین
مرتب ہو سکتی ہی پہلی خالص دوستی دل و جان سی اختیار کرنی اور مقدور بھر زبان اور ہاتھ
پاؤن سی انکی تعظیم اور فرمانبرداری مین مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا حرج کلی کا نہو اور

اگر اُنکے کسی کا سبب ہو تو حسن سلوک کے طور سے اُنکے خلاف رای کرنا مضایقہ نہین پر مجادلہ کے طریقے سے بد ہے مگر ایسی صورت مین کہ شرعاً واجب ہو امام غزالیؒ نے اکثر عالمون سے نقل کی ہے کہ شبہات مین اطاعت والدین کی واجب ہے مباحات کا کیا ذکر دوسری اُن کے ساتھ مساعدت کرنی مصالح معاش مین طلب بے منت اور توقع بے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کیطرف رجوع نہ کرے تیسری ظاہر و باطن مین اُنکی خیرخواہی کا اظہار کرنا اور مرے جینے مین اُنکی نصیحتون کو ماننا اور جبکہ والد کے حق کے لیے اطراف روحانی غالب ہین اور والدہ کے حق کے واسطے اطراف جسمانی اور اسی واسطے باپ کا حق پہچاننا بعد قوت تمیز کے حاصل ہوتا ہے اور مان کے حق مبادی حال مین معلوم ہوتے ہین بسبب اسکے لڑکون کا میلان خاطر مان کیطرف زیادہ ہوتا ہے پس فرزند کے اوپر باپ کا حق بجالانا ایسے امور مین جنمین روحانیت غالب ہے جیسے تابعداری کرنی دعا مانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہے اور مانکا حق ادا کرنے کے لیے امور جسمانی مین جیسے مال کا دینا اور کھانے پینے کی خبرگیری کرنی اور جب اس فضیلت کے مقابل حقوق والدین کا رذیل کی قسمون سے ہے پس اُسکی بھی تین انواع ہین اس فضیلت کی تین نوعون کے مقابل اور جو کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا مامون بڑے بھائی بہن اُنھین اور اُنکے دوستونکو بھی اُنکے برابر جاننا چاہیے اور حتی المقدور اخلاص اُنکے ساتھ لازم ہے اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ نیک کامون سے بہتر یہ ہے کہ اپنے باپ کے دوستدارون سے رعایت کیا چاہیے اور بموجب اُسکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی بھی معتبر ہے اُستاد کے ساتھ کہ وہ پدر نفسانی ہے یہی سلوک بلکہ زیادہ اس سے کیا چاہیے

چھٹا لمعہ خادمون کی بندوبست مین بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھ پاؤن کے برابر ہین اسلیے کہ یہ لوگ ضروری کامون پر اقدام کرتے ہین اور جو یہ سبب نہ ہین تو اپنے تئین اُن کامون مین مشغول اور اپنے اعضا مین سے کسی عضو کو اُنھین مصروف رکھا چاہیے اور وے لوگ نہون تو اسباب آرام کے منقطع ہوتے ہین اور بسبب سعی و تردد کے کسی صناعت اور فضیلت کیطرف قصد نہین کرسکتے اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہیبت و اعتبار ساقط ہون ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی طرف

عائد ہوسی لازم ہے کہ اُنھین ودائع الٰہی کی مثال جانکر اُنکی رہنیکا شکوہ اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے ساتھ مہربانی و مدارات کا طریقہ جاری رکھے اور اُن کو حد اعتدال سی زیادہ کسیکام مین فرمائش نہ کرے اور انکی لیے آرام کی وقت معین کر دی اسلیے کہ اُنھین بھی ماندگی سُستی وضعف مزاجی ہوتی ہی اور طبیعت کی خواہشین پیدائش ہی سی لگی ہوئی ہین اور ملاحظہ کیا چاہیے کہ اصل فطرت مین اپنے اور انکی درمیان اشتراک ہی اور شکر اس بات کا کہ حق سبحانہ وتعالی نے انھین تابعدار اپنا کیا ہی بجالایا چاہیے اور اُنپر ظلم نہ کری حضرت پیغمبر صلوۃ اللہ علیہ جو متمم اخلاق کے ہین فرمایا ہی کہ خورد و نوش مین اُنکو اپنے برابر قیاس کیا چاہیے اور جب کسیکو کسی خدمت کیلیے نوکر رکھے لازم ہی کہ پہلے چشم غور سی اُسکے حال کو ملاحظہ کری اگر تجربہ اس بات مین میسر ہو تو دانائی اور ہوشیاری سی مدد ڈھونڈھے اور چاہیے کہ بدصورت اور بدڈول آدمی سی احتراز کری اسلیے کہ بیشتر خلق آدمی کا تابع اُسکی خلقت کی ہے اور برعکس اسکے کم پارس کے حکیمون نے کہا ہی کہ سب چیزونسی بہتر خوبصورتی ہی حدیث نبوی مین آیا ہے کہ طلب کرو تم حوائج کو خوبرویون سے اور فرمایا ہی کہ جب کہین ایلچی بھیجو تو لازم ہی کہ نیکنام اور خوبصورت ہو اسلیے کہ خوبصورتی پہلی اُن نعمتون مین سے ہے جو شخص کو پہونچتی ہین اور دوسری حدیث مین ہی کہ سب پیغمبر خوبصورت اور خوش آواز تھے او چاہیے کہ مریضونسی جیسے ڈھیری لنگڑے اور کنجے برص والے اور جو اُنکی مثال ہین اجتناب کری جسوقت دانائی کی علامت خادم سی مشاہدہ کری اُسکے ساتھ احتیاط سی رہنا ضرور ہی اسواسطے کہ ان خصلتون مین اکثر مکر و حیلے ہوتے ہین اور اس بات مین بہت حیا تھوڑی عقل کی ساتھ بہتر ہی بہت دانائی ڈھیٹھہ پن کے ساتھ اسلیے کہ حیا بہترین خصائل ہی خادم جس کام کی لیاقت اُسی پاوی اور اسکے اسباب اسکی مساعد ہون اور اُسکی طبیعت بھی اُس سی مناسبت رکھتی ہی اُسمین مشغول کیا چاہیے اس واسطے کہ ہرایک شخص مین استعداد جدا جدا کام کی ہی جیسے کشتکاری بیل کا کام ہی گھوڑے سے ہو نہین سکتی اور بیل کر و فر کے لائق نہین جب نوکر کو کسیکام مین متعین کری تو اندک قصور سی اُس کو معزول نہ کیا چاہیے اسلیے کہ یہ فعل کم ظرف اور کوتاہ نظر کا ہی اور بے شبہہ اُسکے معزول کرنے کی بعد اسکے بدلے ایک اور چاہیے اور نہین جانتا ہی کہ یہ اس سی بہتر

ہو یا بدتر اور خادم کے دل مین مقرر کیا چاہیے کہ انکی جدائی انسے کسیطرح محسوب نہین
تو مروت کی قریب اور وفا و کرم کے لائق اور انکی زیادہ رغبت کا موجب ہو اور وہی بھی
شرط ہوا داری اور جانسپاری کی بجالاوین اسلیے کہ نوکر جب اپنے آقا کی ہر دم کی چاہت
معلوم کری تو اپنے تئین مال و اسباب مین شریک اُسکا سمجھے اور بُری بھلے مین رفیق اور
خیرخواہ رہے اور جب جانے کہ خداوندونکا لطف و مہربانی کا سررشتہ مستحکم نہین اور تھوڑے
قصور مین خدمت سے معزول کردین تو اُسے عاریت کی مثال خیال کرکے شرط اخلاص اور
دردمندی کی بجانہ لاوین بلکہ جانے کے لیے ذخیرہ کرین خدمت لینے کی اصل یہ ہے کہ بنا اُسکی
محبت پر ٹھہرے نہ صرف دفع ضرورت کے واسطے تا خدمت عاشقانہ کرین نہ مزدورون کے
مانند بعد اسکی بنا اُسکی رجا پر بہتر ہے نہ خوف پر تو کام اگر محبانہ نکرین البتہ مزدورانہ کرین
اور مظلومون کی طور سے نہ کرینگے اسلیے کہ جب انکی دلمین دہشت پڑے تو البتہ وہ اپنی خواہش
دلی سے کسی کام مین اقدام نہ کرے گا بلکہ بقدر دفع ضرر کے اُسکا قصد کریگا چاہیے کہ خادمون
کی صلاح حال اپنی صلاح حال کے اوپر مقدم رکھے اور ایسا سلوک کرے کہ جو کام اُنسے علاقہ
رکھتا ہو بخوبی و خوشی اُسے انجام دین نہ کراہت و بیدلی سے اور انکی اصلاح کار مین نظر
کیا کرے مہربانیون سے امیدوار اور چشم نمائی سے ترسناک رکھے اگر اُنمین سے کوئی توبہ کرکے بعد تقصیر
کی طرف عود کرے تو مناسب سزا سے اُسکو گوشمالی دیجاے اور صرف اسی سے اُس سے ناامید
نہونا چاہیے اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح کے قابل نہین ہے تو اُسے جلد دفع کیا
چاہیے تا اُسکی صحبت سے اور خادم نہ بگڑین غلام خدمت کے لیے آزاد سے بہتر ہے اسلیے کہ غلام کی
خواہش خاوند کی فرمانبرداری اور تابعداری کیطرف بیشتر ہے اور تادیب سے نیک خو ہو سکتا
ہے اور چھوٹنے کا گمان کمتر ہے غلام و خدمتگار و نکی فرقے سے جنکی عقل و شعور و گفتگو درست اور
حیا و چالاکی بیشتر ہو اوسے اپنی ذات کے کامون کے لیے مقرر کرے اور جسمین کفایت شعاری
پارسائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اُسے تجارت کے واسطے اور جو محنت مین قوی تر اور بڑے کام کا ہو
صابر اُسکو تردد آباد کرنے پر متعین کرے اور جو کہ بہت ہوشیار اور بلند آواز ہو اُسے نگہبانی

کے لیے معین کرے اور بندے تین قسم کے ہوتے ہین ایک حر بالطبع دوسرا عبد بالطبع تیسرا اجیر اسلیے
پہلے کو اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیے دوسرے کو چارپائے اور مواشی کی مثال تیسرے
کو بقدر ضرورت طمع و حرص کے دام مین نگاہ رکھا چاہیے اور بحسب مصلحت کے فرمائش کام کی
کیا چاہیے اور گروہ خلائق سے اہل عرب گفتگو و فصاحت و بلاغت اور ذہن و ذکا مین
ممتاز ہین پر مردم آزاری اور قوت شہوی مین موسوم اور اُنمین سے اہل حبش وفا و
ثبات قدم مین معروف ہین و لیکن کبر و عدم تحمل مین انکی صفت نہ کیا چاہیے اور اہل عجم عقل و تدبیر
اور صفائی و دانائی مین ممتاز لیکن مکر و فریب حرص و نفاق مین موصوف اور اہل روم وفا
و امانت داری اور کفایت شعاری مین موسوم اور بخل و بدخوئی سے بدنام ہین اور
اہل ہند قوت حدس یعنی سرعت ذہنی اور چستی و چالاکی مین مشہور لیکن بسبب عجب و پندار
و کینہ کشی اور مکر کے مذموم ہین اور اہل ترک شجاعت و جودت خدمت و خوبصورتی مین مشہور
پر غدر و فساد اور بے حفاظتی مین موصوف ہین تیسرا لامع شہرون کے بندوبست اور
رسوم پادشاہی مین اسمین ست لمعے ہین پہلا لمعہ بیانمین اسکے کہ انسان کو آبادی مین
رہنے کی احتیاج ہے اور اُس فن کی فضیلت مین حکمت کی رو سے پوشیدہ نہین ہے کہ تمام موجودات
کمال کی وجہ سے دو قسم ہین ایک وہ ہے جو کمال اُنکا اُنکی پیدائش ہی کے ساتھ ہے جیسے اجرام سماوی
ہین دوسرے وہ کہ کمال انکا اُنکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے جیسے اجسام عنصری ہین
پر اس قسم کے واسطے نقصان کے مرتبے سے درجہ کمال مین پہونچنے کو ایک نوع حرکت ضرور ہے
لیکن یہ حرکت بغیر اعانت اسباب کے متصور نہین اور وے اسباب اُن کمالون کے ساتھ رکھتی ہین
جیسی صورتین ہین کہ مبدا فیاض سے لطفون پر فائز ہوتی ہین تو کمال انسانی کو پہونچین
یا وہی وسائل جو مواد کو صورتون کے قابل کردیتے ہین جیسے غذا کا پہونچنا ہے بہ نسبت بدن کی
تو کمال نمو کو پہونچین لیکن مطلق معونت تین وجہ پر ہے پہلے معونت بالمادہ یہ معونت ایسی ہے
کہ معین جز ہوتا ہے اُس شی کا جیسی معونت غذا کی ہے حیوانات کے لیے دوسری معونت بالالہ
یہ معونت اس طور پر ہے کہ معین اُس شی کے فعل کا واسطہ ہو جیسے پانی ہے قوت غاذیہ

کے لیے تیسری معونت بالخدمت یہ اسوجہ سے ہے کہ معین وہ کام کرے جو اس شی کے کمالات
کا سبب ہو اور اُسکی دو قسمین ہین ایک خدمت بالذات کہ غایت فعل معین کی کمال اُس
شی کا ہو دوسری خدمت بالعرض جو غایت فعل کی دوسری چیز ہو اور کمال اُسکا تبعیت
حاصل ہو اول کی مثال جیسے معلم ثانی شیخ ابو نصر فارابی نے کہا ہے افاعی ہین خادم بالذات
عناصر کے لیے کہ اُنھین حیوانات کے کاٹنے اور ڈنک مارنے مین جو موجب فساد ترکیب کا ہے اور اجزاے
عنصری کی جدا ہونیکا ہے کچھ نفع نہین اور ثانی کی مثال جیسے سباع ہین کہ اُنکو حیوانون
کی پھاڑنے مین منفعت اپنی ہی پر اجزاے عنصری کا جدا ہونا بہ تبعیت لازم آجاتا ہے اور جبکہ
خادم بالذات مخدوم سے اخس ہے پس نہ چاہیے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اُنکی کسیکی
خدمت کرے مگر بالعرض پر وے سب اعانت انسان کی کرین کوئی بطریق مادے اور کوئی بطور
واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات و بالعرض کی طریقے سے بھی اس لیے کہ عناصر ترکیب بدن
انسانی کی جز ہین اور نباتات و حیوانات غذا اُسکی ہے اور غذا کی معونت بالمادہ ہے اور عنصر دہین
سے ہر ایک کو انسان اپنے فعل طبعی و ارادی کا واسطے کرتا ہے جیسے آگ اور پانی کو کھانا پکانے
اور بدن کے گرم و سرد کرنے اور غذا کی ہضم کرنے کے لیے اور ہوا کو دم چھوڑنے کے واسطے جو سبب ہے
روح کی راحت اور زمین کو زراعت کرنے او مکان بنانے وغیرہ کے لیے اسیطرح سے نباتات
و حیوانات مین سے کسیکو غذا کرنا اور کسیکو دوا بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہے بلکہ اجرام فلکی سے
بھی اسلیے فصلونکو جو حرکات سماوی سے حاصل ہوئین بحسب مصلحت کے اپنے افعال کا جیسے زراعت
و عمارت مین سبب مقرر کرتا ہے چنانچہ مضمون اس قول کا کہ اگر تو نہوتا تو آسمانون کو پیدا
نہ کرتا مین اس سے خبر دیتا ہے اور توریت مین لکھا ہے کہ پیدا کیا مین نے تجھکو اے ابن آدم اپنے لیے
اور تمام اشیا کو تیرے واسطے اگر فطن لبیب اُسمقام مین کچھ تامل کرے تو فرشتون کے سجدہ کرنیکا راز
اُسپر منکشف ہو اور علامت خدمت کی نباتات و حیوانات کی ہیئت انعکاس مین ظاہر ہے
اسلیے کہ نبات کی وجہ سجود اور حیوان کی ہیئت رکوع اسکو دیدۂ بصیرت مین جلوہ گر ہے اسیطرح افراد
انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہے بطریق خدمت کے نہ بطریق واسطے اور نہ بطریق

مادی کے بلکہ انسان بنظر اپنی ذات کے مادے کے طریقے سے معونت کسی شی کی نہین کر سکتا اسلیے
کہ وہ جوہر مجرد ہے پس انسان جیسے عناصر و مرکبات کی اعانت کی طرف محتاج ہے اپنی نوع
کی افراد کی اعانت کی طرف بھی ویسے نوع اور شخص دونون کے باقی رہنے کے لیے محتاج ہے تو بطریق
خدمت ایک دوسری کی کمک کرے اور دوسرے حیوانات صرف عناصر و مرکبات کی طرف
محتاج ہین پر اپنی نوع کی طرف محتاج ہونے مین مختلف ہین اسواسطے کہ جو از خود پیدا
ہو جیسے اکثر حیوانات آبی ہین شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے مین اپنی نوع کی افراد
کی طرف کسی وجہ سے محتاج نہین اور جو توالد سے ہو جیسے چارپائے وغیرہ حیوان ہین
نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیے ایک کمال معتین
تک محتاج اپنی نوع کے ہین اور بعد پرورش کے محتاج معاونت کے نہین رہتے پس اجتماع
اُنکا جماع کے وقت اور ایام بالیدگی تک ضرور ہے بعد اسکے ہر ایک منفرد رہ سکتا ہے اور
بعضے حیوان جیسے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور اقسام پرندون کے بقاء شخصی و نوعی مین معاونت
کے محتاج ہین پر بیان اُسکا کہ انسان بقاء شخصی کے واسطے اپنی افراد نوع کا محتاج ہے
یہ ہے کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و مسکن و سلاح وغیرہ اسباب اور اُنکی مبادی کی تیاری مین
خود بنفسہ مشغول ہوتا تو اُسے اور زراعت اور نجاری اور حدادی وغیرہ پیشون کے جو محتاج علیہ ہین
بہم پہونچانے پڑتے پھر اپنے تئین ہر ایک اشغال مذکورہ مین مصروف رکھنا ضرور ہوتا یہانتک
کہ غذا اور لباس و مسکن اُسکی موجود ہون تو بے شبہہ جب تک اسباب تیار ہون بے غذا و
لباس و مسکن کے رہنا اور سبب اسکی ہلاکت کا ہوتا بلکہ اگر اپنی ساری عمر ایک صنعت مین
ان صنعتون سے صرف کرے اُس تک عہدہ برا نہو سکے ولیکن جب مجتمع ہون تو اور ایک دوسرے
کی کمک و اعانت کرے اور ہر ایک شخص ایک ایک کام مین مشغول رہے اور معاونت و معاوضت
مین عدالت کی راہ پر چلین تو اسباب معاش بخوبی منتظم اور احوال اشخاص کے درست
اور سلسلے نوع کے باقی رہین اور جو چیز کہ اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ مضمون
اس نقل کا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے ہزار کام کرتے تب روٹی پکاکے

تیار ہوتی اور ہزار وایک کام سے سرد ہوتی حکیمون نے کہا ہے کہ ہزار ایک کام چاہیے
تب کوئی ایک نوالہ مُنہ مین اُٹھا سکتا ہے اور جب کہ اُنکے کامون کا بند و بست کمک و معاونت
پر موقوف ہے تو حکمت بالغہ الٰہی یہ چاہی کہ گروہ خلائق ارادہ اور طبیعت مین مختلف رہین تا
ہر کوئی جدا جدا صنعت اور رہم کی طرف قصد اور اُسکی تکمیل کی سعی کرے اسلیے کہ اگر سب کوئی
قصد مین برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے مین اشتغال کرتے باقی پیشے بیکار رہ جاتے اور سبب
اختلال کا ہوتا اسیطرح اگر فقر و غنا مین سب مساوی ہوتے کوئی کسی کی معاونت نکرتا
اس لیے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے مقابل کسیکو توقع نفع کی نہ رہتی اور اگر تمام دولتمند
ہوتے تو اپنی استغنائی کے سبب کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا پس جب اختلاف ہمم کے
سبب ہر ایک کو ایک ہنر لائق ہے اور اُسکی تکمیل کی کوشش کرے تو بمقتضا اختلاف
احوال کے ہر کسیکو کسی وجہ سے احتیاج دوسرے کی طرف ہو پس لازم ہے کہ ہر ایک دوسرے
شخص کے کام پر قیام کرے اور آپس کی معاونت سے سب کے احوال جس طور پر ہے منتظم ہون
اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنی نوع کیطرف اجتماع مین محتاج ہے اسی کو تمدن کہتے ہین
اور وہ مشتق مدینے سے ہے یعنی شہر کے درمیان اکٹھا ہونا اور مراد مدینے سے یہان بنا و
دیوار نہین بلکہ اُس قیاس پر ہے جو تدبیر منزل مین کہا ہے یعنے اجتماع عوام کا اسوضع پر جو
موجب انتظام امور کا ہو سکے اور یہ معنی اس قول کے ہین جو حکیمون نے کہا ہے الانسان مدنی
بالطبع یعنی محتاج اسکا ہے اپنی طبیعت کی اقتضا سے اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہین
اور جبکہ طبیعتون کی خواہشین گوناگون اور سب کوئی اپنی طلب نفع کے ساتھ عادی ہین پس
اگر اُنھین انکی طبیعت پر چھوڑین اور کوئی کسیکی اعانت نہ کرے تو ہمیاری کرنی اُنکی متصور
نہو اسلیے کہ ہر کوئی اپنے نفع کے خاطر دوسرے کی ضرر کا قصد کریگا اور آپسمین لوٹ مار چھینا
چھانی مار کٹ مار اخون خرابا کرینگے تو ایسی ایک تدبیر چاہیے کہ ہر ایک کو اُسکے حق پر راضی
رکھے اور ظلم و ستم کے دست کوتاہ ہون اس تدبیر کا نام سیاست عظمی ہے اس باب مین بھی جیسے
عدالت کے باب مین کہا ہے ناموس اکبر اور حاکم اور دینار کیطرف احتیاج ہے پر صاحب ناموس

وہ شخص ہو سکتا ہی جو خدا کے الہام و وحی سے اوروں پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی
اور معاملہ و دنیاوی کے احکام مین جسطور سے کہ سبب صلاح و معاش و معاد کا ہو مقرر کرے
حکیم اس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہی اور اسکے احکام کو ناموس اور متاخرین نبی و شعار اور احکام کو شریعت
افلاطون نے انکی شان مین کہا ہی کہ وہ لوگ بڑے قوی اور غالب ہین یعنی قوت عملی اور علمی مین
اوروں سے ممتاز ہین اسلیے وے غیب کے اسرار پر الہام الہی سے واقف ہوتے اور عالم کون و
فساد مین بخوبی تصرف کر سکتے ہین اور ارسطاطالیس نے انکی شان مین کہا ہی کہ وے لوگ ایسے
ہین کہ خدا کی مہربانی انپر بہت ہی پر حاکم وہ شخص ہو جو تایید الہی سے ممتاز ہو تاکہ افراد انسانی
کی تکمیل کرنی اور انکی مصلحت کے انتظام کرنے کی قدرت ہو حکما اس شخص کو بادشاہ علی الاطلاق
کہتے ہین اور اسکے احکام کو صناعت ملک داری کی متاخرین اسی امام اور اسکے فعل کو امامت
کہتے ہین اور افلاطون اسکو مدبر عالم کہتا ہی اور ارسطاطالیس نے اسکو انسان مدنی کہا ہے
یعنے وہ آدمی جو امور ملکی بخوبی انجام دیسکے جب کہ گروہ خلائق کی مصلحت کا سررشتہ ایسے عالیمقدار
کے کف کفایت مین ہو تو بے شبہہ انواع امن و برکت کے اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہونچے
جیسے اس زمان خجستہ آوان مین لطائف تدبیر پروردگار نے بموجب اسکے کہ کمان اسکے بنانیوالے
کو دیا چاہیے زمام مصالح ایام کی بادشاہ کامگار کے قبضہ اقتدار مین رکھی کہ اسکی عدالت کی دبدبے
نے آوازہ عدل نوشیروانی کو پست کر دیا اور اسکی عطوفت کی برکت نے دلون کے زخم کو جو حادثات
کے تیر سے چھد گئے تھے مرہم سازگار بنایا اور تدبیر عدل نے اسکے گرگ کو شبانی سکھلائی اور روزہ کو
پاسبانی اسکی ریاست کے دور مین سوا گل سوری کے کسی کو گریبان دریدہ نہ دیکھا اور نالہ
زار بغیر مرغان چمن کے کسی سے نہ سنا اور اسکی مہربانی نے مراسم عدل کے زندہ کرنے مین خاصیت
انفاس عیسوی کو ظاہر کیا اور عدل نے اسکے ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیے آفتاب کو ید بیضا دکھایا
اسکی عدالت کی عہد مین فتنہ بغیر چشم معشوقون کے نہ دیکھ سکیے وہ بھی خواب مین اور آشوب بدون
زلف خوبون کے نہ پا سکیے وہ بھی پیچ و تاب مین امید کہ خورشید اقبال اسکا قیامت تک آسیب
زوال اور کسوف وبال سے محفوظ رہے مدبر عالم کو پہلے چاہیے کہ احکام شریعت کے حفظ کا

استحکام کرے اور تصرف جزدیات امور کا بحسب مصلحت وقت کی جس وجہ پر موافق قواعد کلیہ
شرعی کی ہو اُسی کے اختیار مین رہے ایسا شخص حقیقت کی رو سے ظل اللہ اور خلیفہ اللہ اور
نائب نبی ہوتا ہے جیسے طبیب واقف کار حفظ اعتدال مزاج انسان کا کرتا ہے اُسی بھی لازم ہے
کہ مزاج عالم کی صحت کو جسے اعتدال حقیقی کہتے ہین نگاہ رکھے اور جب اُسمین اختلال راہ
پائے اعتدال کیطرف لائے پھر وہ شخص حقیقت مین طبیب عالم ہے اور اُسکی صناعت ہے طب کلی
کی اور جیسے اعضا بدن انسان کے اپنی باقی رہنے مین ایک دوسرے کا محتاج ہے مثلاً جگر محتاج دل کا روح
حیوانی اور قوت زندگانی مین ہے اور دل محتاج جگہ کا ہے روح طبیعی اور تغذیہ مین اور وہ دونون
محتاج دماغ کے ہین روح نفسانی اور قوت حسی مین اور دماغ محتاج اُن دونون کا ہے
حیات و تغذیہ مین اسیطرح اجزای نفسانی بھی محتاج ایکدوسری کا ہے بقا مین پس تمام و
کمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا ہے اسلیے اپنی نبی نوع کی ساتھ باہم مدد کرنے
کے طور پر آمیزش ضرور ہے وگرنہ عدالت کی قاعدے سے منحرف اور ظلم کی شانمین متصف
ہون اور جبکہ ایک گروہ ایسا جو آدمیون کی صحبت سے کنارہ کرتا اور بھاگتا رہتا ہے اور بنی
نوع کی معاونت سے کلیہ احتراز کرتا اور اسباب معیشت کا بار اونکی سر پر رکھ دیتا ہے اور
اسیکو زہد جانکر فضیلت سے قرار دیتا ہے حالانکہ یہ حالت محض جور ہے اسلیے کہ وے لوگ کھانی کپڑی
اور آدمیون سے لیتے ہین پر اُسکے بدلے کچھ اُنھین نفع نہین پہونچاتی اور اُسکی قیمت بھی نہین
دیتے اور جب عدم اسباب کی واسطے افعال رذیل اُنسے سرزد نہین ہوتے عوام الناس انکو
اہل فضیلتونمین سے قیاس کرتے ہین لیکن یہ نہایت خطا ہے اسلیے کہ عفت نہ ترک شہوت سے ہے
بلکہ عدالت کی وجہ سے اور عدالت یہ نہین جو کسیکو نہ دیکھے اُسپر ظلم نہ کرے بلکہ معاملات مین آدمیونکے
ساتھ انصاف وانتصاف کی طریق پر چلے ابوالحسن عامری کہتا ہے کہ قصہ خوان اُن لوگونسے بھی
بدتر ہین اسواسطے کہ باوجود اُسکے جو وے آدمیونسے توقع منفعت کی رکھتے اور اُنسے مال بھی لیتے
ہین لیکن کچھ نفع انکو نہین پہونچاتے ہین بلکہ اُوٹھین ایذا دیتے ہین اسلیے کہ جھوٹی باتونسے
اُنکو فریب دیکر اُنکی اوقات ضائع کرتی اور فضیلت کی تحصیل سے باز رکھتے ہین اور سعادت عدالت

کی طور پر اُسوقت میسر ہو کہ جب اُسکے قاعدے سے مطلع ہوں پر اُس سے خبردار ہونا بے پہچانے
اس علم کے قوانین کی سہل نہین ہے پس ہر شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضرور ہے تو معاملات
و معاشرات اُنکا عدالت کی طریق پر تحقیق ہو علی الخصوص بادشاہ کو جو سابق مذکور ہوا کہ وے
مزاج عالم کے طبیب اور امور بنی آدم کی مدبر ہین اور یہ علم عبارت ہے اُن قاعدونسے جو متعلق
عوام الناس کی مصلحت پر اسطور سے ہو کہ بسبب تعاون کی متوجہ ہوں کمال حقیقی کی طرف

دوسرا لمعہ محبت کی فضیلت مین جب کہ معلوم ہوا کہ کمال افراد انسانی کا اجتماع و تالف پر موقوف
ہے اور وہ بغیر محبت و الفت کی متصور نہین اور باوجود علاقہ محبت کی احتیاج عدالت کی نہین جیسے
آگے ذکر ہو چکا پس محبت افضل عدالت سے ہے اسواسطے کہ وہ ایک وحدت شبیہہ ہے طبیعی کی اور
عدالت شبیہہ ہے صناعی کی اور تحقیق ہو چکی ہے کہ طبیعی مقدم صناعی پر ہے اور جب محبت چاہتی ہے
کہ دوئی کا علاقہ درمیان سے اُٹھا دے تو اُسکی ساتھ احتیاج عدالت کی نہ رہی انصاف
نصف مین دو ٹکڑے کرنا ہے یعنے جو چیز کہ آدھوں آدھ جھگڑے کی ہے اُنہی اور شریک کی درمیان
دو حصے کر لیوے یہ معنی فرع ہے کثرت کی پر جسوقت علاقہ اتحاد کا مستحکم ہو تو احتیاج اُسکی نہین
رہتی قدیم حکیمون نے کہا ہے کہ قوام موجودات کا محبت سے بنایا ہے اور کوئی وجود کسیگونہ محبت سے
پر نہین خالی ہو سکتا ہے جو حقیقت مین اُسکی وحدت ہو اسیواسطے کیفیات جسمانی متضادہ مین
جیسے حرارت و برودت ہین مثلاً انہزام ہر ایک کا اُسکی ضد سے محسوس ہوتا ہے اور جمادات
و نباتات کی طبیعتونمین بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتا ہے اور عناصر مین میلان انکا طبیعت
کی گرد آوری سے مشاہدہ کیا جاتا اور افلاک مین وہ خود حرکت دوری ارادی کی صورت
ظاہر ہے جو مبدا اس حرکت کا عشق جوہر عقل کا ہے اور شوق توجہ اُسکی طرف ہے جیسا کہ حکمت کی
درمیان مقرر ہوا ہے اور بسبب خفا و ظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب نقص و کمال مین اختلاف
ظاہر ہوتا ہے اسلیے کہ محبت جو پرتو وحدت کا ہے مقتضا ہے بقا و کمال کا اور غلبہ جو فرع ہے کثرت کا
مورث ہے نقص و اختلال کا اور حکیمون کے فریق سے اس فرقے کو اہل محبت و غلبہ کہتے ہین چنانچہ
سابق مذکور ہوا اور دوسرے حکیم کہتے ہین کہ محبت تمام کائنات مین ساری ہے جیسا کہ گذرا ابیت

سرحب ازلی سبکے ہی دلمین ساری + ورنہ پھر گل کے لیو کرتی نہ بلبل فریاد + اور متاخرین کی
اصطلاح مین محبت ایسی مقام مین جہان عقل پائی نہ جاوے اطلاق نہ کرین عناصر کے میلان کو
جو اُنکے خیر طبیعی کیطرف ہی اور مرکبات کی آپس کی شوق و اشتیاق کی تئین بسبب تناسب مزاجی کے
جیسے آہن و مقناطیس کی درمیان اور اُنکی تباعد کو ایک دوسری سے واسطی تباین مزاجی کے
جیسی سنگ باغض النحل اور سرکہ اور اُنگی شالوئین ہی حب اور بغض نہین کہتے بلکہ اُسی میل
و ہرب کہتے ہین اور بی زبان حیوانون کی موانست و منافرت کو الفت و نفرت کہتے ہین اور
نوع انسانی کے بیچ محبت دو نوع پر ہی ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سی دوسری ارادی
جیسے الفت شاگرد کی اُستاد سی اور محبت ارادی کی چار نوع ہین اول یہ کہ جلد پیدا ہوتی
اور شتاب زائل ہوتی ہی دوسرے وہ جو بدیر ہو اور دیر رہی تیسری وہ جو بدیر ہو اور جلد جاے
چوتھی وہ ہی جو شتاب آئی اور دیر جائے اسلیے کہ سبب اِس محبت کا فقط لذت ہی یا فقط نفع یا کہ
فقط خیر یا مرکب انسی پر لذت سبب اُس محبت کا ہی کہ جلد پیدا ہوا اور فوراً زائل ہو اسلیے کہ
لذت جیسی بسہولت حاصل ہوتی ویسی بسرعت جاتی رہتی ہی اور نفع واسطہ ہی اُس اتحاد کا کہ
دیر سی حادث ہو اور شتاب تغیر پاے اسواسطے کہ نفع مشکل سی حاصل ہوتا اور آسانی سی جاتا
رہتا ہی اور خیر منشا ہی اُس محبت کا کہ جلد ہو اور بدیر جاے پہ جلد ہونیکا سبب یہ ہے کہ درمیان
اہل خیر کے مناسبت روحانی ہی اور دیر جانے کی جہت اتحاد حقیقی جو لازم خیر کا ہی پر مرکب سبب
ہی اُس محبت کا جسکا علاقہ دیر بندھے اور دیر کھلے اسلیے کہ اجتماع نفع و خیر دونون حالت کو
چاہتا ہی اخلاق ناصری مین یہ تقریر اسیطور سی مذکور ہی اور نظر دقیق یہ چاہتی ہی کہ مرکب لذت
و نفع سی انعقاد مین متوسط ہی اور انحلال مین سریع اور مرکب لذت و خیر سی انعقاد مین متوسط
اور انحلال مین بطی ہی اور مرکب نفع و خیر سی انعقاد و انحلال دونون صور تونمین متوسط ہی اور
اُن احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے اُنکی مقتضای اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہی اور اللہ تعالی دانا
تر ہی جاننا چاہیے کہ محبت صداقت سی عام ہی اسلیے کہ محبت بہت لوگونکی درمیان ہو سکتی ہی اور صداقت
اُس سی کمتر پر عشق سب سے خاص ہی اسلیے کہ ایک دلمین دو شخص کا عشق گنجایش نہین کر سکتا جو

عشق کہ افراط کے ساتھہ ہو جہت اُسکی طلب لذت ہی یا طلب خیر ولیکن پہلا عشق مذموم ہی
سابق تعبیر اُسکی عشق بہیمی سے کی گئی ہی اور دوسرا عشق محمود بیان اسکا عشق نفسانی سے ہو چکا ہی
حکیمون نے کہا ہی کہ نفع کو نہ استقلال کے طور پر اور نہ مداخلت کی وجہ سے کسی صورت سے عشق
مین دخل نہین ہی جوانون کی صداقت کا منشا بیشتر لذت ہی اور جبکہ لذت سریع الزوال
ہی تو انکی صداقت بھی محل تبدیل مین ہی اور پیر مردون اور اہل تجارت کی صداقت کا سبب فقط
نفع ہی اسیواسطے انکی دوستی کو استداد ہوتا ہی اور داناؤن کی صداقت کی جہت محض خیر ہے
اور جبکہ خیر ایک امر ثابت غیر متغیر ہے تو مودت انکی تغیر و زوال سے محفوظ رہتی ہی اور جسوقت کہ
بدن انسانی طبائع مختلفہ سے مرکب ٹھہرا پھر جو لذت جسمانی ایک طبیعت کے موافق ہو دوسری کا منافی
ہی اسی واسطے لذت جسمانی شائبۂ الم سے خالص نہین ہوتی اور جبکہ نفس انسانی جوہر بسیط
اور بوث تضاد سے منزہ و مبرا ہے تو جو لذت کہ اُسکے جوہر ذات کو ہو خالص ہو سکتی وہی لذت
حکمت ہی اور جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو وہ باقی مراتب محبت سے تام ہو اسے عشق تام اور
محبت الٰہی کہتے ہین ارسطاطالیس افلیطس سے نقل کرتا ہی کہ مختلف چیزون کے بیچ التیام و تالف:
تام ہو نہین سکتا لیکن متشاکل چیزین باہم مشتاق ہوتی ہین اُسکی شرح مین کہا ہی کہ جب جواہر
بسیط آپسمین متشاکل اور باہم مشتاق ہین ہر آئینہ انکے درمیان تالیف روحانی اور اتحاد معنوی
حاصل ہو اور مباینت مرتفع ہو جاے اسلیے کہ علاقۂ تباین مادیات کے لوازم سے ہے اور اُنہین امور کو
تالف ممکن نہین پھر انکے بیچ اصل و حقیقت کا ملنا کسطرح متصور ہو بلکہ نہایتون اور سطحون مین ہو سکتا
ہی اُس سے اور اُس اتصال سے بہت فرق ہی اور جبکہ نفس انسانی جوہر بسیط ہی جسوقت کدورت
جسمانی سے پاک ہو اور لذات طبیعی کی محبت پر محو ہو جاے تو بحکم مناسبت کے عالم قدسی مین منجذب
ہو اور بینائی کی آنکھون سے جمال شاہد حقیقی کا مشاہدہ کرے اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع
تجلیات الٰہی پر فدا کر دے تب وحدت کے مقام مین جو نہایت مقامون کی ہے پہونچے یہی مرتبہ
حق الیقین کا ہی اس رتبے والے کو بدن کے ساتھ علاقہ رکھنے اور نہ رکھنے مین چندان فرق نہین
ہے اسلیے کہ استعمال قواے بدنی کا جمال حقیقی کے مشاہدہ سے باز نہین رکھتا اور دونکو جو سعادت

عاقبت مین مترقب ہی اُسکے تئین اسی عالم کی بیچ حاصل ہو ابیات وہ کام آج کر کہ ہوے بینا تری نظر + حیران رہی جمال حقیقی پہ یہ بصر + افسوس شرم آنکھونمین تیری نہین ذرا + بیٹھا ہی لیس عید مین فردا کا منتظر + لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد بسبب اُسکی لذت کی کچھ دغدغہ باقی رہجاتا ہی اسلیے کہ ہرچند اس عالم مین بینائی کے نور سے اسما و صفات کی دقائق سے مطلع ہو کر وحدت ذات کو مشاہدہ کرے پر شہوت اثنینیت کے شائبے سے جو مقتضا عالم تعلق کا ہی خالی نہین ہو سکتا اور بے مزاحمت رقیبون کے خاطر جمعی سے تمام و کمال مشاہدہ کرنا بغیر خلوتخانہ تجرد کی میسر کہان اسیواسطے ہمیشہ رفع حجاب کا امیدوار ہو کر زبان حال کو استعمال سے ترنم رکھنا چاہیے ابیات غبار تن کا مری ہے حجاب چہرۂ جان + خدا کرے کہ مین اس چہرے سے نقاب اُٹھاؤن + نہ یہ قفس ہے سزاوار مجھ خوش الحان کا + ارم کا طائر قدسی ہون اُس چمن مین جاؤن + اور یہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطلق اور ذروہ مقامات خدا ترسون کا ہی بیت جو کچھ کہ ہے سو ہے عشق کہتا ہون اور کہا ہے + دکھاوے عشق تجکو باغ وصال جانان + بعد اسکے محبت اہل خیر کی ہی اسلیے کہ جب غایت اس محبت کی نیکی ہے تو خلل اُسکی طرف ہرگز راہ نہین پاتا بخلاف اور محبتون کی اسلیے کہ تھوڑے عارضہ سے وہ محل زوال کے ہوتی ہین چنانچہ مضمون اس آیۂ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین کہ دوستونمین سے آج کے دن بعضا بعضے کا دشمن ہے سوا متقیون کی خبر اُسکی دیتی ہی پر جو محبت بسبب منفعت بالذات کی ہو خواہ بدلوگون یا نیکونمین وہ سریع الزوال ہوتی ہی چنانچہ سابق بیان ہو چکا اور کبھی ہوتا ہی کہ سفر مین ایکساتھ رہے اور صحبتون کے سبب یہ دوستی پیدا ہو جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ مین اور سر اُسکا یہ ہی کہ انسان بالطبع مائل انس کا ہی اسی سبب اُسکو انسان کہتے ہین اور جب کہ اُنس طبیعی خواص انسانی ہی اور کمال ہر ایک شی کا اُسکی نوع کی خاصیت کی ظاہر ہونی مین ہی پس کمال انسان کا اپنی نوع کے ساتھ اُس خاصیت کے ظاہر کرنی سے ہو اور یہ خاصیت مبدا اُس محبت کی ہی جو مقتضا تمدن و تالف کا ہی اور ساتھ اُسکے کہ موافق حکم عقل کی مستحسن ہی شرع مین بھی اس بات کے لیے مبالغہ عظیم فرمایا ہی اسیواسطے حکم کیا ہی کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرین تا اہل محلہ اس اجتماع کی برکت کی سبب موانست کی زیور کر

آراستہ ہون پھر فرمایا ہی کہ سب اہل موضع ہر ہفتہ مین ایک جگہ مجتمع ہون اور نماز جمعہ کی
جماعت سی ادا کرین تا موانست اُنکے درمیان حاصل ہو پھر حکم کیا ہی کہ ہر سال دو بار روستائی
اور اہل شہر میدان وسیع مین جمع ہون اور نماز عیدین کی پڑھین تو اُنکے درمیان اجتماع کی
سبب الفت پیدا ہو لیکن اُسکو سب اُمت کی تئین ساری عمر مین موقف حج کی درمیان ایک بار
جمع ہونیکے لیے فرمایا اور اُسکو ایک وقت معین مین مقرر نہ کیا ہی تا موجب حرج کا نہو حکمت اسکی یہ ہی
کہ جمع افراد اُمت کی بیچ موانست حاصل ہو اور اُس سعادت سی جو اہل محلہ اور شہری اور بادشاہی
لوگونکو حاصل ہی محفوظ رہین اور اُس موقف کو بقعہ کی درمیان جو مقام صاحب شریعت کا مقرر
فرمایا تو اُس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی یاد اور اُسکی زیادہ محبت و تعظیم کرنیکا سبب ہوا اسلیے
کہ شریعت بے شبہہ اُسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہی اُن امرون کی ملاحظہ کرنے سی معلوم ہو
جو صاحب شرع کی غرض اُس سی تحقیق کرنا رابطہ وحدت اور اوٹھا دینا شبہہ کثرت کا بقدر امکان
کے ہی بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے مین شامل اُس غرض کی ملحوظ ہی اور جیسے نبیون کی نبوت
کرنی علم توحید کی جہت سی ہے عمل کی روسی بھی توحید کیطرف رجوع کرتی ہی یہین سی ہے کہ نماز
جماعت کی فضیلت مین وارد ہی کہ وہ ستر بار منفرد کی نماز سی بہتر ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ مین نے چاہا کہ آتش روشن کرون تا کوئی نماز جماعت کو نہ آوے اُسکے گھر مین آگ لگا دون
اور اُسی قسم سی وہ ترغیب و ترہیب ہی جو جمعہ اور عیدین اور حج کی نماز مین وارد ہوئی تتمہ احکام
محبت وہ ہی کہ اللہ تعالی کی محبت کی سوا اور محبت کا سبب لذت و نفع ہی اور زوال کی خلل ہی
سی خالی نہین پس ممکن ہی کہ دونون طرف سی ایکبارگی زائل ہو جاوے اور جائز ہی کہ ایک جانب سے
زائل ہو اور دوسری جانب باقی رہی اور جب سبب محبت کا ایک طرف سی لذت اور دوسری طرف
سے نفع ہو اُس محبت مین اختلاف سبب کی جہت شکایت بہت سی واقع ہو جیسے محبت مطرب
اور مستمع کی ہی مستمع گانیوالے کو واسطے لذت کی پیار کرتا اور مطرب سننے والے کو نفع کے سبب چاہتا ہی
اور محبت عاشق و معشوق کی اسلیے کہ عاشق اپنی معشوق کو مزے کے لیے پیار کرتا اور معشوق
فائدی کے واسطے اُس دوستی مین شکایت ہونیکا سبب یہ ہے کہ لذت کا چاہنے والا جلدی کرتا

نفع کا ڈھونڈھنے والا اپنے مطلب کے حاصل ہونے پر موقوف رکھتا ہی پھر موافقت انکی بہت کمتر
متصور ہو اسیواسطے عشاق ہمیشہ شاکی اور مظلوم رہتے ہین لیکن حقیقت مین وہ خود ظالم ہین
اسلیے کہ وے دیکھنے کے مزے اور وصل کی لذت کو شتاب چاہتے اور اُسکے بدلے نفع پہونچانے مین
دیر کرتے ہین اس قسم کی دوستی کو محبت توامہ کہتے ہین یعنی ملامت کی قریب اور جو محبت کہ درمیان
بادشاہ و رعیت حاکم و محکوم غنی و فقیر مالک و مملوک کی ہے وہ بھی بجہت اختلاف اسباب کے طرفین
کے شکوے سے خالی نہین اسلیے کہ ہر ایک اپنے صاحب سے کچھ طلب کرتا ہی جو اکثر اوقات مین نہین
ملتا اور مطلب کا ہاتھ آنا بے شبہہ سبب ملال کا ہوتا ہے جو مادہ شکایت کا ہی لیکن بدون عدالت کی
جو مستلزم رضامندی کا بقدر استحقاق کے ہی یہ فساد مرتفع نہین ہوتا پر محبت نیکونکی جسکا منشا
اسکا ارتباط روحانی و اتحاد جانی ہی عوارض نفع و لذت سے بری اور مقصود اُنکا فقط خیر ہی ہی
تبدل کو اُسمین کچھ دخل نہین اور مخالفت و منازعت کی شائبہ اور ملامت کے عائقے سے خالی ہوتی ہی
اور معنے اُسکے ہین جو ؟ نے کہا ہی کہ دوست تیرا وہ شخص ہی جو حقیقت مین تو ہو اور ظاہر مین تیرے
غیر ہو یہ کبریت احمر کی مثال نایاب ہی شیخ ابو علی سینا نے رسالہ طیر کے مطلع مین اس قسم کی دوستی
کی کمیاب ہونیکا مبالغہ کیا ہی اسلیے کہ اکثر آدمی کو حقیقت غیر سے اطلاع نہین اور محبت اُنکی لذت یا منفعت
پر مبنی ہی پھر جسکی بنا عوارض پر ہو بسبب عوارض کے زائل ہو جاے اکثر بادشاہونکی محبت رعیتون کے
ساتھ اس جہت سے ہے کہ وے رعایا کے لیے منعم و مفضل ہین اور بنابر منعم منعم علیہ کو دوست جانتا ہی
محبت باپ کی فرزند کے ساتھ اس جہت سے ہے کہ اُسپر حقوق رکھتا ہی وہ بھی اسی قسم کی ہی یہ
دوسری وجہ سے اُسکی محبت فرزند سے ذاتی ہی اسواسطے کہ اُسے اپنے برابر جانتے اور اُسکی صورت کو
نتیجہ حیات کا خیال کرکے اُسکی شکل لوح فطرت پر ثبت کرلی فی الواقع یہ نیک تصور ہے کیونکہ باپ
اُسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی اور وہ اُسکے بدن کا جزو اور خلق و خلق مین اُسکی برابر ہی اسیواسطے
باپ خود جس کمال کو چاہتا ہی فرزند کے لیے بھی اُسکی خواہش کرتا بلکہ چاہتا ہی کہ فرزند اُس سے
بہتر ہو اور اپنے سے فرزند کے لائق ہونے پر خوش ہوتا اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اسی قسم سے
حساب کرتا ہی کہ گمین کہ اب وہ خود اکمل ہی اُس سے جو سابق تھا جیسے اس بات سے خوش ہوتا ہے

فرزند کے تفضل سے بھی خوش ہوتا ہے سوا اُسکے فرزند کی محبت کے لیے ایک سبب دوسرا ہے کہ باپ
اپنے تئین اوسکا منعم اور مفضل گمان کرتا ہے جیسا سلطان و رعیت کی مثال مین بیان کیا گیا جسقدر
تربیت اُسکی زیادہ کرے یہ محبت بیشتر ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ اُسکے وسیلے سے توقع مطالب و
مقاصد کی رکھتا ہے اور اُسکی ہستی کو من بعد اپنی بقاے ثانی جانتا ہے یعنی اگرچہ اکثر باپ کو
تفصیلاً معلوم نہین ہوتی لیکن ایک نوع شعور اُسکا اجمالاً رکھتا ہے تشبیہ اُسکی یہ ہے کہ جیسے
کوئی کسی صورت کو پردے کے بیچ مشاہدہ کرے محبت اور اُسکے غیر کے حاصل ہونے مین اس قسم
کا علم کافی ہے اور فرزند کی محبت کے ساتھ اسکی محبت کمتر ہے اسلیے کہ وجود اسکا اُسکے وجود کا سبب
اور اُس سے متاخر ہے اور ایک مدت کے پیچھے اس حال سے خبردار ہوتا اسی واسطے جب تک
باپ کو نہ دیکھے اور ایک مدت اس سے انتفاع نہ اُٹھاوے محبت اُسکی حاصل نہ کر سکے اسیواسطے
شریعت کے درمیان فرزند کو والدین کی محبت کے لیے اور اُنکے حق کی رعایت کرنے کو حکم کیا
ہے بدون عکس کے پر بھائیون کی دوستی باپ بیٹے کی محبت کے درجے سے کمتر ہوتی ہے اسلیے کہ وے
رتبے اور وجود کے سبب مین مشارک ہین اور مشارکت منازعت سے خالی نہین ہوتی بعضے
حکیمون سے پوچھا کہ بھائی بہتر ہے یا دوست بولا کہ بھائی جب کام آوے کہ اگر دوست ہو اور چاہیے
کہ بادشاہون کی محبت رعایا سے محبت پدری کی مثال ہو اور اُنکے ساتھ شفقت اور مہربانی
کا طریق مرعی رکھے اور رعیت کو لازم ہے کہ اطاعت و انقیاد و اخلاص کی راہ پر چلے اور اُس
بادشاہ دانا کا اقتدار کرے اور ظاہر و باطن مین کسی صورت سے اقدام اِسکا نکرے جو سلطان
کی شان کے لائق نہین ہے اور جو چیز کہ اُسے میسر ہے اُس سے خدمت اُسکی واجب جانے چنانچہ
بزرگون نے کہا ہے کہ سب آدمیون کو چاہیے کہ بادشاہ عادل کے لشکر ہون تا باغیون مین سے
نہون اور جو ظاہرا خدمت اُنسے نہوسکے تو تہ دل سے دعا مدد کرین اُسمین بھی وہ اُسکے لشکریون
کے شمار مین داخل ہو سکین اور چاہیے کہ رعایا آپسمین بھائیون کی مثال ایک دوسرے کا مہربان
اور وجہ معاش کا ممد ہے اور باندازہ استحقاق اپنے حق کو لے تا فضاے زمین و زمان عدالت کے
نور سے روشن اور عرصۂ جہان مہربانی و الفت کی برکت سے مثال گلشن ہو اور جو اسوجہ پر نہو تو

آئین سلطنت کا ٹوٹ جای اور مصلحت کا انتظام جلد منتشر ہو ہم اس سی خدا کی پناہ مانگتے ہین
اور محبت کے بہی کتنے مراتب ہین پہلا محبت خداوند تعالی کی کہ منبع نیکیونکا اور معدن کمالون
کا ہی پر یہ محبت حقیقت سوای اُس عارف ربانی کی جو بقدر طاقت کی صفات جمال اور قوت جلال
الٰہی پر مطلع ہو حاصل نہین ہوتی ہی اسلیے کہ بی حصول معرفت کی محبت متصور نہین اور جو کوئی
بدون علم و معرفت کی محبت الٰہی کا دعوی کرے وہ جاہل مغرور ہی اور حضرت پیغمبر خدا صلوٰۃ اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مضمون یعنی اللہ جاہل کو کبھی دوست نہین رکھتا ہی صریحاً اُس کو
جھوٹا بناتا ہی چاہیے کہ یہ محبت باقی مراتب سی اعلی ہو اسواسطی کہ اور مرتبہ کو اُسکا شریک ٹھہرانا
محض شرک ہی دوسرا مرتبہ محبت والدین کی ہی کہ وہ اُسکی ہستی کا سبب صوری ہین یہ مرتبہ بعد
اُس مرتبہ کی ہے اور کسی محبت کو یہ رتبہ نہین ہی مگر چاہیے کہ شاگرد کی محبت اُستاد کی ساتھ اس سی
بھی مؤکد ہو اسواسطے کہ اگر باپ اُسکی وجود و ترتیب جسمانی کا سبب قریب ہے لیکن معلم سبب اُسکی
کمال و تربیت روحانی کا اور اُسی صورت انسانی مین لاتا ہی بلکہ حقیقت مین اُستاد پدر روحانی
ہے پس جسطرح روح کی تئین جسم اور پر شرافت ہی اسیطرح سی اُستاد کو باپ پر اور پس محبت اُسکی بوجہ
حقیقی کی محبت سی فروتر اور باپ کی محبت سی بالاتر ہی سکندر سی پوچھا تو باپ کو چاہتا ہی یا اُستاد
کو بولا کہ اُستاد کو اسلیے کہ باپ سبب ہی حیات فانی کا اور اُستاد وسیلہ ہی جاویدزندگانی کا اور حدیث
مین وارد ہوا ہی کہ تیری باپ تین قسم کی ہین جس سے تو پیدا ہوا اور جسنے تجھی علم سکھایا اور جسنے تجھے
بیٹی دی پر اُنسے بہتر وہ ہی جسنے تجھے علم سکھایا اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سی منقول ہی
کہ جسنے مجھے ایک حرف سکھایا پس بی شبہہ اسنے میری تئین غلام بنایا اور جب محبت اُستاد کی اس تجر
سی مؤکد ہی تو محبت صاحب شرع کی جو ہادی حقیقی اور مکمل اولی ہی بعد محبت حق سبحانہ وتعالی کے
سب محبتونسی مؤکد ہو اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہین
ہو سکتا جب تک کہ اللہ کو اپنی اور اپنی اہل خانہ اور اپنی فرزند سی زیادہ تر نہ چاہی بعد محبت صاحب
شریعت کی دوستی خلفاء راشدین کی جو ائمہ دین اور ایوان یقین کی مصباح اور ابواب ہدایت
کے مفتاح ہین مؤکد جانے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنی دوست جانا میرے اصحابونکو پس وہ دوست

جانتا ہی میری تیئن مین دوست جانون اُسکو اور جسنے بغض رکھا میری یار دنسی پس وہ بغض رکھتا
ہی مجھسے مین بغض رکھتا ہون اُس سی اور دوسری حدیث مین ہی کہ جسنے محبت کی عالمونسی پس
بے شبہہ محبت کی اُسنی مجھسے اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ جسنے علما کی تعظیم کی اُسنے میری تعظیم کی
تیسرا مرتبہ رعایا کی محبت بادشاہ کی ساتھ اور بادشاہ کی محبت رعایا کی ساتھ اور بعضون نے
رعیتون کی محبت کو بادشاہ کی ساتھ باپ کی محبت سی موکد کہا ہی یہ قول یقیناً تحقیق کے نزدیک ہی
اسلیے کہ بغیر سیاست سلطان کے باپ کو نفع پہونچانا متصور نہین ہی اور جیسی باپ تدبیر بیٹی کی کرتا
ہی بادشاہ باپ اور بیٹی دونون کی تدبیر کرتا ہی چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و شرکا کی اس طور پر کہ
جو جس مرتبے کا ہو اُسکے رتبے کے لائق طریقہ آمیزش و اختلاط ملحوظ رکھی اسلیے کہ رعایت حقوق مین
خلل ڈالنا سبب ظلم اور موجب فساد کا ہی اور صداقت کی خیانت اموال کی خیانت سی بدتر
ہی اسواسطے کہ وہ خیانت صفات روحانی کیطرف جو اشرف جوہر جسمانی سی ہین رجوع کری ارسطا
طالیس نی کہا ہے کہ محبت معشوق کی جلد جاتی رہتی ہی جیسے ملمع چیزین جلد بگڑ جاتی ہین تو چاہیے
کہ خالق و خلق کے ساتھ طریق عدالت کا سلوک رکھی اور ہر ایک شی ایسی محبت جو حق اُسکا ہی حاصل
کری اور مطابق اُسکے عمل مین لاؤ کہ خالق کے ساتھ اطاعت و طلب مناسبت مین اور معشوق
کے ساتھ بطریق قربت کی پیغمبرون اور ائمہ دین کے ساتھ انقیاد احکام اور مراعات تعظیم و حرمت
مین اور سلاطین کی ساتھ اُنکی بزرگی اور تابعداری مین اور والدین کے اکرام و خدمتگزاری
مین اور ہر ایک عوام الناس کے ساتھ رفق و آمیزش مین حکیمون نی کہا ہی کہ محبت منعم کی
منعم علیہ کی ساتھ بیشتر اسکی عکس سی ہے اسلیے قرض دینوالا اور احسان کرنیوالا قرض کی لینے
والے اور مانگنے والے کو پیار کرتا ہے اور اپنی ہمت اُسکی باقی رہنے کی لیے مصروف رکھتا ہی لیکن
قرض دینوالا جبکہ اپنی حق لینے کی لیے سلامتی قرضخواہ کی چاہتا ہی تو حقیقت مین وہ اپنی مال کو
دوست رکھتا ہی بخلاف دوستی محسن کی محسن الیہ کے ساتھ اسلیے کہ وہ بلا توقع کسی منفعت کی اپنی
اسی دوست جانتا ہی بلکہ اس جہت سی کہ وہ اُسکے اثر کا قبول کرنیوالا ہے پر محسن الیہ کو اس قسم
کی محبت اُسکے محسن کی ساتھ نہو بلکہ وہ احسان کو بالذات اور محسن کے تیئن دوست

بالغرض جانتا ہی اور محسن سعی کرتا ہی کہ محسن الیہ کو کسیوجہ سی نفع پہونچی پس یہ صورت شبیہ
اُس شخص سی رکھتی ہی جسنے دولت رنج و مشقت سی جمع کی ہو ہر آئنہ اُسکو عزیز جانتا ہی اور اُسکے
خرچ کرنے مین شرط احتیاط کی بجالاتا ہی بخلاف اُس شخص کے جسکو بغیر محنت کی مال حاصل ہو
اور وہ کچھ اُسکی قدر نہ جانی اور اُسکے صرف کرنے مین احتیاط نہ کرے اسواسطے مان اپنی فرزند
کو باپ کی نسبت سی بہت چاہتی ہی اس واسطی کہ وہ فرزند کے لیے بہت سی دُکھ درد سہتی اور
اُسکی پرورش مین بہت سی تکلیف اُٹھاتی ہی اور اُسی قسم سی ہے شاعر کا عزیز جاننا اپنی اشعار کو
اور غرور اُسکا اس شعر کی سبب زیادہ دوسرے دنکی ہوتا ہی اور جب کہ محسن الیہ لینے والا ہی او
لینے مین کچھ محنت نہ چاہیے تو بالضرور محبت اُسکی محسن کے ساتھ اس مرتبہ مین نہو پس ان
مقدمات کی سبب محبت محسن کی محسن الیہ کی ساتھ بشتر عکس سی ہوگی ولیکن محبت کی قسمون سی
بہتر وہ محبت ہی کہ منشا جسکا خیر اور کمال حقیقی ہو اسلیے کہ وہی لذت عقلی ہی اور جوہر نفوس کے
ساتھ اُسکا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھ اسی سبب سی اس محبت کے قاعدی اختلال کی علامات
سی مامون و محفوظ رہین اور سعایت و نمیمہ کو اُسمین دخل نہین ہی بخلاف اور محبتون کی کہ اُنکے
سبب کے زائل ہونے سی جاتی رہتی ہین چنانچہ مضمون اس آیت کا جسکے معنی یہ ہین کہ آج کی دن
دوستون مین سی بعضا اُنکا بعضے کا دشمن ہی سوا پرہیزگارون کی مشعر اُسکا ہی پر یہ لذت حقیقت مین
اُسوقت حاصل ہو کہ ملکات فاضلہ کی حاصل کرنے سی فارغ ہوا اور جوہر روح کی ساتھ مشغول ہو
یہانتک کہ عالم عقلی اور اُسکے درمیانسی حجاب اُٹھ جای اور وحدت خالص اور حق محض اور
نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا مشاہدہ متحقق ہو **بیت** وہ یار جو تھا پردہ اسرار مین نہان
اب سوزش عشق سی آغوش مین آیا۔ یہ رتبہ مراتب کمالات سی بلند تر ہی اسی واسطے حکیمون
نے اُسکو سعادات انسانی کی مدارج سی فوق المراتب اعتبار کیا اسلیے کہ جبتک آئنہ ہستی قوای
طبیعی کی آثار اور تعلقات جسمانی کی غبار سی صاف و مصفا نہو جمال اُس کمال کا دکھائی ندی
جبتک سالک اپنی خودی کے مقام سی جو منزل مقصود کی نسبت نہایت دور اور راہ دراز ہے
نگذری صحن وصل مین پہونچ نہ سکی **بیت** وصال یار تو چاہی اگر خودی کو چھوڑ۔ کہ اُسکے اور ترے

جز تری نہین حائل **بیت** کہتے ہین کب بجھکو ملی دولتِ وصال ۰ اپنے تئین مین چھوڑ چلا اُس کی
راہ مین ۰۰ ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ جب خداوند تعالیٰ کسیکو چاہی اُسکا تعاہد کری جیسے دوست
دوستون کی ہر ایک مصلحت کا تعاہد کرتے ہین اور اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ یہ ایک لفظ ہی
ہماری زبانمین نہین بولتی ہین پر یہ بات ظاہر ہی اسلیے کہ نظیرین اُسکی کتاب اور حدیث مین
بہت ہین جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور وہ اللہ دوست رکھتا ہی نیک کام کرنیوالونکو اور بسر
کرتا ہی میرے تئین اللہ اور وہ نیک وکیل ہی بلکہ حدیث قدسی کی درمیان زیادہ اس سے وارد
ہی جیسا کہ فرمایا پس جسوقت کہ دوست رکھا مین نے اُسکو تو ہوا مین کان اُسکا اور آنکھ اُسکی
آخر حدیث تک اور دوسری حدیث مین ہی جس شخص نے دوست رکھا میری تئین قتل کیا مین نے
اُسکو اور جس کو قتل کیا مین نے پس دیت اُسکی مجھ پر ہی اور جسکی دیت مجھ پر ہی پس مین دیت
اُسکی ہون اور ارسطاطالیس نے بھی کہا ہی لکھا ہی کہ ہمت آدمی کی انسی ہو اگرچہ عاقبت اُسکی
اُنسی ہی اور بھی لکھا ہی کہ مرد ہی حیوانون کی ہمت پر راضی ہو اگرچہ آخر اُسکی موت ہی بلکہ اپنے
جمیع قوا کو حیات انسی کے حاصل کرنے مین صرف کری اسلیے کہ اگرچہ وہ جثہ مین چھوٹا ہی تو ہمت کی
روسے بزرگ ہی اور عقل کی روسی تمام مخلوقات سے شریف تر ہی اسلیے کہ وہ ایک جوہر خدا کے حکم کر
سب چیزون پر غالب ہی اور تحقیق اس بات کی اس مقام مین یہ ہی کہ اہل فکر کے مطابق اور ارباب
ظاہر کی دلیل کی موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت بیچون کے ارادہ قدرت کے وسیلے
سے دریای غیب سے شہود کے کنارے مین آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا حکیمون کی اصطلاح مین
اسے عقل اول کہتے ہین اور بعضے اخبار مین تعبیر اُسکی علم اعلیٰ سے کی ہی اور اکابر اہلِ کشف و تحقیق
کے اُسکو حقیقت محمدیہ کہتے ہین اُس جوہر نورانی نے اپنے تئین اور اپنے موجد کو اور انکو جو اپنے
موجد سے بسبب اُسکے پیدا ہو سکین افراد موجودات سے جیسے کہ تھا اور ہی اور ہوگا جانا اور ظہور
و پیدائش مین سے ہے جو کچھ کہ ہی اسکے علم پر مشتمل اور اُسکی حقیقت مین داخل ہی اور بھی جیسے تخم
مین شاخ اور پتے اور پھل ہوتے ہین پھر وہ مجمل جس تربیت کے موافق اس جوہر مین مکنون ہین
عرصۂ شہود مین تفصیلا نمود ہوتے جاتے ہین خدا جسے چاہے مٹا دے اور جسے چاہے ثابت رکھے اور

اسی کے نزدیک اصل کتاب ہی اور جب وقت ایجاد سلسلۂ عالم کا بمقتضائے رحمت یزدانی کے
جوشاں ہی تمام موجودات گیہانی یعنے عالم جسمانی کو مقام تغیر اور محل تبدیل کا ہی اور مظہر ہے
انواع تجلیات الٰہی اور اُسکی آثار غیر متناہی کا پہونچا تب حکمت کاملہ الٰہی نی اس عالم کے انتظام
کا علاقہ ایک ایسی شی جو باعتبار اپنی ذات کی ثابت اور بنظر صفات کی متغیر ہی **بیت** عجب وہ ثابت
و مضطر ہمین نظر آوی ٹلے نہ اپنی جگہہ سی بھی اور ٹھہرا نہ رہی + یعنی چرخ گردندہ پر موقوف رکھا
تا اُسکی حرکت دوری سی نادر نادر وضعین صحرای بالقوہ سی آبادی بالفعل مین پیدا ہون اور اُسکی
ہر ایک وضع خاص پر جو حادثۂ معین موقوف ہی سو عرصۂ وجود مین تقرر ہو اور ہر وقت حوادث کی
مبدای قریب سی جسے عقل فعال کہتی ہین اور وہ افراد عقول کی انتہا ہی سلسلۂ ہستی کی ہر ایک صورت
جدید ہیولا عناصر کے آئینہ مین جلوہ دے پھر جس وقت ایجاد کی نوبت موالید ثلثہ تک منتہا ہو چکی
اس حکیم علیم نے بزرگ ہی قدر اُسکی اور باریک ہی حکمت اُسکی یہ چاہا کہ مراتب سابق کی تمام کمالات
پیدایش انسانی مین جو اشرف ہی انواع حیوانات سے مجتمع ہو کر عقل قدسی کی فضیلت جو مبدا ایجاد
کی تھی اس شریف نوع کی نیچے بصورت عقل مستفاد کی ظاہر ہو اسلیے کہ جب نفس انسانی اسی
رتبے مین پہونچے تو عالم علوی سی جو مرتبہ عقل ہی ملجای اور انتہا کا نقطہ ہدایت پر منطبق ہو کر ہستی کا
دائرۂ قوس نزولی و صعودی سی سرانجام پائی **بیت** یہ وہی شی ہی کہ پہلے عالم علوی سی وہ +
آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان + پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل قدسی کتاب آفرینش کا دیباچہ
ہی عقل انسی اُسکا خاتمہ ہی مانند تخم کے جسنی شاخ اور برگ کی صورت مین پھیل کر کثرت کی مقامون کا
سیر کیا پھر وحدت کا لباس پہنکر اپنی اصل کیطرف راجع ہوا لیکن اسرار اس سیر دوری کی
موجودات کے ہر مرتبے مین روحانیت سی ہو یا جسمانیت سی علویات سی یا سفلیات سے ساری ہی اسکی نمود
جو واسطے نظام عالم اجسام کی ہین حرکت دوری وضعی کی صورت مین اور اجسام نامیہ مین حرکت
مقداری نموی اور ذبولی کی شکل مین اور نفس ناطقہ انسانی مین حرکت فکری کی درمیان پر حقیقت مین
یہ سب ظل ہی حرکت ذات حق کا اور ذاتی ہی جسے اساطین ائمہ ذوق و شہود کی عرف مین تجلی لذاتہ
لذاتہ کہتے ہین کما ہی **بیت** آپ ہی ماتا آپ ہی پتا آپ ہی اپنا بالا ری + اپنی گودی آپ ہی

کھلے ہو کر ہو من لالاری + آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی خرچنے والا ری + آپ بقا ہوکی
سہونچا مانگی ہاتھ پکڑ پیالا ری + حکیمون نے کہا ہی کہ بعضے آدمی بسبب نجابت نظری اور طہارت اصلی
کی ملکات ردیہ سی مجتنب رہتے ہین پر یہ فریق کم ہی اور بعضے بنابر اُسکے کہ وہ فکر و رویت سی رذائل
صفتون کی بُرائی سی واقف ہوتے اور اُنسے احتیاط کرتے ہین یہ گروہ متوسط ہی اور بعضے وعید
و تہدید اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید پر بُری کامونسے محترز ہوتے ہین یہ لوگ بہت ہین و لیکن
گروہ اول کا نیک ہونا اصل پیدائش سے ہے اور فریق ثانی کا بسبب تعلیم کے اور ثالث کا از روے
شرع کی ہے نسبت شریعت کی اس فریق سی مانند نسبت پانی کے ہی اُس شخص کی ساتھ جسکے خلق مین کھانا
اٹکے اگر شریعت کی تاثیر سی متادب نہو تو ویسا ہی ہی جیسے کسی شخص کی خلق مین پانی اٹک رہی اور اُسکی
چھوڑانیکی کچھ متصور نہو اور شک نہین کہ فرقۂ اول سب سی اشرف ہی پر یہ مرتبہ نبیون کو ہوتا ہی
یہین سی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کی شان مین جو انکا بر اصحاب مین سے
تھا فرمایا ہی کہ صہیب وہ نیک بندہ ہی بالغرض اگر اُسے ڈر خدای تعالیٰ کا نہوتا تو بھی گناہ پر اقدام نکرتا
تیسرا لمعہ مدنیہ کی قسمو نمین حکیمون نے کہا ہی تمدن دو قسم ہی ایک وہ ہی جسکا سبب جنس سی خیرات
کے ہو وہ مدنیہ فاضلہ ہی دوسرا گروہ ہی کہ سبب جسکا جنس سی شرکی ہو اُسی مدنیہ غیر فاضلہ کہتے ہین پر
مدنیہ فاضلہ ایک نوع سی زیادہ نہین ہی اسلیے کہ راستی عیب کثرت کی مبرا ہوتی اور نیکی کی طریقے
بھی متعدد نہین لیکن مدنیہ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین ایک وہ جو لوگون کی مجتمع ہونے کا سبب
غیر قوت نطقی ہو جیسی قوت غضبی و شہوی مثلاً اسی مدنیہ جاہلہ کہتے ہین دوسری وہ ہی جو قوت نطقی کے
علاقہ سے خالی نہین پر اسکو خادم اور تو اکار کہتے ہین اور بیچ انکی اجتماع کا سبب تے تی ہی اور اسکو مدنیہ فاسقہ کہتے
ہین تیسرا وہ جو انکی اکٹھی ہونیکا سبب بھی اُن عقیدے کے اتفاق پر ہو اسے مدنیہ ضالہ کہتے ہین جبکہ حضرت جہانپناہ جنت مکانی کی اقبال کی برکت سے جو

مدبر امور زمانی ہین تمام ممالک محروسہ مدن فاضلہ کے برابر ہو گیا ہی اور بحکم تضاد کے مدن غیر فاضلہ
کا حال مدن فاضلہ کی احوال سی معلوم ہو سکتا ہی تو کمیت قلم کی عنان مدنیہ فاضلہ کی میدان تفصیل
کیطرف پھیرنا بہتر جانا اور وہ اُس شہر کو کہتے ہین جسکے رہنے والون کی باہم رہنے کی بنا نیکیون کے
قاعدے اور بدیون کے اُٹھ جانے پر مبنی ہو پھر بیشک وہان کے سکان درست عقیدے اور نیک عمل مین

متفق ہون باوجود اشخاص گوناگون اور جدا جدا احوالون کے اُنکے چال وچلن کی روش موافق رہے اور ایک ہی مقصود کی طرف متوجہ ہون اور جب بسبب اُس حکمت کی جو سابق مذکور ہوئی نفوس انسانی مراتب نطق وامتیاز مین تفاوت ہین اور مرتبہ اعلی جسے نفس قدسی کہتے ہین عالم عقول سے متصل اور مرتبۂ اسفل جو بدن کثیف سے متعلق ہے بندھا ہوا چار پایون کے گھر مین ہے پس عقل وشعور اُس جماعت کی دین و دنیا کے امور مین جو شرع وحکمت کے اسرار دقیق مین سے ہین ایک درجے پر ہو نہین سکتی پس اتفاق عقائد کا جنکی طرف اشارہ کیا اس طریق سے متصور ہے کہ سب کوئی ایک امر مجمل مین شریک رہین اگرچہ غیر محقق اس کی تفصیلون سے مطلع نہو بیان اُسکا اسطور پر ہے کہ طبقہ عالیہ جو تایید الہی سے مؤید اور لوث تعلق سے مجرد ہین مبداء حقیقی کو صفات جلال اور سمات جمال کے ساتھ جانین اور سلسلۂ موجودات کی کیفیت صدور پر اُسکے مبداء سے جس ترکیب سے ہے مطلع رہین اور معاد نفوس کو جس وجہ سے مطابق نفس الامر کے ہے تصور کرین اور جب روح کو اُس پیدائش مین کتنی قوتون سے علاقہ ہے جنکے سبب معانی کی صورتونکو دریافت کرتی جیسے حس مشترک اور خیال اور وہم ہر مثلا اور اُن قوتون کے واسطے بحسب اختلاف آمیزش جنکی صفا وکدورت کے مراتب ہین اور کسیوقت کیا خواب کیا بیداری مین اُنمین سے کوئی قوت بیکار محض نہین رہتی پس جسوقت ادراک اُن لوگون کی اُن حقائق کی صورتون سے منقوش رہین ہر آئنہ اُن قوتونکی آئینہ مین مثالی صورتین جو اُن معانی کے مناسب ہین منعکس ہوتی ہین اسلیے کہ ادراک معانی خالص کا بے شائبہ صورت حسی ووہمی کے نشأت تعلقی مین ممکن نہین اور نسبت اُن صورتونکی جو خیال ووہم سے حاصل ہوئی ہین اُن حقائق کے ساتھ ایسی ہے جیسی نسبت مثل وخیالات کی ہے اعیان موجودات کے ساتھ پر وے امثلہ اُن مثالون سے الطف ہین جو جسمانیات مین متصور ہون اور وہ نور بصیرت سے جانین کہ وہ حقیقت ماورای خیالی صورتون اور وہمی معنیون کی ہے یہ گروہ اعاظم اولیا اور اساطین حکما کے ہین اور اس مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہے جو تعقل صرف سے عاجز ہے اور نہایت رسائی اُنکی معانی وہمیہ تک ہی ہوجاتی ہین کہ وہ حقائق اُن قیدونسے منزہ ہین اور

وہ اپنے عجز اور فریق اول کی رجحان معرفت کی معترف ہین یہ گروہ اہل ایمان ہی اور اُس
درجہ سی فروتر ایک گروہ ہی جو تصورات وہمی پر بھی قادر نہو اور پہونچ اُسکی مبدا و معاد
کی پہچانین خیالی صورتون سی آگے نہین پر وہ پہلے فریق کی ترجیح اور اپنے عجز کا معترف
ہی یہ گروہ اہل تسلیم ہی اور اُس جماعت کی درجے سی پایئن تر کوتاہ نظرون کا فریق ہی جو محسوسات
کی مقام کے سوا دوسرے مرتبہ کو ہرگز تصور نہین کرسکتا وہ اسی ظاہری صورتون پر اکتفا کرتا
ہی اُن لوگون کو مستضعفین کہتی ہین جبکہ ہر ایک شخص بقدر وسعت کی جہد و کوشش کری اور اپنی
اپنی استعداد کی موافق مرتبۂ نہایت کو پہونچی تو عقلا کی نزدیک بدنام نہو بلکہ وہ سب قبلۂ حقیقت
کیطرف متوجہ رہین جب صاحب شریعت علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات تمام خلائق مین مبعوث
ہین تو بلا شبہہ بموجب اُسکی کہ ہمین حکم کیا ہی جو آدمیون سی اُنکی عقل کے موافق بات کرین سب باتین
اُنکی ایسی ہون کہ ہر کوئی بقدر حوصلہ استعداد کے فائدہ وافر اوٹھا دی تا اپنے نفوس ناقصہ
کی تکمیل کرنے کے لیے بحسب اختلاف مدارج کی کافی ہوسکے اور زلال کمال کی پیاسون سی ہر
ایک شخص اپنے اپنے ذوق و شوق کے مطابق طلب کی پیاس بجھادی شعر جو اس میخانی مین
لادی تو خم بھر لیوی فیضون سی + اگر جام ایکہی لادی سوا اوس سے نہین پاوے + اسی سبب
سے ہی کہ آیات اعجاز غایات کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات حضرت خاتم النبیین کی جنکی
بنا احکام کی استواری اس مرتبے پہ جو شائبہ انہدام کو اُسکے قاعدے کیطرف دخل اور رخنہ
انقطاع کے تئین اُسکے رشتۂ انتظام کی گرہ کھولنی کی طاقت نہین ہی کبھی بطریق محکم اور کبھی
بطور متشابہ کی وارد ہین اور معانی کی حقیقتونکو کبھی دقائق تنزیہی کی ضمن مین عقل قدسی کے
نزدیک جو بازار تجرید کا مبصر ہی ظاہر کیا اور کبھی صور خیالی و اشباہ مثالی کی لباس مین عقل ظاہر
بین کو دکھادیا **بیت** زندہ رکھتی جان و دل کو اُسکی خوبی کی بہار + رنگ سی ظاہر مین گو اور
بو سی دل آگاہ کو + اور حکما بھی کبھی رحیق تحقیق اور زلال معانی کو قیاس برہانی کے کاسہ
مین کرکے بزم طلب کے بیٹھنے والون کے آگے دہرتے اور کبھی شربت معرفت کو مخیلات شعری
کے پیالی مین ڈھال کر مترشدان نونیاز کو پلاتے ہین اور کبھی اقناعیات کی ساگ و سرکہ پر

قناعت کرتی ہین تا ہر کسیکو باندازِ قدرت کی ہدایت کرین ہر چند اُن فرقون کے درمیان اعتقادی
صورتون مین مخالفت ہی پر امر اجمالی مین شریک ہوتے اور مدبر فاضل کی تحت مغلوب ہو رہتے
ہین اُن کے درمیان تعصب و عناد نہین ہی اور بحکم مدبر کے اس کمال کیطرف متوجہ ہونے کے
لیے جسکی استعداد رکھتے ہین ایک دوسرے کو قوت پہونچاتا ہی پر مدینہ فاضلہ کے رکن پانچ
فریق ہین اول فضلا یہ وہ فریق ہین کہ شہر کی تدبیر اُن سے درست رہتی ہی مراد اُنسے علمائے
عامل اور حکمای کامل جو قوت ادراک سے بنتی ہو اپنے بنی نوع پر مختار ہین صناعت اونکی حقائق
موجودات کی پہچان ہی دوسرا اصحاب زبان یہ وہ لوگ ہین کہ عوام الناس کو کمال انسانی
کیطرف دعوت کرین اور پند و نصیحت سے اُنھین بُرے کامونسے بچاوین اور اُنکی عقائد بد اجمالی کو
قیاسیات جدلی و خطابی اور شعری کی سبب انحراف سے محفوظ رکھین صناعت اُنکی علم کلام فقہ او
اور خطابت و شعر ہی اور مانند اُسکے تیسرا مقدر لوگ یہ وہ لوگ ہین جو قوانین عدالت کی میزانون
کو شہر کے درمیان قائم رکھین اور چیزون کے مقدار کا معلوم کرنا اُنکی رای پر موقوف رہی اُنکی فن کو
حساب و استیفا و ہندسہ اور طب و نجوم کہتے ہین چوتھا جہاد کرنیوالے یہ وہ گروہ ہین جو ملک کو زبردست
دشمنون کی شورش سے محفوظ رکھین اور گھاٹی کا بند اور قلعونکی نگہبانی اُنکی کفایت سے علاقہ رکھی
اونکی صناعت کو شجاعت اور فراہیت یعنی دانائی کہتے ہین پانچوان ارباب اموال یہ وہ فریق
ہین جن سے اِن فرقونکی لباس و غذا کی ترتیب منتظم ہو خواہ معاملہ اور حرفے یا خراج کی جہت سے وہ لوگ
اہل حرفہ کہلاتے ہین ولیکن عدالت کا مقتضا یہ ہی کہ اُن فرقونمین سے ہر ایک فریق بلکہ ہر شخص
کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے اور چاہیے کہ ایک ہی شخص کو ہر ہر پیشے مین مشغول نہ کرے کیونکہ یہ سبب
اُسکے انتشار طبیعت کا اور یقین ہی کہ وہ کسی ہنر کو کمال معتدبہ کو پہونچا نہ سکیگا اسلیے کہ ہر ایک
صنعت کے حاصل کرنیکو ایک وقت معین اور قصد خاص چاہیے اور جب وقت اُسکا قصد دون پر
بٹ جائیگا تو سب ناقص رہ جائینگے جیسی کہا ہی کہ جسنے سب ڈھونڈھا کچھ نہ پایا اور اگر کوئی ایک
ہنر جانے اُسی جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جسمین اُسکی رسائی خوب ہو اُسمین مشغول اور دوسرے
پیشونسے موقوف رکھنا بہتر ہی تا ایک ہی کام کو اُستواری اور باریک بینی سے سرانجام دے اسلیے

کہ یہ طریقہ اُسکی بہتری کے بندوبست کے لیے مفید ہی اور اون فرقون کے سوا جو آدمی ہین سو
مدینہ فاضلہ کے ارکان سے باہر ہین پر بعضے اونمین سے جو قابل فضیلت کے ہین اُن جماعتون
کے لیے الآت وادوات کی شال ہین شاید کہ فاضلون کی تربیت سے کسی ملال کو پہونچین
والا اُنھین جن کا موننس تمدن کی مصلحتین ہو سکین اون مین مشغول رکھا چاہیے اور اُنھین سے
بعضے گیاہون کے برابر ہین جو کھیتون اور باغون مین پیدا ہوتی ہین اسی سبب اُنھین
ثوابت کہتے ہین اور اونکی پانچ صفتین ہین ایک مرائی جو افعال فضلا اور اُنکے شعار کو انتیا
کرے اور بزرگون کے لباس سے ملتبس ہوتا اس لباس تلبیس کے سبب ہوا و حرص نفسانی
اور اغراض دنیاوی کے درپے رہے دوسرے محرف جسکی طبیعت مین رذیل صفتونکی خواہش
ورغبت غالب ہو بنا بر اسکے ملت مذہب کے قاعدونکو حیلہ و تاویل سے چاہے کہ اپنی خواہش طبیعت کے
موافق بنالیوے تیسرے باغی کہ بادشاہ عادل کے احکام سے جنکی اطاعت وانقیاد کا رشتہ تمام
خلائق کی گردنون سے لگا ہوا ہے سر پھیرے اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق کر سکے اور شرع و عقل کی
روسے اس فرقے کو دفع کرنا لازم و واجب ہے چوتھی مارق کہ بسبب قصور فہم کے مذہب کے آئین
اور حکمت کے قانون سے واقف نہو اور اونکو دوسرے معینون سے تعبیر کرکے سیدھی راہ سے منحرف رہے
لیکن اگر یہ انحراف راسخ نہو اور خطا و حسد سے خالی رہے اُنکی ہدایت پانے کی امید ہے پانچوین
مغالط جو حقیقت مین نہ پہونچکر جاہ و مال کے لیے جھوٹے دعوون پر اقدام کرے اور دروغ علم
کو بازار وقاحت مین لاکر دوکان خود فروشی آراستہ کرے اور اپنے تئین داناؤن کی صورت مین
عوام الناس کو دکھاوے حالانکہ وہ آپ ہی گمراہ ہے یہی ہے جو کچھ اصناف ثوابت سے مشہور ہے

چوتھا لمعہ ملک کے بندوبست اور بادشاہونکے آداب مین پہلے تمہید کی طور سے لکھا جاتا ہے
کہ درجہ شاہی حق سبحانہ وتعالی کی بڑی نعمتونمین سے ہے جو اپنی بے انتہا مہربانی کے خزانے
سے بعضے بندے پر عنایت کی ہے کون سا مرتبہ اُسکو پہونچے کہ حضرت بادشاہون کا مالک اپنے
بندونمین سے کسی خاص بندے کو بادشاہی کے تخت خاص پر بٹھلا کر عظمت حقیقی کو انوار کی چمک
اُسکے احوال پر ظاہر کرے اور کافۂ انام کے مراتب حقوق اُسکے حکم و رای کے اوپر موقوف رکھے یہانتک

تک کہ ہر کسی کی چشم احتیاج اُسکی درگاہ عالی پر رہی حدیث مین آیا ہی کہ بادشاہ سایۂ خدا ہی
زمین کے اوپر کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سی پناہ اُسکی لیں پس شکر اس نعمت عظمی کا
مراتب عدالت کا نگاہ رکھنا ہی سب خلائق کی درمیان چنانچہ مضمون آیۂ کریمہ کا کہ تحقیق ہمنے
تیری تئین زمین کی اوپر بادشاہ کیا پس آدمیونکی بیچ براستی حکم کر اشارہ اسکی طرف ہی پھر
اس تمہید کی بعد لکھتا ہی کہ جیسی مدنیہ بحسب تقسیم اولی کے فاضلہ و غیر فاضلہ کیطرف منقسم ہوتا ہی
سیاست ملکی بھی دو قسم ہین ایک سیاست فاضلہ جسی امامت کہتی ہین وہ بندگان خدا کی بہتری
کی تدبیر کرتی ہی اُنکے معاش و معاد کی کا مومنین تا ہر کوئی اپنی اپنی کمال مین جو اُسکے لائق ہی پہونچے
سعادت حقیقی بیشک اُسکی لازم ہو سکتی ہی اور حقیقت کی رو سی یہ مدبر خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ ہی
پر اُسکی تکمیل کی لیے صاحب شرع کی پیروی کرنا لازم ہی ابیات اس یگانہ عباد کی آثار بر
اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہونچین اور بمقتضای اُسکے کہ بیت دیکھ کو یاد رکھ تو اور سننے کو
چھوڑ دے + آگی کہاں ہے قدر زحل آفتاب کے + اس قسم کی مثال روشن تر آفتاب عالم تاب
سی اقبال صاحب زمان سلیمان مکان کا ہی کہ ائمہ کشف و تحقیق کی اکابر و بنی پیشتر سی اُسکے نیر
اقبال کے طلوع ہونیکا مژدہ اس زمان خجستہ آوا مین جو آج کی دن صبح صادق یوم تبلی السرائر
کی یعنی اسرار خفی کی ظاہر کرنیکا روز ہی دیا اسلیے کہ اس مدت قلیل کی بیچ وجوہ ملک و مذہب کو رونق
اسقدر بخشا ہی کہ گروہ خلائق نی زمانے کی حادثے سی گوشۂ امن و امان مین آرام کیا اور باگھ و بکری
ایک گھاٹ مین پانی پینے لگے اور باز و دراج نی ایک مقام مین آرام کیا اللہ تعالی اُسکی آفتاب
عدالت کو جسکی احسان کا نور تمام عالم کو پہونچا مدارج روز افزون پر بلند کر کے آسیب زوال و
صدمۂ وبال سی محفوظ رکھے دوسری سیاست ناقصہ جسی تغلب کہتی ہین اُسکے ارتکاب کرنیوالونکی غرض
بندگان خدا سی خدمت لینا اور اونکی ملکون کو ویران کرنا ہی لیکن اُنھین دوام و قیام نہین ہے
بلکہ مدت قلیل کی بیچ نکبت دنیاوی مین پہونچکر شقاوت ابد مین مبتلا ہو جاتے ہین اسلیے کہ بادشاہ ظالم
کیسا ہی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برف کے اوپر ڈالین ہر آئینہ بنیاد اوسکی عدالت الٰہی کی آفتاب
کی تپش سی گل جائی اور وہ مکان گر پڑی اور بزرگان باریک بین جانین کہ ان نیز ونشتر کی جو

بیچاری بڑھیا سی چھین لین گنج خسروی معمور نکر سکیں اور ٹڈی کے پانون سی جو کسی چیونٹی کے
منھ سی لے لین دستر خوان سلیمان کا سامان کیونکر ہو اور جس عود کی ساز کو مظلومون کے مال سے
درست کرین مال اُسکا نالہ راز کی سوا کچھ نہین اور جس پیالہ شراب کو بیچارونکی خون دل سے
بھرین ہنسی اُسکی سوا اشک خونی کی اور خمار اُسکا سوا دُکھ اور درد کی کیا ہو اور کسی فقیر کا اگر دلق
چھین لین یقین ہی کہ اُس سی زرہ داودی نہ بن سکے اور ایک چادر کہنہ سی جو کسی محتاج سی لوٹ لین تو
مسند شاہی کا تکیہ نہو سکے اور جو سپر تو یتیم بیوا کی مال سی بناوین مانع تیر قضا نہو اور جس جوشن کو
فقیرون کی وجہ معاش سی درست کرین دافع تیغ بلا نہو بلکہ زمانے کے تیر حوادث سے اُس صاحب دولت
نے امن پایا جسنے فقیران صافی دل پاک باطن کی پناہ لی اور مقصدونکی نہایت مین پہونچا اُس
بلند ہمت کو میسر آیا جسنے سفر جانے اور مشکلونپر اقدام کرنیکے وقت مدرسہ کی رہنے والون اور خانقاہ
کی بیٹھنے والون کی توجہ خاطر کو ہمراہ کیا اور تاج شاہی اُس مرد کی سر پر مزین ہوا جسنے بے سر دیانِ
تاج بخشش سے دعا کلک کی مانگی تخت جلوہ گاہ اُس شاہ کا ہوا جسنے تونگر دل فقیرونکے دروازے
سی سوال فیض کیا بیت در میخانے پہ رہتے ہین قلندر پیشے + چھینین اور دیوین جو بخشش افسر
شاہنشاہی + سر دھرین اینٹ پہ اور پانون رکھین گردون پر + دستگاہ دیکھیے اور رتبہ صاحب جاہی
سعادت ازلی کے جنیبت کش گلگون خوشخرام شبدیز گام کے مقام مین اشہب صبح اور
ادہم شام کو اُس صاحبقرانی کی طویلے مین باندھین جسکے بادپای ہزیمت کا کوچ عاجزان
شکستہ بال کی صلاح حال اور فراغ بال کیطرف رہا اور عنایت لم یزلی نے کمیت باد صبا
اور سمند جہان پیما کے بدلے ابرش آفتاب اور نقرہ خنگ ماہ کو اُس گیتی ستان کی حلقہ تسخیر در
رسن تقیید مین کیا جسنے معدلت و رافت کے میدان مین خسروان عالیمقدار سے نیزہ سبقت
لیا اور اگلے بادشاہون کی تتبع احوال مین مصروف زمان ظل یزدان کی دولت روز افزون
کا مشاہدہ اس مدعا کی تحقیق اور اس دعوی کی تصدیق پر شاہد عادل ہی اگر کوئی دیدہ اعتبار
کھولے اور آئینہ بینائی سی غبار غفلت کو دور کرے اور صاحب سیاست فاضلہ قانون
عدالت کا متمسک ہو کر رعایا کو فرزندون اور دوستون کی جگہ جانے اور ہوا و حرص

اور مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی کا کری اور صاحب سیاست ناقصہ قواعد ظلم پر اعتماد کرکے رعایا کو غلامون کی مثال بلکہ چارپایون کی برابر خیال کری اور خود غلام حرص وہوا کا رہی جبکہ بمقتضا اُسکے کہ آدمی اپنی زمانی مین آباواجداد کی مشابہ ہوتی اور بادشاہ وقت کی آئین پر چلتے ہین ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہے پر جب سررشتہ انتظام سلطان عادل کی ہاتھ ہو تو سب کی خواہش عدالت اور فضیلت کی حاصل کرنے کیطرف رہی اور جو برخلاف اِسکے ہو تو لوگون کو دروغگوئی اور بدخوئی کا شوق آدی یہین ہی کہ حدیث مصطفوی مین آیا ہی کہ اگر بادشاہ عادل ہو اُسی ہر ایک نیکی کا جو رعیتون سی ظاہر ہو ایک حصہ پہونچے اور جو ظالم ہو تو ہر بدی مین جو اُن سی صادر ہو شریک رہے اور حکیمون نی کہا ہے چاہیے کہ بادشاہ مین سات خصلتین ہون پہلی علو ہمت و تہذیب اخلاق سی حاصل ہوتی ہی دوسری رسائی عقل و فکر کی یہ نہایت دانائی اور بہت تجربی سی ہاتھ لگتی ہی تیسری قوت عزیمت یہ عقل درست اور بڑی مضبوطی سے میسر آتی ہی اور اُسے عزم الملوک و عزم الرجال کہتے ہین یہ تین چیزین تمام نیکی اور فضیلتون کی حاصل کرنیکی اصل ہین نقل ہی کہ مامون بادشاہ کو اتفاقاً مٹی کھانیکی خواہش ہوئی اور اس سبب سے فساد عظیم نی اُسکے مزاج مین دخل پایا جتنے طبیب حاذق اُسکے معالجہ مین سعی و کوشش کرتے کچھ فائدہ نہین کرتی ایکدن تمام اطباطب کی کتابون کو جمع کرکے فکر مین تھی کہ خاص ندیمون سی ایک شخص وہان حاضر ہوا جب اُسنی احوال مشاہدہ کیا عرض کی کہ یا امیرالمومنین این عزمات الملوک یعنی بادشاہونکے وی عزم کہان بادشاہ نی طبیبون کو فرمایا کہ اب احتیاج معالجی کی نہین اس لیے کہ مین پھر اس کام کا اقدام نہ کرونگا چوتھی شکلون پر صبر کرنا اس لیے کہ صبر کشائش مطلب کا وسیلہ ہی اور حدیث مین آیا ہے کہ جسنی کسی دروازہ کو کھڑکایا اور لجاجت کی دخل پایا پانچوین نہایت تا آدمیون کی مال مین طمع نہ کرے چھٹے لشکریون کی موافقت تھا تو ین نسب اسلیے کہ یہ موجب اتفاق قلوب اور ہیبت و وقار کا ہی اگرچہ یہ خصلت ضروری نہین لیکن اولی ہی پر نہایت اور فوج اُن چار خصلتون یعنے علو ہمت و عقل رسا اور صبر و عزیمت سے حاصل ہوتی ہے پس یہ

چار عمدہ ترین خصائل ہین الحمدللہ کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کی ذات مین یہ صفتین تمام
موجود ہین اس لیے انتہا مراتب ابہت و اجلال کو پہونچی ہی جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ
بادشاہ طبیب عالم ہی اور طبیب کو مرض اور اُسکی علامتون کی پہچان اور اُسکی دوا کرنیکی کیفیت
شناسی سی چارہ نہین ہے پس ہر آئنہ سلطان پر واجب ہے کہ بادشاہت کے مرض اور
اُس کے علاج کی طریقے سی واقف رہے جب کہ تمدن عبارت ہی ہر طرح کے آدمیون کے مجتمع
ہونے سی تو جب تک ہر ایک اُن فرقون مین سی اپنے اپنے رتبے کے موافق رہی اور جسکا جو پیشہ ہے
اُسمین شغل رکھے اور وجہ معاش کی جہت سی بھی حسب مدارج کے فراغت ہو تو بے شبہہ
مزاج عالم کا روش اعتدال پر رہی اور امور بادشاہت کی منتظم ہون اور جسوقت اس طریقی
سی انحراف کرے ہر آئنہ اختلاف کی طرف منجر ہو جاے جو سبب ہی رابطۂ الفت ٹوٹ جانے
اور اس سے خلل و فساد روی زمین پر برپا ہو اس لیے کہ مقرر ہی اصل ہر دولت کی اتفاق
اُس جماعت کا ہے جو معاونت کی لیے شخص واحد کی اعضا کی برابر ہی کیونکہ اس صورت پر ویسا ہو
جیسے کوئی دنیا مین پیدا ہوا ور قوت تمام لوگونکی رکھی اور ہرگز کوئی منفرد اُسکا مقابلہ نہ
کر سکے اور بہت لوگ بھی اگر مختلف الراے ہون اُسپر غالب نہو سکین مگر جب اُنکی درمیان
اسی طریق سی تالف پیدا ہو تب اس شخص کی دا درکے برابر ہون جسکی قوت جماعت کی زور
سے زیادہ ہے اور کوئی کثرت بدون وحدت تالیفی کی انتظام نہ پائی وہی وحدت عدالت ہے
چنانچہ سابق مذکور ہوا پس جب تک بادشاہ قانون عدالت پر چلی اور آدمیون کی ہر فرقی
کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھی اور اُنھین ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سی منع کری تو سر رشتہ
بادشاہت کا مضبوط رہی اور جو برعکس اسکی ہو تو ہر گروہ کی تئین اپنے اپنے نفع و منفعت کی خواہش
غالب ہو اور غیرون کی ایذا دینے پر کمر باندھین اور بسبب افراط و تفریط کے رابطہ
الفت کا ٹوٹ جائے تجربے سی معلوم ہوا ہی کہ جو دولت ارباب دول کی پاس رہی
اُنھون نے جب تک خصلت عدالت کی اختیار کی ترقی پر رہی پھر جسوقت ظلم و مخالفت
اُنکی درمیان غالب ہوئی ہاتھ سی جاتی رہی اس لیے کہ سابق تقریرون کے مطابق

اہل زمان بادشاہون کی چال اختیار کرین پس جب بادشاہ اور اُسکے ملازم ظلم و
بدعت کی سعی کرین تو ہر شخص کے دل مین ادعا ظلم کا جو خلقت مین پوشیدہ ہے حرکت مین
آوے اور خواہش تعدی کی کرے جیسے اگلی تقریر سے ثابت ہوئین کہ وحدت تغلب کے ساتھ
باقی نہین رہتی پس بلاشبہہ یہ طریق مزاج عالم کے بگڑ جانے کا سبب ہے اسی واسطے کہا
ہے کہ ملک کفر کے ساتھ آباد رہے اور ظلم سے ویران ہو جاے اور حکیمون نے کہا ہے کہ
دولت کو دو چیزون سے محفوظ رکھ سکتے ایک الفت و اتحاد سے دوستون کے بیچ دوسری جنگ
وجدل سے دشمنون کے درمیان اسلیے کہ جب مخالف آپسمین مشغول رہین اُنھین اور قصد
کی فرصت نہ رہے اور اسی واسطے جب سکندر بادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج
بیشمار تھی سوچنے لگا کہ اگر اونکو چھوڑ جاے مبادا سب اتفاق کرین پھر اُنکا دفع کرنا متعذر ہو
اور جوان کے بیخ کنی کرے تو ملت و مروت کے قاعدے سے بعید ہے حکیم ارسطا طالیس سے مشورت
پوچھی بولا کہ اُنھین متفرق کردے اور ہر ایک پر حکومت و ریاست جدا جدا سونپ کی مقرر
کرتا آپسمین بگڑ جائین اور تو اون کے شر سے محفوظ رہے سکندر شاہ نے اونکو طوائف الملوک
کردیا اور اُس وقت سے آردشیر بابک کے عہد تک کسیکو ایسا اتفاق جو بسبب اُس کے
شورش کر سکے میسر ہوا اور سلطانون کو چاہیے کہ اصناف خلق کو ہموار رکھین تا اعتدال
تمدن کا حاصل ہو اور جیسے مزاج ترکیب عناصر کا اُنکی ہمواری سے اعتدال پر رہے
ویسے اعتدال مزاج تمدن کا چار صنفونکی ہمواری سے متصور ہے پہلے اہل علم جیسے فقیہ
عالم قاضی نویسندے محاسب مہندس منجم طبیب شاعر جنکے قلمون کی مدد سے ارکان دین و دنیا
کے مستحکم اور وہ آب کی مثال ہین چار عنصر ہین اور یقین ہے کہ جو مناسبت آب و علم کے درمیان
ہے داناؤن کے نزدیک آب صاف سے صاف ہے بلکہ آفتاب سے روشن تر ہوسکے دوسرے
اہل تیغ جیسے پہلوان و سپاہ اور قلعونکے نگہبان اور گھاٹونکے بند کرنیوالے ہین کیونکہ خلائق
سبکے بہبود بغیر اُنکی تیغ خونخوار کے متصور نہین اور اسباب بغی و فساد کے بدون اُنکی آتش
قہر کے خاکستر نہون اور وہ آتش کے برابر ہین وجہ مشابہت کی یہان ظاہر اس مرتبے سے ہے

کہ محتاج بیان کا نہین اسلیے کہ آتش کو چراغ سے ڈھونڈھنا داناؤن کا کام نہین ہے تیسرے
اہل معاملہ جیسے سوداگر اور صاحب مال وہنر اور پیشے والے کہ اُنکے سبب کھانے پینے کی چیزین
اور ہر قسم کے تحائف موجود ہون اور دور دراز کے رہنے والے اقسام کے طعام اور طرح
بطرح کی چیزون سے فائدہ اُٹھاوین مناسبت انکی ہوا کے ساتھ جو نباتات کی نشو ونما کی ممد
اور روح حیوانی کی مفرح ہے اور اُسکے تموج وجنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے نغمے اور نفیس
چیزین سامعہ کی راہ سے بنی انسان کے دار الخلافہ مین پہونچتی ہین نہایت ظاہر ہے چوتھے اہلِ
زراعت (زراعت کرنیوالے جیسے چاسی اور دہقانی اور کشاورز) جو نباتات کی تدبیر کرنیوالے
اور قوت لابدی کے پیدا کرنے والے ہین اور بے اُنکی سعی وتردد کے اسباب زندگانی ممکن
نہین حقیقت مین یہ لوگ معدوم کے موجود کرنے والے ہین اسلیے کہ اور فرقون کی قدرت
کسی چیز کے موجود کرنے مین نہین ہے بلکہ ایک موجود کے تئین کسی جگہ سے کسیکو یا کہین سے کہین پہونچاتے
یا ایک صورت کو دوسری صورت مین لاتے ہین مشابہت انکی خاک سے جو آسمانون کے سیر کرنے
والونکا قبلہ اور مظہر ہے انوار عالم پاک اور عجائب مصنوعات الٓہی کا ازبسکہ واضح ہے اور جیسے مرکبات
عنصری مین چار عنصرون کے کسی عنصر کی قدر واجب مین تفاوت پڑنے سے زوال اعتدال
اور اختلال ترکیب کا موجب ہوتا ویسے اجتماع بدنی مین بھی ان صنفون مین سے بعضے کے غالب
ہونے سے سر رشتہ بندوبست کا ٹوٹ جاتا اور ہر طرح کا خلل اور فساد برپا ہوتا ہے لیکن اُن
چارون فریق کے ہموار کرنے کے بعد چاہیے کہ ہر ایک شخص کے احوال پر نظر کرے اور مرتبہ
ہر ایک کا بقدر استحقاق کے معین کردے اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیون کے پانچ ہین
پہلے وہ لوگ ہین کہ بالاصالت نیک ہین جنکا احسان اُنکے غیر کی طرف پہونچتا ہے جیسے شریعت
کے علما اور طریقت کے مشائخ اور حقیقت کے عارف لوگ یہ فریق مقصود ایجاد کا اور خلاصہ عباد
کا ہے اور فیض ازلی کی جائے ورود اور عنایات لم یزلی کی فرودگاہ یہی لوگ ہین اور
دوسری فریق اُنکے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے مین آئے ہین **بیت** خدا کے لطف اور احسان
کے گھر مین + وہی ہین مہمان اور عالم طفیلی + حکیمون نے کہا ہے بادشاہ کو لازم ہے کہ امر

فریق کو اورون کی نسبت مرتبۂ قربت منزلت سے سرافراز فرماے اور انھین سبکو اوپر حالم کرے اور کہا ہے کہ جب ارباب علم و دانائی درگاہ بادشاہی مین مجتمع رہین اُسکی ترقی دولت اور حشمت کا آثار ہو نقل ہی کہ حسن بویہ اپنے وقت مین ملک رَی کا ولیعہد اور حکما اور علما کی خواہش مین اپنے زمانے کی بادشاہون سے ممتاز تھا کسی وقت روم کی اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ مین لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور کافرون پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تغیر اہل روم کا شایع ہو گیا اطراف سے فوج جمع کر لشکر عراق کیطرف متوجہ ہوئی اور وہ ہٹ گیے اور بعضے اسیر زنجیر ہوئی بادشاہ روم کا بیٹا اور بندیون کو اپنے آگے بلایا اُنکے درمیان ایک شخص ابو ناصر نام اہل رَی سے تھا جب معلوم ہوا کہ وہ رَے کا باشندہ ہے کہا کہ تیری معرفت ایک پیغام کہون تو اپنے بادشاہ کو پہونچا دے بولا البتہ مین خدمت مین حاضر ہون کہا حسن بویہ کو جا کر کہہ کہ مین قسطنطنیہ سے اس ارادے کے ساتھ آیا ہون کہ عراق کو خراب کرون لیکن جسوقت تیرے احوال سے مینے تفحص کیا معلوم ہوا کہ تیرا ستارہ اقبال اَب تک اوج کمال کا متوجہ ہے اور مدارج اقبال پر ترقی اسلیے کہ جبکا آفتاب دولت حضیض زوال اور مغرب کیطرف جاے اُسکے درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالیمقدار اور فاضل نامدار جیسے ابن عمید و ابو جعفر خازن و علی ابن قاسم و ابو علی تیاعی تر ہین کیونکہ ایسے لوگون کا اکٹھا ہونا تیرے پاس اُن رفیقون کا رہنا تیرے دوام اقبال اور زیادتی جاہ و جلال کی دلیل ہے اسیواسطے مین تیرے ملک کا متعرض نہوا دوسرے گروہ آدمی ہین جو بالاصالت نیک ہوئی پر نیکی اُنکی اورونکو نہین پہونچتی ہے مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے ادنے ہے اسلیے کہ جمال کمال اُنکا ارشاد و اکمال کی خال سے آراستہ اور اخلاق الٰہی سے متخلع ہے یہ جماعت اگرچہ حلیۂ کمال سے محلی ہے لیکن درجۂ تکمیل سے قاصر اس طبقے کو معزز رکھا چاہیے اور رزق و کفاف سے خاطر جمع تیسرے وہ لوگ ہین کہ وہ نہ بالاصالت نیک ذات ہین اور نہ بدذات اس فریق کو سایۂ امن و امان مین مامون اور نظر مہربانی کا منظور رکھنا ضرور ہے تا فساد استعداد سے محفوظ رہین اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہونچین چوتھے وہ اشخاص جو شریر ہین لیکن کسیکو ایذا نہین دیتے ہین اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی اور زجر و ملامت اور وعظ و نصیحت سے اُنھین بد کامون سے بچا رکھنا واجب ہے پانچوین وہ ہین-

جو اپنی اصل سے مودی اور بدذات ہین لوگون کے ایذا دینے کی فکر مین رہتے ہین یہ فریق
بدترین خلائق اور طبقہ اولی کے مقابل ہے جنکی اصلاح کی اُمید ہو انکو مودب اور مہذب کرنا چاہیے۔
اس جماعت مین سے اور جنکی اصلاح کی توقع نہین اور شرارت انکی شائع نہو بادشاہ اپنی
رای صحیح کے موافق اُن کے ساتھ مدارات فرمائے اور جو بدذاتی اُنکی نشر پائی انکی شرارت
کو دفع کرنا جس طریق سے بہتر و مناسب ہو شرعاً و عقلاً واجب ہے اور دفع شر کا ایک طریق جبر
ہے وہ عبارت اِس سے ہے کہ اہل شہر کی آمیزش سے موقوف کردے دوسرا قید وہ منع کرنا کاروبار
سے ہے شہر کے بیچ تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کر دینا اگر اُن وجہون سے مندفع
نہو حکیمون نے اُسکے قتل کرنے مین اختلاف کیا ہے اور اُنکے اقوال مین سے ظاہر تر قول یہ ہے کہ اُس
عضو کے کاٹ ڈالنے جو سبب شرارت کا ہے جیسے ہاتھ پانون زبان یا اُسکے حواس مین سے کسی
حس کو موقوف کر دینے پر اکتفا کرین لیکن تحقیق یہ ہے کہ اِس امر مین شریعت حق کی تبعیت کرنی ضرور ہے
اور قتل و قصاص مین سے برمحل حدود شرعی پر اقدام کرنا واجب و لیکن حد واجب کی زیادت
سے محترز رہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ جو شخص خدا کی حدون سے تجاوز کرے پس تحقیق اُسنے اپنے
اوپر ظلم کیا اور قتل کو اپنا شغل کرنا نچاہیے اور اگر کوئی شرعاً مستحق اُسکا ہو تو رحم بھی نکیا چاہیے چنانچہ
فرمایا ہے کہ رحم نہ آوے تمھین بسبب اُن دونون کے خدا کی دین مین اسلیے کہ جیسے طبیب باقی
اعضا کی درستی کے لیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانتے بادشاہ جو طبیب عالم کا ہے
مدبر اول تعالیٰ شانہ کے حکم سے کبھی عوام بنی نوع کی بہتری کے واسطے اُن مین سے کسی کے
قتل کرنے کو مناسب جانے پھر شرائط ہمواری کی رعایت کرنے کے بعد اُن کے مراتب کو تقسیم
خیرات مین محفوظ رکھا چاہیے پر خیرات کی تین قسمین ہین سلامت و اموال و کرامت اور ہر ایک
کیواسطے بنظر استحقاق کے اُنمین سے ایک ایک حصہ ہے جسکے نقصان کرنے سے اُسکے اوپر ظلم اور زیادہ
کرنے سے شہریون پر جور ہوتا ہے اسلیے کہ کسیکو بے زیادتی استحقاق کے اورون پر فائق کر دینا
اُن کے اوپر ستم ہے اور کبھی نقصان کرنے سے بھی شہریون پر ظلم لازم آتا ہے اسلیے کہ جب مستحق کو
اُس کے رتبے سے گھٹا دین تو بے شبہہ اُس کا اور دوسرے مستحقون کا دل ٹوٹ جائے

پھر اسکے سبب انتظام ملکی مین خلل پڑے اور تقسیم خیرات کے بعد بقدر استحقاق کی محافظت اُسکی اُسکی نگہ کرنا واجب ہی اسطور پر کہ جسکا جو حق اِس خیرات مین سے پہنچا ہی کہ اُس سے زائل ہو اور زوال کے بعد بھی عوض اُسکا محل استحقاق سے اُسکو دین اسطور سے جو شہریون کی ضرر پر مشتمل نہو اور اہل شہر کے عقوبت کرنے مین حد جور سے احتراز کیا چاہی طریق اُسکا یہ ہی کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اُسکے لائق ٹھہراوے اگر چھوٹے گناہ کے مطابق بڑی عقوبت کرے تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہی اور جو بڑے گناہ کی لیے تھوڑی عقوبت کرے تو ظلم شہریون پر ہو حکیمون سے بعضے اوسپر ہین کہ ظلم ہر ایک شخص پر بھی گویا شہر کی سب رہنے والون پر ظلم ہی پس مظلوم کی معاف کرنے سے عقوبت ساقط نہین ہوتی اور مظلوم کی عفو کرنے کی ساتھ بادشاہ کو جو والی اور مدبر کل کا ہے عقوبت کرنا ظالم کا جائز ہے بعضون نے برخلاف اسکی کہا ہی جب غرض اِس منازعت کی شریعت کی حکیم عادل یعنی سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی حکم پر مبنی ہی تو اسوجہ سے فیصل کیا چاہیے کہ جو حدود اللہ کی جنس مین سے ہو جیسے چوری زناکاری اور ہزنی کی حد عفو سے ساقط نہین ہوتی بلکہ بادشاہ پر اقامت اُسکی واجب ہی اور جو حق الناس کی قسم مین سے ہو اگر وہ قصاص یا حد قذف ہی معاف کرنے سے ساقط ہو جاوے اور اگر تعزیرات کی قسم سے ہو جیسے ضرب وایذا واہانت کی صورت تو نزد اکثر ائمہ محققین مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اسپر ہین کہ باوجود عفو مستحق کے بادشاہ کی تئین تادیب کی لیے تعزیر اسکی پہونچتی ہی اور یقیناً حکمت اُسکی یہ ہی کہ شر مین سے بعضا ایسا ہوتا جس کا ضرر اہل شہر کو پہونچے جیسے زنا اور چوری اور مانند اُسکے ایسی امثال مین غفلت کرنی موجب اختلال انتظام کا ہی اسلیے عفو کی تاثیر اسمین نہین اور بعضا ایسا ہی کہ مخصوص ایک ہی شخص سے ہوتا اور اُس سے غیر کیطرف تجاوز نہین کرتا جیسے گالی دینی پس ہر آئنہ جسے گالی دی ہے اُسکی طلب عفو پر موقوف رہی اور جس شر مین غیر کیطرف متجاوز ہونے اور نہونے دونون کا احتمال ہو وہ سلطان کی فکر ورای سے تعلق رکھتا ہے یا اپنی راے صائب کے موافق جو لائق ومناسب ہو عمل مین لاوے یہین سے ہے کہ اگر مقتول کا کوئی وارث خاص نہ رہی وراثت اُسکی بیت المال سے علاقہ رکھتی اور حکم اُسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہی چاہے قصاص

کا حکم دے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت کی اُس وقت منتظم ہو جب سلطان خود رعیتون
کے احوال پر نظر مہربانی اور ہر ایک کو رزق وکفاف بقدر حق کے عنایت فرماوے تحقیق اس بات
کی اسطور سے ہو سکتی ہے کہ رعایا اور مظلومون کی آمد ورفت کی احتیاج کے وقت بادشاہ
کے حضور تک رہے اگر سب وقت میسر نہ آوے تو ایک دن ارباب احتیاج کے لیے بار عام
مقرر کر دے کہ ہر کوئی اپنا اپنا مطلب روبرو جا کر عرض کرے اور عجم کے بادشاہون کا ایک
ایک وقت معین تھا اور اُسمین عوام خلائق کو بار عام ہوتا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی جس کسیکو اہل اسلام کے کسی کام کا والی کرے پھر وہ ارباب
احتیاج اور مظلومون کے اوپر دروازہ موندے تو حق سبحانہ وتعالی احتیاج کے وقت دروازہ
رحمت کا اوسکے اوپر بند کرے اور اپنے لطف ومہربانی سے اُسکو محروم رکھے اور امیر المومنین عمر ابن
خطاب رضی اللہ عنہ جبکہ کسی امر کی حکومت تفویض فرماتے اُسی نصیحت کرتے کہ احتیاج والون
سے بھی نہ چھپائے اور اُنکے آگے دروازہ نہ موندے اور حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ نے
دعا مانگی ہے اللّٰھم من ولی من امر امتی شیئا فرفق بھم فارفق بہ ومن ولی
من امر امتی شیئا فشق علیھم فشق علیہ اور اخبار مین آیا ہے کہ فرعون مین ساتھ اتنی نافرمانی
وکفران کے دو خاصیتین اچھی تھین ایک یہ کہ دروازہ بار عام کا کشادہ رکھتا اور ارباب حاجت
کو اوسکی ملاقات جلد میسر ہوتی دوسری بخشش وکرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے باب مین مبالغہ
اوسکا ایسا تھا کہ روایت ہے بنی اسرائیل مین سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور وہ کھانے جو اُسوقت
کے مناسب ہین باورچی خانے مین موجود نہ تھے جب اسبات سے مطلع ہوا اور اُسکے قہر کی آگ دہکی اور باورچیونکو
تنور غضب مین خاکستر کیا بعد اُسکے مقرر کر دیا کہ ہر روز اقسام طعام عوام الناس کے لیے بیمار ہون
یا تندرست تیار رہین اور ہر شخص کے موافق طعام پہونچایا کرین جب جلال الٰہی کا طوفان غضب
اُٹھنے لگا اور مشیت ازلی نے اوسکی بیخ کنی کا قصد کیا بمقتضا اس آیہ کریمہ کے جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق
اللہ تعالی نہین تغیر کرتا ہے اُس چیز کو جو قوم مین ہے مگر جب تغیر دین قوم اُس چیز کو جو اُنکے نفسون مین
ہے دونون خاصیتین برخلاف اوس کی ہو گئین پھر بے نیازی اُس کی اس مرتبہ کو پہونچی

کہ نیر روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا اور عنقا مغرب کے
مانند گوشۂ غروب مین بلکہ خفاش مدبر کی مثال ادبار کی کولنے مین پوشیدہ ہوا بغیر ابلیس اور
اُسکے لشکر کے کسیکو قدرت ملاقات کی نہ تھی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام جب خلعت تکلم سے
مخلع ہوئے اُسی رات خدا کے حکم سے اوس کے دروازے پر آئے ایک برس تک وہان تھے ملاقات
میسر نہ ہوئی ایک دن اُس کے ندیمونمین سے کسی نے بطریق استہزا کے عرض کی کہ ایک صورت
عجیب مسموع ہوئی ہے ایک شخص اس طور پر دروازے مین کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے
اور کوئی ایک پیغام رکھتا ہون فرعون نے کہا اُسے بلوایا چاہیے کہ اُس کے ساتھ ہنسی اور سخریہ کرین
جب حاضر کیا بعد اُس مناظرے کے جس سے کلام حقائق اعلام ظاہر ہوتے تھے ہر چند ید بیضا کے
معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے لیکن اُس کے دل آہنین سے زنگار شرک دور نہین ہوا اور
باوجود ثعبان مبین کے جو گنج ایمان کیطرف راہ بتاتا تھا راہ پر نہین آتا بلکہ ہر لحظہ سانپ کی
مثال ہر ایک سوراخ سے سر نکالتا یہان تک کہ کام اُسکا عاقبت خرابی کیطرف آیا اور خاتمہ
بد کو پہونچا اور بخل اُسکا اس درجے کو پہونچا کہ بدون کراما کاتبین کے اوسکے کھانے پینے کی خبر
نہین ہوتی اور سوا مگس کے کوئی اُسکے دستارخوان پر نہ بیٹھتا یہانتک کہ مورخین معتبر نے تاریخ
تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جس دن موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے بنی اسرائیل کے ساتھ
مصر سے کوچ کیا اور فرعون اُنکے پیچھے چڑھ دوڑا اسکے تمام باورچی خانے مین بغیر ایک گوسفند کے
کے ذبح نہین ہوا تھا اور اُسکے جگر سے غذا مقرر کی اور گوشت شیلان یعنے عشا کے لیے رکھ دیا
کہ معاودت کے بعد اپنے خواص کے ساتھ تناول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے اُس کے اور
اوسکے لشکریون کے لیے شیرۂ زقوم سے ماحضر ترتیب دیا تھا حکیمون نے کہا ہے کہ بادشاہ کو تین چیزون
کی رعایت کرنی ضرور ہے اول ملک و خزانے کو آباد رکھنا دوسرے رعیتون پر رحم و مہربانی کرنی
تیسرے یہ کہ بڑے کام چھوٹے آدمیون کو فرمائش نہ کرے اور کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے
خاندان سے چار ہزار برس کی دولت کے جانیکا کیا موجب تھا بولا کہ معظم امور جو عقلا کے لائق تھے
ادنے لوگون کے حوالے کیے کہا ہے کہ بنا عدالت کی مضبوطی دس قاعدے پر ہے ایک وہ ہے کہ

جو قضیہ روئداد ہو فرض کرے کہ خود رعیت ہی اور دوسرا بادشاہ پس جو اپنے اوپر گوارا نہ
جانے رعایا پر جائز نہ رکھے دوسرا یہ کہ ارباب احتیاج کی انتظار کا روادار نہو اور اُسکے خطر ایسی
ڈرا کرے حکیم ارسطاطالیس نے سکندر کو کہا کہ اگر تو اعانت خدا یتعالی کی چاہتا ہی تو داد
خواہون کی مدد کرنے مین سرعت کر تیسرا یہ کہ اپنی اوقاتکو شہوت ولذت جسمانی مین مصروف
نرکھے کیونکہ ویرانی ملک کی سببون مین بڑا سبب یہی ہی بلکہ فراغت وراحت کی وقتون سی کچھ تدبیر
ملکی اور رعیتون کی بہتری مین صرف کری کوئی حکیم کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا تھا کہ خواب غفلت
مین نہ رہا کر کہ غنیم سر نہ اُٹھائے اور کوئی تیری شکایت خدا کی نزدیک نہ لیجائے اور آنا صت سو کہ
تیری عمر برباد ہو جائے اس لیے کہ دولت اور عمر دھوپ کی برابر ہی کہ صبح کو ایک دیوار پر اور شام
کو دوسری دیوار پر ہوتی ہی اور ایسا کر کہ تو دنیا کو کھاوی نہ تیری تیئن دنیا کھائے چوتھا یہ کہ سرشتہ
کاروبار کا رفق و مدارات پر رکھے نہ غصہ اور ناک چڑھانی پر پانچوین خدا کی رضامندی خلق اللہ کی
دلجوئی مین ڈھونڈھے چھٹا خوشنودی خلق کی مخالفت مین خالق کی نچاہے ساتوین یہ کہ جب اُسکے
سی حکم چاہین عدالت کرے اور جسوقت مہربانی طلب کرین عفو کر دی اسواسطے کہ خلائق پر مہربانی
کرنا حق تعالی کی رحمت کا سبب ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بخشش کرنے والون کو خدا
بخشش کرتا ہے اہل ارض کی اوپر رحم کرو تو اہل سما تم پر رحم کرین آٹھوان وہ ہے کہ اہل
حق کی صحبت کا خواہان رہے اور پند ونصائح سی آزردہ نہو نوان یہ کہ ہر شخص کو مرتبہ استحقاق
پر رکھے دسوان اُسپر اکتفا نہ کری جو آپ ظلم نہین کرتا بلکہ ایسی تدبیر ٹھہراوے کہ عملے اور لشکری
اور رعایا مین سی کسی کو مجال ظلم کا نہ رہے اسلیے کہ بموجب اسکے کہ تم سب نگہبان ہو ھر کوئی
پوچھا جائیگا اپنی رعیت سی جو فساد ملک مین برپا ہو بواسطہ اسکے کہ تدبیر ملک کی اسکے ہاتھ
تھی اُس سی پوچھینگے اور اخبار مین آیا ہی کہ امیر المومنین عمر ابن عبد العزیز کو کہ نہایت عدالت
اور ازبسکہ تقوی اور طہارت مین موصوف تھا چنانچہ اُسی خلیفہ خامس کہتے تھے بعد وفات کے
خواب مین دیکھا اُسکے حال سی سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے درطۂ حجاب مین ڈال رکھا سبب
اُسکا کہ ایک پل کی اوپر گڑھا پڑ گیا تھا کسی بکری کا پانون اُسمین آگیا اور زخمی ہوئی میرے تیئن

عتاب کیا کہ کیا لازم ہے کہ جب خلائق کی نیک وبد کا سررشتہ تیرے عہدے مین رہے تو بندوبست
امور مین سستی کرے پس چاہیے کہ رعیت کو قوانین عدالت کی التزام اور فضیلت کی حاصل کرنے
کے لیے تاکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح سے اور روح کا عقل
سے ہے ویسے قوام مدینے کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور سیاست کا حکمت سے ہے
جو عین شریعت ہے تا امور جمہور قواعد شرعی پر منتظم رہین جب اُس راہ راست سے پھر جائے
خوبی وآبادی ملک کی برباد ہوا افلاطون نے کہا ہے کہ قوانین شریعت کو یاد رکھ تو شریعت
تیری حافظ ہو جب درستی عدالت کی روش سے فارغ ہو تو عنان ہمت فضل واحسان کی طرف
پھیرے اسلیے کہ کوئی خصلت بخشش اور جود سے بہتر نہین ہے چنانچہ تفصیل سے ظاہر ہوا لیکن -
احسان مین مقدار استحقاق کی رعایت کرنی واجب ہے اور چاہیے کہ وہ ہیبت وحشمت سے ملا
ہوا اسلیے کہ احسان بے ہیبت کم رونقی و بے پروائی کا موجب اور سبب زیادتی طمع کا اونھون
کے ہوا اور اگر مثلاً تمام ملک کے خراج کی برابر کسیکو دیجیے تو راضی نہو ارسطاطالیس نے سکندر
کو نصیحت کی چاہیے کہ مظلوم تجھسے دہشت نہ کرین تا عرض مطلب بخوبی کرسکین لشکری اور زیر
دستون پر تیری ہیبت بہت ہو تا ظلم وستم پر اقدام نہ کرین حضرت سید المرسلین علیہ افضل
الصلوٰۃ والسلام بحکم اسکے کہ مظہر انوار تجلیات جلالی وجمالی اور محل آثار عظمت الٰہی اور ہیبت نامتناہی
کے تھے رعب اس مرتبہ رکھتے تھے کہ ابوسفیان جب شرف اسلام سے مشرف نہین ہوا تھا عہد
وپیمان کے لیے حضرت کے پاس آیا جس وقت رخصت ہو گیا کہا قسم خدا کی ہے مین نے بادشاہ
اور صاحب اقبال بہت سے دیکھے کسی سے ایسا رعب وہیبت اپنے دل مین نہین پایا اور
خوش خلقی اور لطف ومہربانی بھی آپ کی ذات مین ایسی تھی کہ ایک دن کوئی عورت حضرت
کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض مطلب کرے یقیناً بسبب اسکے کہ انوار قدس کی چمک طلعت
صفا طینت پیغمبری مین نمایان تھی ازبسکہ خوف اُس عورت کے بشرے سے ظاہر ہوا جب
اوس سے آگاہ ہوئے فرمایا مین عرب کی ایک عورت کا لڑکا ہون جو گوشت خشک کھاتی
غرض اس سے آپ کی یہ تھی کہ خوف وہراس اُسکے دل سے دور ہو اور غرض مقصد کر سکے

متکبرون کی ساتھ تکبر کرنا مسکینون زیردستون سی تواضع پیش آنا اخلاق کرام سی ہے اور
عادات سلطانی سی اہم یہ ہے کہ اپنے اسرار پوشیدہ رکھین تا فکر و رای کی جولانی پر قادر
اور دشمنون کے مکر سے فارغ رہین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جہاد کا عزم
کرتے لوگون کو گمان مین ڈالتے کہ اور مقام کو جاتے ہین حالانکہ آئینہ خاطر حضرت کا غبار کذب
سی صاف و مصفا بلکہ یہ طریق اختیار فرماتے کہ مثلاً اگر کسی جانب کا ارادہ رکھتے اور مقامون کا
استفسار کرتے اور وہان کا احوال پوچھتے تا لوگون کو مظنہ ہو کہ شاید ارادہ وہین کا رکھتے ہین حکیمون
نے کہا ہی کہ اخفای راز کا طریقہ باوجود احتیاج مشورت کے آدمیون سے یہ ہی کہ جو لوگ عقل و
دانائی مین کامل ہین اُنسی مصلحت پوچھے اور سفیہ اور کم عقلون سی اپنا بھید چھپای پھر بعد ارادہ مصمم
کے اُن کامون پر اقدام کرے جو بحسب ظاہر برعکس اسکے ہون پر اُنمین بھی مبالغہ نکیا چاہیے کہ موجب
تہمت کا نہو بلکہ اُنھین بھی اُن فعلونسی ملاوی جو موافق عزم مقصود کے ہین اور مخالف کے
تفحص احوال سی ایک دم غافل نہ رہا چاہیے بلکہ جاسوس و رہکاری اُس کے تجسس امور مین لگا
رکھے اور اُن کے احوال ظاہر سے تفتیش احوال باطنی کی کری اور اُنکے قصد و عزیمت پر واقف
ہونے کے لیے اُن حواشیون سی استفسار کرنا جو کم عقلی مین موصوف ہین اصل عظیم ہے بلکہ
اس باب مین بہتر یہ طریق ہی کہ ہر ایک سی گفتگوی دوستانہ کیا چاہیے کیونکہ ہر ایک شخص کا
ایک دوست ہی کہ اُس سی وہ مانوس ہوتا ہی اور اپنی دل کی بات اُس سی کہتا ہے شک نہین
کہ اس آمیزش کے درمیان ہر شخص کی مکنون خاطر سی خبردار ہو سکے جب کسی سی آثار مخالفت
کے معلوم ہون تو مقدور بھر سعی اسکی کرنا لازم کہ آتش فتنہ کو آب صلح سے بجھائے اور اگر یہ
کوشش مفید نہو تو جتبک تدبیر شایستہ اور حیل برجستہ سی رفع فساد ممکن ہو اقدام جنگ
کا نہ کرے اور دشمن کے دفع کرنے مین حیلہ کرنا یا جھوٹی کہانیون کا لکھنا معیوب نہین ہے
پر جھوٹ کہنا یا فریب دینا کسیوقت جائز نہ رکھے اور جو ضرورت داعی جنگ کی طرف ہو تو یہ
دو صورت سی خالی نہین یا بادی یعنی پیشدستی کرنی والا یا دافع یعنی ٹالنے والا ہی اول
صورت مین ارادہ خیر ہی کا رکھے اور البتہ امور دینی یا قصاص کے لیے یا اوس حق کو

واسطے جو مخالفون کے ہاتھ مین ہو لڑے نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اس لیے کہ پیشدستی
کرنے والا اکثر مغلوب ہوتا ہی مگر جب امر دینی یا حق طلبی پر کمر باندھی اور جب تک سب لشکر ایک
دل اور ایک زبان نہون لڑائی کو نہ چلا چاہیے اسلیے کہ رو مخالف کی درمیان جانا اپنی جان
پر کھیلنا ہی اور بقدر مقدور بھر بادشاہ کو لازم ہی کہ خود غنیم کی دو بدو نہ ہو کیونکہ اگر شکست پاوی
تدارک سی ہاتھ دھووے اور جو فتح ہو خفت اوٹھاوی اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھووے
اور جو ٹالنے ہارا ہو اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہو تو خفیہ شب خونی کی ارادیسی دشمن کی فوج
مین جانا بہتر ہی اسواسطے کہ اکثر اتفاق ہوا ہی کہ جن بادشاہون نے انکی ملکو پر لڑائی کی ارادے
چڑھائی کی ہی مغلوب ہوئی اور اگر طاقت مقابلے کے نہین ہی تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر مین
مصروف ہو لیکن اوسپر اعتماد نرکھا چاہیے حکیمون نی کہا ہی کہ جو قلعہ کی درمیان رہی گرفتار ہوے
بلکہ صلح کی دروازی کھولنے کی لیے حیلے حوالے اور بھیج دینے کو وسیلہ کرے فوجون کی بندوبست کے
لیے ایسی آدمیون کو مقرر کیا چاہیے جو شجاعت مین مشہور اور حسن تدبیر اور فہم و دانائی مین موصوف
اور کار آزمودہ جنگ دیدہ ہوں لڑائی کی شرائط مین سی شرط اہم بیدار مغز رہنا اور جاسوس لگا
کر دشمن کے احوال سی واقف ہونا اور رعایت عنطہ و ضرفہ مین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک کسی
فائدہ کی توقع نہ سوجھی فوج و لشکر اور اسباب جنگ کو ضائع کرنا عقل مصلحت اندیش کی نزدیک
مذموم ہی حکیمون نی کہا ہی کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا چاہیے مگر ناچاری کی وقت اسلیے کہ یہ حرکت
علامت نامردی کی ہی اور سبب ہی دشمن کے دلیر ہو جانے کا اور جو کوئی لڑائی کے درمیان جوانمردی
سی نام پیدا کرے انعام و اکرام سے اُسکو نوازش کرنا اور اُسکے حسن خدمت کی بدلی اچھے تحفے
اور القاب شایستہ سی سرفراز کرنا واجب ہے اور دشمن حقیر کو چھوٹا نجاننا چاہیے کلام شریف مین آیا ہے
کتنے گروہ قلیل خدا کی حکم سی غالب ہوئی جماعت کثیر پر اور فتح کی بعد بھی تدبیر سی غافل نہ رہا چاہیے
اور جب تک کسی کو زندہ اسیر کر سکے قتل کرنا مناسب نہین اسلیے کہ بندیو مین بہت سی فائدے ہین
جیسے غلام کرنا دھر وہر رکھنا فدیہ دینا اور اُسمین دشمنونکی دلجمعی ہوتی ہی چنانچہ نص قرآنی مشعر
اُس کا ہی غنیم کی اوپر فتح پانے سی اُنکو قتل کرنا جائز نہین مگر جب بے قتل کیے اُنکی شرارت سی

زخ نہ سکیے اور بعد تسلط کے صفحۂ خاطر سے غبار بغض و حسد کا جھاڑ ڈالے اسلیے کہ مخالف اب
غلام و رعیت کے برابر ہے پھر اپنے بندون اور رعیتون کا ارادہ رکھنا قاعدۂ عدالت سے دور
ہے حکیمون کی کتابون مین مذکور ہے کہ جب سکندر نے شہر پر فتح پائی اور اُسنے شمشیر کو غلاف نہ کیا
ارسطاطالیس نے اُسے ایک خط عتاب آمیز لکھا مضمون اُسکا یہ ہے کہ اگر تیرے تئین ظفر پانے
سے آگے مخالف کے قتل کرنے مین ضرورت تھی اب بعد غلبہ کے تجھے اُن بیچارون کے مار ڈالنے مین
کیا نفع ہے اور عفو کرنا بادشاہان اولوالعزم کے خصائلون سے ہے اور شاہد اقبال کا موجب
زینت ہے اور باعث استحکام قواعد جاہ و حشمت کا کیونکہ زور و قوت اگرچہ تمام تر ہو پر حسن عفو
بیشتر ظاہر کرے مامون نے جو ضابطۂ عقد خلافت اور رابطۂ نظم جلالت کا تھا کہا ہے کہ گنہگار لوگ
اگر جانتے کہ عفو کرنے مین کیا لذت مین اُٹھاتا ہون تو گناہون کو بطریق پیشکش کے میرے پاس
لاتے اور بمقتضا اس کے کہ اسکے لیے انھین پیدا کیا ہے غرض اصلی ایجاد عالم اور خلقت قوم سے یہ ہے
کہ شاہد وجود حقیقت مسند مجاز مین ظاہر ہوا اور رحمت و عفو الٰہی کا جمال عجز و قصور بشری مین جلوہ
دکھائے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ تم اگر گناہ نکرو تو حضرت خدا تعالیٰ ایک خلقت اور پیدا کرے
جو گناہ کرین تو رحمت بے علت اسکی مرآت عفو مین نظر آوے پس نور عفو سے آراستہ ہونا سدا ہے حقیقے
سے جو نیکیون کا سرچشمہ ہے تشبیہ رکھتی ہے جب نے ہن سلیم و فہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس جہانبانی
ثانی حضرت صاحبقرانی درست کرنیوالے قواعد کشور ستانی کے تئین بار کمیا نے سوم سلطنت کی اور
حقیقتین آداب مملکت اور سرداری کی اور پوشیدہ باتین اسرار حکمت کی اور نادر باتین احکام
ملت کی علم قدسی کی تلقین و معلم غیبی کے فیضان سے بواسطہ تعلقات کبھی اور تعلقات اُنسی کے حاصل
ہے اور ذات مقدس اُسکی اور سکھایا مین ہے نے اُسے علم کے بلند مرتبہ مین داخل ہے تو اُسکی تعریف
مین زبان کھولنا اور اُسکے بیان کا دم بھرنا مجھ ایسے فقیر حقیر سے جو خوشہ چین ارباب بلاغت اور
فضلہ خوار اہل براعت کا ہے قوانین ادب سے بعید ہے کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر سکھانا اور لقمان کے
تئین قاعدہ حکمت کا بتانا داناؤن کے درمیان اپنے تئین محل طعن اور مستحق لعن کا بنانا ہے فی الشل
قوت علمی کے ظاہر کرنے کے لیے اگر دقائق بلاغت مین سے کسی دقیقے کو بیان کیا چاہین تو حضرت

خاقانی صاحب زمانی سکندر ثانی کی سیرت کریمی کا ملاحظہ کرنا کافی ہی اسلیے کہ بے شایبہ تکلف و تصنیف کی باقتضاء تدوین کتاب ایجاد تکوین کی صفحۂ الواح قابلیات انسانی کو کمالات نفسانی کی ارقام سی منقش کردی کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف الٰہی کا جامع اور تاییدات غیر متناہی کا حاوی ہو مقابل اُسکے صنع اور اصطناع کی قلم اور ایجاد و ابداع کی خامہ سی پیدا نہو جبتک خسرو خورشید مسند نشین چار بالش فلک چہارم کا ہی ہر چند سیاران اجرام سپہر اتنے چراغ روشن کی ساتھ گرد جہان کی پھرتے ہین کسی جہاندار کو اس جاہ و حشمت کے ساتھ نہ دیکھا اور کسی صاحبقران کی عظمت و رفعت کا شور اس شکوہ سی نہین سنا اللہ تعالی آسمان بادشاہت کی اُن دو ستارون کو جنکی انظار عنایت کی برکت سطح جہان گلشن اور انکی انوار مرحمت کی چمک سی زمین و زمان روشن ہی اوج واقبال و پایۂ اجلال پر رکھکر حضیض وبال اور ہبوط زوال سی محفوظ رکھی اور ان کی افواج سعادت اور جنود دولت کی تئین مانند سلسلہ زمان کی ثانی کو اول کی ساتھ متصل و مقرون رکھی امین امین ثم امین پانچوان لمعہ بادشاہون کی آداب اور دولتمندون کی رسوم مین بادشاہ اور حکام کی ساتھ عوام الناس کی چلن کی روش یہ ہی کہ انکی دل و جان سی انکی دوستی اختیار کرین اور زبان سی حمد و ثنا انکی کیا کرین اور ہاتھ پانون سی انکی طاعت اور خدمتگزاری کی راہ مین دوڑ دھوپ کرین اور انکی امر و نہی کی قبول کرنی مین اگر برخلاف حکم خدا کی نہو بقدر امکان کی شرائط سعی کی بجا لاوین اور انکی حقوق جیسی خراج وغیرہ ہی خوشنودی سی ادا کرین اسباب سی ہرگز منھ نہ موڑین اور ظاہر و باطن سی انکی تعظیم و تکریم کا دقیقہ فروگذاشت نکرین اور ضرورت کے وقت جان و مال کو انپر تصدق کرین اسلیے کہ دین و دنیا اور آل و اولاد کی حفاظت انکی ذات عالی پر موقوف ہی اور جو لوگ انکی خادمون کی شمار مین ہین انھین چاہی کہ انپر تجربے زیادہ خصوصیت پر دلیری نکرین اسلیے بادشاہونکی صحبت کو آگ کی درمیان جانی اور شیر کی ساتھ اختلاط کرنے سے تشبیہ دی ہی اور سچ ہی کہ آداب سلطانی کی رعایت نہایت مشکل کام ہی ہر کسیکو اسکی تحمل کرنیکی تاب نہین طریقت کی مشائخون مین سی بعضون نی کہا ہے کہ جنے بادشاہونکی خدمت نہین کی وہ گویا تعلق سی خالی ہی اُس سی راہ طریقت کا چلنا نہین ہو سکتا اسواسطی کہ بموجب اسکی کہ بادشاہ ظل اللہ ہے انکی مجلس خاص کے آداب کی

رعایت کرنی کمال نفسانی اور رسوم طریقت کی بجالانے کا سبب ہی پھر جسکو اونکی بارگاہ مین
مداخلت ہو چاہیے کہ جو کام اُسے مفوض ہووے اُسی مین مشغول رہے اور فضولانہ اور کامون مین
دخل نہ کیا کرے اور حاضر باشی اسطور سے اختیار کیا چاہیے کہ جب اُسے طلب کرین حاضر ہو اور بہت
حاضر باشی سے بھی جو بیہودہ نکانے والی ماندگی کیطرف ہے محترز رہے اور جو کچھ اونسے ظہور پاوے صدق
و ارادت سے اُسکی مدح و ثنا کیا کرے نہ نفاق کیطور سے کیونکہ جو ایسے صادر ہوتا ہے البتہ کوئی وجہ جمیل اُسکی
ہوگی پس اسوجہ کو استنباط کرکے اچھی طور سے بیان کر دے اور اگر کسیکو اونکی نصیحت کرنیکا مرتبہ ہو
تو ملائمت اور حسن آداب سے عرض کرے اسلیے کہ شرع کے موافق بھی ہر ایک کو سلاطین کے حق مین
امر معروف اور نہی منکر مین درشتی کرنی نہین ہو سکتی بلکہ سو نصیحت شایستہ اور ادب برجستہ کے
ادب کی روسے چارہ اُنکا نہین ہے حضرت حق تعالیٰ کلام اعجاز اعلام مین موسیٰ اور ہارون کو
فرعون کے ساتھ کلام کرنے کے لیے فرماتا ہے کہ تم اس سے ملائمت کیساتھ بات کرو شاید اُسکو یاد رکھے اور ڈرے
اور جو وزیر شیر ہے اگر بادشاہون سے خلاف مصلحت کی رائے سرزد ہو پہلی بار تبعیت و موافقت کرے
بعد اُسکے بطریق سہولت کے اُس خیال کو اونکی خاطر سے دور کر دے کیونکہ حکیمون نے لکھا ہے کہ بادشاہ
اور حکام سیل کی مانند ہین جو کسی پہاڑ سے بہے اگر کوئی اُسے ایکبارگی کسیطرف کو پھیرا چاہے اپنے تئین
ورطۂ ہلاک مین ڈالے لیکن اگر پہلے چھوڑ دے اور آہستہ آہستہ تدبیر سے ایک طرف کو خس و
خاشاک سے باندھے تو پھیرنا اُسکا آسان ہو اور کسیوجہ سے اُنکے افشای راز کا خیال نکیا چاہیے بلکہ
مقدور بھر مخفی رکھنے کی سعی کرے جب یہ قوت اُسکی طبیعت مین مستحکم ہو تو اخفای راز اُسپر آسان
ہو جاے اور جاننا چاہیے کہ ہمت بادشاہون کی بلند ہوتی ہے اسلیے سبب خلق اللہ کو اُنکے ساتھ
مقام اطاعت مین رہنا ضرور اور کبھی کسی امر مین اُنکی طرف تقصیر و خطا کی نسبت نہ کرے اگرچہ
بڑے مقربون سے ہے اور جو کسی کام کا قصور اُنکے اور اپنے درمیان دائر ہو تو اپنی خطا مان لینا
ضرور ہے اور اُنکے دامن عصمت کو عیب و نقصان کی گرد سے صاف رکھے بعد ازان اپنے آپ کو
حسن تدبیر سے بچائے اور اون کی رضا جوئی کی فکر مین مبالغہ کیا چاہیے ہرگز اپنی خوشوقتی
کے درپے نہ رہے جب یہ قاعدہ مقرر کرے تو جس مین خوشی اپنی اور خداوند نعمت کی ہو

پہلے خاوند کو خوش کرے کہ اسکے ضمن مین اُسکی بھی خوشی حاصل ہو اور اُنسے مقصد حاصل کرنے
کے لیے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیے اور الحاح و مبالغہ کرنا نچاہیے اور حرص سے اجتناب اور
قناعت مین کوشش کرنا ضرور کیونکہ دنیا اُسی کو چاہتی ہے جو اُس سے منھ پھیرے اور جو کوئی
اُسکو چاہے تو وہ اسے پیٹھ دے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے جسکے معنے یہ ہین دنیا کو چھوڑ دے
پس وہ علی الرغم تیرے پاس آوے اور توریت مین ہے کہ خدا تعالی نے دنیا کو فرمایا ہے اے میری
دنیا تو اُسکی خدمت کر جو میری بندگی کرے اور اُسکی خدمت نکر جو تیری اطاعت کرے اور چاہیے
کہ بادشاہون کیلیے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور اُنکی وسیلہ سے اپنا مرتبہ حاصل کرے
اور اُن کے خاص مال پر طمع نہ کیا چاہیے تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور نفع بہت اوٹھاوے
اور اون کے نزدیک حرمت وعزت پاوے اور اُن کی حضور اپنی تئین ایسا دکھاوے کہ تھوڑی
التفات سے اپنی جان و مال کو اُن پر نثار کردے کیونکہ اگر احیانا اس بات مین کچھ مناقشہ
درمیان لاوے تو بموجب اس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین کہ انسان کو جس سے منع کرین اُسی کا
حریص ہوتا ہے حرص انکے زیادہ ہو اور حکیمون نے کہا ہے کہ جسکو جس کام سے منع کرین وہ اُسیر
حریص اور جسکی خواہش دلادین اُس سے بیزار ہو اور چاہیے کہ جان و مال سے اُنکی آرایش
طلب کرے نہ اپنا تجمل اور جو چیز خاص اُنکی ہو جیسے سواری لباس اور نظیر اُسکی ہرگز اُسمین شرکت
نہ کرے اسلیے کہ بے ادبی کے سبب اپنی تئین محل زوال و مقام وبال مین ڈالتا ہے اور کسی
امر مین اگرچہ وہ ادنی بھی ہو اُنکے روبرو اپنی بے پروائی نہ دکھاوے اور ہر دم اُن کے حکم احکام
پر راضی رہنا شعار اپنا کرے سلیمان بن داود علی نبینا علیہما الصلاۃ والسلام کے صحیفے مین
مرقوم ہے کہ اپنی طرف خطاب کر کے فرماتے ہین اے دل بادشاہون کو حقیر مت جان اُنکی باتونکو
مان اور اُس سے ایسی بات کا جس سے ایذا پہنچے یا اور کو پہونچے قصد نہ کر کیونکہ اگر اُس سے ضرر تیرا
ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش غضب مین تو گر پڑے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنی تئین بادشاہ حقیقی
کی دریاے قہر کے بیچ ڈوباوے ابن مقفع کی آداب مین لکھا ہے اگر سلطان تجھے بھائی کہے تو اُسکو خداوند نعمت
کہا کر اور کتنا ہی تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم مین اُسکے مبالغہ کر اور جب اُسکی پاس کسی نوع کا تقرب

تجھے حاصل ہو تو خلوت مین گفتگو کرکے درمیان بہت سا تملق اور تضرع مت کر کہ وحشت و بیگانگی
کی علامت ہی اور یہ زبان پر نہ لا کہ میرا کچھ حق تجھپر ہی یا خدمت سابق کا کچھ اجر بلکہ پچھلی خدمتون پر
اگلے حقوق کو سرنو سے موقوف اس طور پر رکھا چاہیے کہ استحقاق اولی کا نتیجہ اُخری تسبب قوی
ہو اسلیے کہ سلاطین بلکہ اکثر اشخاص ایسے ہین کہ جس حق کا آخر اول سے منقطع ہو جاے فراموش
کرتے ہین اور وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہین ہے اور وزیر کا کوئی مددگار امانت داری
کے برابر نہین اور اگر خدمت مین سرافراز ہو چاہیے کہ خداوند کی خفگی یا گالی سے آزردہ نہو اور
ہرگز اُس سے کچھ گرانی دلمین نہ لاوے اور اگر معلوم کرے کہ مخالف اُسکے ساتھ مکروفریب مقام مین ہین
بسبب اُسکے اصلاً متغیر نہو اور ان سے بغض و حسد ظاہر نہ کرے اسلیے کہ یہ حرکت اور بھی اُنکی تمرد کا
موجب ہو اور اگر خصومت کیطرف منجر ہو تو عزو وقار کی دائرے سے باہر نہو بلکہ جواب اُسکا علم کے طریقے سے
دے کیونکہ حلیم کو ہمیشہ غلبہ رہتا ہے اور مجلس سلطانی کے آداب سے یہ بھی ہے کہ ہرگز اونکے حضور کسی
سے مشورت نہ کرے اور اگر سوال اوروں سے کرین جواب کا اقدام نہ کیا چاہیے بلکہ رعایت اس ادب
کی ہمیشہ ضروری ہے چنانچہ سابق مذکور ہوا اسلیے کہ یہ طور حقیقت مین قائل کی خفت کا سبب اور سائل
وسئول کے بھی استخفاف کا موجب ہے اگر سائل کہے کہ مین تجھسے نہین پوچھتا ہون تو ہرگز قائل
کو جواب کی سبیل نہ رہے اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جو ایک جماعت سے پوچھین جواب دینے مین
سبقت نہ کرے اسلیے کہ بیشک اُنکو خوش نہ آوے اور اُسکے کلام کی عیب جوئی کرین اور اگر
چپکا رہے یہانتک کہ اور اشخاص جواب دین اور اُنکی باتون کا عیب و ہنر معلوم ہو پھر اگر اُنپر
کچھ فوقیت رکھتا ہو عرض کرے تب رعایت ادب کے ساتھ ہوشیاری اُسکی ظاہر ہو وے
اور چاہیے کہ جن لوگون کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی مین ہے اُنپر اپنا تقدم ڈھونڈھے اور بسبب
اُس کی رنجیدہ خاطر نہ ہو کہ وہ لوگ بغیر فضیلت کے مرتبۂ تقرب مین اُسکے اوپر زیادہ ہین
اسلیے ہر ایک شخص کی اگرچہ وہ نہایت عالیجاہ ہی مین ہے ایک نوع کی مناسبت ذاتی کسی
کے ساتھ ہو سکتی ہے اگرچہ وہ غایت پائین درجے مین ہے اور وہی مناسبت سبب ہے محبت
کا اور حاصل کرنا اُسکا دائرہ قدرت سے باہر ہے پس اپنے تئین اُسکے سبب گران خاطر نہ رکھا چاہیے

اور شاید سابق سی حقوق اُسکے ثابت ہون کہ اورون کو اُسپر اطلاع نہو پھر مناقشہ اُس کی
باعث ہو بادشاہ کی آزردگی کا بلکہ لازم یہ ہی کہ اپنی خواہش مطلقاً فراموش کرجاے اور
اپنے ارادے کو سلطان کی مرضی کی تابع کیا چاہیے جیسے سابق بھی مذکور ہوا جبتک دو شخص
ایک نہین ہوتے اتحاد کا رابطہ مربوط نہین ہوتا اور جس وقت ایک شخص اپنے فائدے
سے درگذرے اور اُن کی درمیان سی مخالفت بلکہ مغایرت اُٹھ جاوے وحدت کی برکت سی سب
کام اُن کے درست ہون **چھٹا لمعہ دوستی کی فضیلت اور دوستون کی ساتھ گذران کرنی**
مین جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ انسان کمال خاص کی پہونچنے کے لیے اپنے بنی نوع مین سے دوسری
کا محتاج ہی اور مدد لینے کی قاعدی بدون علاقہ الفت ومحبت کی مضبوط نہین ہوتی پس جس
کسی کی جتنے دوست زیادہ ہون کمال پہونچنا اُسکو سہل ہو سکتا ہی اور جب صداقت کی مراتب
سی محبت کا درجہ بہت بڑا ہی پس کمال حاصل کرنیکا طریق اتحاد کی وسیلے پر مرتب ہی پر سچا دوست
بہت ہی نایاب کیونکہ نفیس چیزون کی عزت بے شبہ لازم ہی اور اکثر آدمی لذت حیوانی اور خواہش
نفسانی کی طالب ہین ولیکن آمیزش اُنکی ساتھ بقدر ضرورت کی کیا چاہیے اس فرقے کو حکیمون نے
مصالح سی تشبیہ دی ہی کہ کھانون مین بقدر احتیاج چاہیے اور اُسکی کمی وبیشی دونون موجب فساد
کی ہین ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ آدمی ہر حال مین دوستکے محتاج ہوتی ہین فراغت کی وقت اختلاط
اور خوش طبعی کی لیے مصیبت مین کمک امداد کی واسطے اور حقیقت کی رو سے بڑے بڑے
بادشاہون کو جو خلائق کی نسبت نہایت مستغنی ہین مستحقون بلکہ فقیر اور مسکینون سی جو محتاج
ترین ہین احتیاج بیشتر ہی جیسے احتیاج اُنکی صاحب مال وراہل احسان سی ہے اور افسقراطیس نے کہا ہی
کہ اگر تمام دنیا ایک شخص کو حاصل ہو اور وہ دوستی کی فائدے سی محروم رہی زندگانی اُسپر وبال بلکہ
بقا اُسکی لاحاصل اور جو خیال کری کہ اس خصلت کا حاصل کرنا آسان ہی یہ گمان خطا ہی اسلیے
کہ سچی دوستی کا جوہر جو اعتبار کی میزان سی پورا اُترے ساری دنیا کی نفیس چیزون مین سی بہت ہی
نادر ہی اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کی دن مال وخزانے گڑہی گڑائے بلکہ دنیا اور جو اُسمین
ہی کچھہ فائدہ نہ کرے اور اُس دوست کی برابر جسنے مہم مین اعانت یا کسی مقصد کو پہونچنے کی مدد کی

ہی تو وہ ایک ذات کیا خوب آدمی ہی جو اس نعمت عظمی سی محظوظ ہی اگرچہ دولت دنیا سی کچھ
اسکی پاس نہ رہے اور اس سی بھی نیک طینت وہ شخص ہی کہ باوجود رتبہ سلطنت کی اس دولت
سے بہرہ ور ہی اسلیے کہ سلطان کو بادشاہت کی ہر کام سی اور تمام رعایا کی بہتری کی کیفیت
پر خبردار ہونا ضرور ہے اور ہزارون کاروبار کے لیے دو آنکھین اور دو کان اور ایک دل
اور ایک زبان کافی نہین پر جسوقت دوستی کی مدد سی اور دنکی چشم و گوش و دل و زبان پر
قادر ہو تو اپنی آنکھونسی سب دیکھے اور کانسی بالکل سنے اور زبان سی تمام کہہ سکے پھر بند و بست
ملک داری کا اُس پر آسان ہو جاوے کہا ہی کہ اگر کوئی کسی سی دوستی کیا چاہی پہلے اُسکے
احوال کی تفتیش کرے کہ اُسنے لڑکائی مین اپنے ماں باپ سی کیا کیا سلوک کیا ہے اگر عقوق کے
عصیان سی مشہور ہو ہرگز اس پر اعتماد نہ کیا چاہیے اور وہ دوستی کے لائق نہین ہی اسلیے
کہ جو کوئی حقوق والدین کو عقوق کے برابر جانے اُس سے کچھ بھلائی کا بھروسا نہین پھر
تفحص کیا چاہیے کہ یہ شخص دوستون کے ساتھ کیا سلوک اور اونسی کس طور پر معاملہ کرتا رہا بعد
اوس کی جستجو کرے کہ اوسنے اپنی ولی نعمتونکی شکر گزاری اور ناشکری مین کیا حرکت کی اگر
ناشکری مین مشتہر ہو اوس کی دوستی کی خواہش نہ کرے کیونکہ بد ذاتونکی خصلتون سی کوئی خصلت
ناشکری کی مثال نہین ہی اور نیک طینتون کی اوصاف مین سی کوئی وصف شکر گزاری سی افضل
نہین اور شکر سی مراد فقط مکافات نہین ہی اسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہی جو کوئی بسبب فقر کے
مکافات کرنے سی عاجز ہو پر دل مین اُسکے محبت رکھتا ہی اور زبانسی اونکے اوصاف بیان کرتا
ہی اُس شخص کو قصور کیطرف نسبت کیا چاہیے تس پیچھے سوچے کہ عزت اور مال جمع کرنے مین اور نفیس
چیزون کیطرف خواہش اسکی کیسی ہی اگر حرص اُسپر غالب ہو دوستی کی لائق نہین پھر نظر کرے
اگر رغبت اُسکی برائی اور غلبہ کیطرف زیادہ ہو وہ بھی اتحاد کی دروازے سے مردود ہی کیونکہ دعوی
تغلب کی ساتھ انصاف مغلوب ہی اور اپنے حق سی زیادہ مانگے اور آخر زوال اخلاص کو پہونچاوے
دوسرا ملاحظہ کیا چاہی کہ اگر ہر قسم کی لہو و لعب کا اشتغال راگ رنگ کا سننا اور کلاونتون سی
صحبت رکھنی اُسکو دوستونکی جانب سی باز رکھی اُسکی محبت کی خواہش دیکھا چاہیے جسوقت اُن

تمام صفتون مین قالب امتحان سی پورا نکلی اُسی دوستدار کامل اور یار غار افضل جلنا چاہیے اور اُس کی
جوہر اتحاد کو نقد جان کی ساتھ گنجینۂ دل مین رکھا چاہیے اسلیے کہ نہین ہی فخر مگر دوست کامل
سی اور بعضے حکیمون نی کہا ہی کہ بے شبہہ ہم تعجب کرتے ہین اُس شخص سی جو پریشان خاطر ہی یار
غمخوار کے ساتھ پر ایسا شخص کو گر دریچ سے بھی عزیز تر ہی اگر ہاتھ لگی تو ایک ہی دوست حقیقی پر اکتفا
کرنا اولیٰ ہی کیون کہ بہت سی اشخاص کی مراسم حقوق کو بجالانا مشکل ہی اس واسطے کہ شاید بمقتضائ
تعداد کے احوال انکی مختلف ہون مثلاً ایک شخص کی موافقت سی خوش و محظوظ ہوا اور دوسرے
کی رفاقت سی رنج و پریشانی اوٹھائی اور جب سبب عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش
مین ہی اسلیے کہ جس آدمی سی کسیوجہ کی شناسائی نہین دشمنی اُس سی بعید نظر آدی ولیکن مخالفت
کمال اختلاط اور مافی الضمیر کے مطلع ہونے کے بعد از بسکہ مضر ہی پس اختلاط کی باب مین طریق احتیاط
ملحوظ رکھا چاہیے اور بقدر ضرورت کے اکتفا کرنا لازم جیسے کسی نے عربی شعر مین کہا ہی جسکے معنی یہ ہین
بیت تراہی دوست وہ ہو جائی دشمن جانی + پھر اپنا یار تو بہتون کی تئین کبھی نہ بنا + نہ دیکھا
تو نے بہت کھانی اور پینے سے + یقین کہ ہووی تجھے + درد بیشتر پیدا + اور جسوقت دوست ہاتھ آوی
رعایت حقوق کو واجب جانکر اُسکا موئنین جو سنی جائین سعی کیا چاہیے اور اُسکی حمد و ثنا مین
بے شائبہ تملق و نفاق کے پیش آیا چاہیے ولیکن مکنون خاطر اور دوستی ولی پر اکتفا کری کیونکہ
اطلاع مافی الضمیر کی عالم الغیوب ہی کو مخصوص ہی اور تھوڑی عیب اور ادنی قصور کا جو دوست اوسکی
کی نسبت رکھین اعتبار نہ کیا چاہیے بلکہ چشم پوشی اُنسے واجب ہی اسلیے کہ افراد بشری اُن سی خالی
نہین ہو سکتی اگر اون مین نظر کیا کری تو زوال اتحاد اور اثبات بیگانگی کیطرف منجر ہوا اور دوستی
کے مزے سی محروم رہ جائے اسباب مین اپنی عیبون کا سوچنا بہت مفید ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی
خوش ہی وہ شخص جسے اوسکے عیب نے آدمیون کی عیب سی فارغ رکھا جب اُن طریقون کی مشق
کرے محبت خالص مستحکم ہو اُس وسیلے سی غربا اور وہ اشخاص جن سی سابق معرفت نرکھتا ہو
اس سی آلین اور دوستی کی اطوار سے یہ ہے کہ محبون کو نعمت و مراتب مین شریک کرے
اور اس اختصاص کو کبھی زبان پر نہ لادی اور رتبہ کرامت کو آشوب منت سی بچا رکھی اور جب انکی

کچھ مصیبت پڑے جان و مال سے اپنے تئین فدا کر دے بلکہ رنج و مشقت مین شریک رہنا بہتر ہے
اپنے فراغت و منفعت کے وقت سے بہت ہوتے بہت ہین انکے فراغت کے وقت مین یہ پہچانے
جاوین دوست مصیبت مین کون ہین ۔ اور انکے ساتھ سلوک کرنے مین سوال کا منتظر نرہے
بلکہ آثار و علامت سے اُن کے احوال کو معلوم کیا چاہیے اگر احیاناً دوست کیطرف سے کچھ سستی دریافت
کرے تو اعراض جائز نرکھے بلکہ اختلاط و دلجوئی مین بہت ہی مبالغہ ضرور ہے کیونکہ اگر وہ بھی
اعراض کرے علاقہ محبت کا اوٹھ جائے بلکہ شاید ایسا حجاب سخت درمیان پڑجاوے جو قطع مودت
اور مفارقت کلی کو پہونچاوے طریقہ اُسکا یہ ہے کہ جو سبب کدورت کا ہوا اپنی صاف دلی سے بے
تکلف بیان کر دے تا راستی کی برکت سے صفا آوے بلکہ ہر حال اس طریقے کو ملحوظ رکھنا لازم ہے اسلیے
کہ جب کوئی مکان یا لباس یا سواری کی غمخواری کرے پھر اُسکی مراعات مین کاہلی کرنے سبب سے
اسکے ضائع ہوینگا پس اُس شخص کی غمخواری سے جی چھپانا جس سے دونون جہان کی بہتری کی
توقع رکھ سکیے کیونکر جائز ہو ساتھ اسکے دوستی کے جانے سے عداوت ایسی جو بہت ہی مضرت کا
موجب ہے پیدا ہوا اسلیے کہ مخالفت کے گولے محبت کے بعد بیشمار نظر آوین جنگ و جدال اگرچہ
مطلقاً مذموم ہے پر دوستون کے ساتھ نہایت بدنما اسواسطے کہ اُس سے اختلاف و جدائی پیدا ہوتی
اور وہ موجب تمام فسادون کا ہے اور چاہیے کہ دوستون کو کسی علم و ادب کے جتانے مین جو اُنھین
مفید ہو بخل نہ کرے کیونکہ اُنسے متاع دنیاوی مین جو محل خصومت کا ہے تنگی کرنی بد ہے پس علم
کے باب مین کسطرح جائز ہو حالانکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور بخل کے ساتھ گھٹ جاتا ہے اور
جب دوست سے کسی عیب کا مشاہدہ کرے اُسکے ساتھ اظہار موافقت کا کرنا اس طور پر جو تنبیہ
لطیف کا متضمن ہووے ضرور اور اس عیب کے جتانے مین غفلت اور شرمندگی جائز نرکھے اسلیے کہ یہ
صورت محض خیانت کی ہے پر طریق تنبیہ لطیف کا یہ ہے کہ پہلے کسی مثل اور شخص کے نقل سے اسکو سیر
موافقت کر دے اگر مفید نہو تو بطریق تعریض و کنایہ کے اشارہ اسکا کرے پھر جو تصریح کی احتیاج
پڑے تو خلوت کے درمیان پیش بندی کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد کا ہے بیان کر دے اور
اُسکے غیر سے اگرچہ وہ اُسکے محبوب ہی سے اخفا رکھے اور چاہیے کہ ہرگز غماز کو مداخلت ندے اسلیے کہ ہرچند

محبت کی بنا استوار ہو اوسکی عمارتین منہدم ہو جای حکیمون نی تمام کی تشبیہ اُس شخص سی دی ہی
جو ناخن سی دیوار مستحکم کو کھودی کہ ایک اونگل بھر جگہہ نکالے پھر جسوقت ایک سوراخ پادی تو تیشی سی
اوسکو بڑا کری یہان تک کہ آخر الامر اُس دیوار کو ڈھادی حاصل کلام محبت کی حفاظت مین بہت
ہی احتیاط کرنی واجب ہی کیونکہ مدار انتظام امور کا اور قوام مصلحت جمہور کا اُوسپر موقوف ہے جیسے
سابق مذکور ہوا **ساتوان لمعہ** عوام الناس کی فرقون کے ساتھ گذران کرنی مین جب کوئی
شخص اپنی احوال کی گفتگو گروہ خلائق کی ساتھ کیا چاہی تو وہ تین حال سی خالی نہین ہوسکتا
یا رتبی مین اُنسی بالاتر ہی یا برابر یا فروتر طریق گذران انکا قسم اول کی ساتھ پانچوین لمعی کے بیچ معلوم ہوا
اور قسم دوم سی تین نوع پر ہی پہلے گذران کرنا دوستونکی ساتھ دوسرے دشمنون کی ساتھ تیسرے
اُن لوگون کے ساتھ جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن اور دوستون کی دو قسمین ہین حقیقی و غیر
حقیقی پر حقیقی دوستونکی ساتھ گذران کرنیکا طریق سابق معلوم ہوا اور دوست غیر حقیقی اگر اپنی تئین
بناوٹ اور تملق مین حقیقی دوست کی برابر دکھاوی تو مقدور بھر اونسی بخوبی پیش آنا ضرور اُنکی
دلدہی اور خاطرداری کی سعی کرنی واجب ہے شاید کہ دی سچی دوستی کی درجی کو پہونچین و لیکن
راز اور عزم دلی اور مال و احوال کی مقدار اور اپنے عیبون کو اُنسی مخفی رکھا چاہیی اور اُن کی
تقصیرون کا مواخذہ نہ کیا کری اور حقوقمین غفلت کرنی کے سبب پرسش نہ کری اور بقدر وسعت کی
اُن کے کامو مین خندہ روئی سی خواہ رغبت کی طور یا بناوٹ کی روش پر پیش آیا چاہیی اور اگر
جاہ و مال اور بزرگی مین اُنکی ترقی ہو دوستی کی افزائش نہ کیا چاہیی اور دشمنونکی دو نوعین
ہین نزدیک اور دور اور ہر ایک کی دو قسمین ہین ظاہر اور پوشیدہ پر اہل حسد مخفی دشمنون کی
عدد مین داخل ہین و لیکن دشمن نزدیک سی احتراز بہت کرنا لازم جانی کیونکہ وہ اکثر جزئیات احوال
پر واقف ہوتا ہی اور کھانی پینے اور وارد و صادر ہونے مین اس سی غافل نہ رہا چاہیی غرض ہر ایک صورت
مین سی احتیاط کرنی واجب اور دشمنون کے ساتھ گذران کرنے مین طریق عمدہ یہ ہی کہ اگر ہو سکے تو
لطف و لطائف مین اُنکی دلون سی عداوت اوٹھاوی اور بغض و حسد کی بیج نکال ڈالی اگر یہ
چلن مفید نہو تو جتبک ظاہر کی آمیزش سی گذران کر سکے کسی طرح اظہار مخالفت نہ کری اسلیے

کہ دفع شر کے لیے کوئی طریق نیکی اور خیرات کی برابر نہین ہی اور اُنکی سفاہت کیطرف التفات نکیا چاہیے بردباری اور مدارات شعار اپنا کرنا واجب اور نزع اور خصومت سی محترز رہنا لازم ہے کیونکہ یہ دولت و نعمت کے زائل ہونے اور ہمیشہ فکرمند اور پریشان خاطر رہنا کا سبب بلکہ جان و مال کے نقصان اور فساد دن کے برپا ہونیکا موجب ہی اور عمر گرامی اس سے عزیز تر ہے جو دشمن کی ساتھ معارضہ کرنے کی فکر مین گذری اور ہوشیاری کی شرطونسی یہ ہی کہ دشمنون کی احوال کی جستجو مین رہی اور اُن کی ہر ایک کام پر واقف ہونے کے لیے سعی کمال کرے پھر جب اُنکی احوال سی مطلع ہووے تو اُسکے مخفی رکھنے کی کوشش کرے کبھی اس کے افشا کرنے کو جائز نہ رکھے مگر ضرورت کی وقت اس لیے کہ مخالف کے عیبون کو ظاہر کرنا سبب ہی اُس کا کہ وہ اسپر اصرار کری اور جائز ہے کہ کچھ اس سی تاثیر بھی نہ کرے شاید وہ کسی حیلے سی اسکے دفع کرنے مین مشغول ہو اور جب مخفی رکھے یہان تک کہ مصلحت کی وقت اظہار کرے تو اُسکا توڑنا اور مغلوب رکھنا بخوبی حاصل ہو ولیکن انمین سی اگر بعضے کو بحسب مصلحت وقت کے اُس سے ظاہر کرے یہان تک کہ وہ جانے کہ میرے عیب پر مطلع ہوا ہی تو شکستہ خاطر اور غمگین ہونا دانائی سی بعید نہین ہی اور ہرگز اپنے تئین بہتان مین ملوث نہ کرے کیونکہ جھوٹھ کہنا دشمن کی قوی اور غالب ہونی کا موجب ہی بڑی بڑی آدمی اور حاکمون کی نزدیک مخالفون کا شکوہ نکیا چاہیے کیونکہ جب اُسکی حقیقت سی خبردار ہون پھر اُسکی خلل پیش رفت نہو گی اور بڑی باتونمین اُس کے ساتھ متہم ہوا اور چاہیے کہ اُنکے ہر ایک فرقے کی رسم و عادت سی خبردار ہو تو اُنکو مقابلے کے طور پر دفع کری اور جس چیز سی انھین قلق و اضطراب پیدا ہو اُس سے بھی واقف ہونا ضروری ہی تا اپنی وقت مین استعمال کری افلاطون نے کہا ہی کہ دشمنون کی عداوت کی دفع کرنیکا طریق مستحسن یہ ہی کہ اپنے تئین ان فضیلتونمین جو اُن کی درمیان مشترک رہین اُنپر غالب رکھی اسلیے کہ جو شخص مرتبہ کمال کو پہونچا ادنی مخالف کی تعرض کو آپ سی دفع کیا اور انکو ادنی اور ذلیل بنایا اور طعن اور تشنیع اور لعنت اور غیبت نکیا چاہیے اور اپنے تئین بچا رکھے کیونکہ یہ خصلت عورتون اور ناقصون کی ہی اور عقل و دانائی کی راہ سی بعید اسواسطے کہ باوجود اسکی

کہ وہ سفیہون کی سیرت کا مرتکب ہو اور اُس سے کچھ مضرت مخالف کو بھی نہین پہونچتی خود اُنکی
تعرض کا باعث ہو جاوے نقل کی ہے ایک شخص نے ابو مسلم مروزی کے آگے اُسکی ندیمی کے ارادے
سے نصر سیار کی برابر جو مروانیون کیطرف سے والی خراسان کا تھا عرض کی ابو مسلم کو خوش نہ آئی
اور اسی سبب سرزنش کی اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب مین انکے خون سے ہاتھ آلودہ کرون
میرے تئین اسمین کہ زبان سے تعرض انکا کرون کیا غرض ہے جب دشمن کو کوئی آفت ایسی پہونچے
جس سے اپنے تئین بھی امن نہو طعن نکرے اور اُسکے سبب اظہار خوشی نہ کیا چاہیے اسلیے کہ جب
حقیقت مین وہ آفت مشترک ہے تو گویا اپنے اوپر طعن کیا بیت اے دوست گر گذر ہو عدو کے جنازے پر
شادان نہو کہ تجھپہ بھی گذرے یہ ماجرا + اور جو دشمن اسکی پناہ لیوے یا اُسپر اعتماد کرے چاہیے کہ
فریب و خیانت سے محترز ہو کر بخشش اور مروت کی شرط بجالاوے اور ایسا کرے کہ نیک خوئی و
عہد و پیمان اِسکا سبکو معلوم ہو دے برائی اور بدخوئی دشمن کیطرف عائد ہو اور اس بات مین
بموجب اِس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے تمھارے لیے رسول اللہ صلعم کی ذات مین پوری خوبیان
ہین پیروی حضرت کی سیرت مطہر کی جو متمم ہین مکارم اخلاق کے واجب جانے چنانچہ اخبار کے ناقلون
نے روایت کی ہے کہ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جو عرب کے فصیحون مین سے تھا آگے اسکے کہ شرف
اسلام کو پہونچے آستانۂ رسالت کے بعضے خادمون اور بعضے جلالت کے بعضے عاکفون کی ہجو مین اپنی
زبان ملوث کی تھی حضرت رسالت پناہ صلعم نے اُسکے خون کو ہدر کیا جب کعب نے اس بات کی
خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے آسیب سے سوا انکی رحمت بے انتہا کے سایہ کے جو بحکم اس آیت کے جسکے معنے یہ
ہین اور مین نے تیرے تئین نہین بھیجا مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیے مہربانی ان کی دونون
جہان کے ہر ایک ذرے کو شامل ہے پناہ لے نہ سکیے ایک قصیدۂ غرا جو حضرت خاتم الانبیا
کی نعت کے کمال کے زیور سے آراستہ ہے مرتب کیا اور عربون کی رسم سے ایک شتر تیز رو پر سوار
ہو کر میدانون کو طے کرکے اپنے تئین آستانۂ رسالت مین پہونچایا اور بعد اسلام کے قصیدہ
پڑھنے لگا اسکے درمیان معذرت و استغفار کی تمہید مندرج تھی جب حضرت نے سنا تو اُسکے
دفتر تقصیر مین حرف عفو کا رقم کرکے چادر پائی جسکی برکت سے امن و عافیت حاصل کرسکے اپنے تئین

روح پرور اور بدن طرسی اوتار کر اُسی عنایت فرمائی اور اپنی مقبول بندون کی سلسلے
مین داخل کیا تیرو دشمنون کی دفع ضرر کی تین طریق ہین ایک وہ کہ وہ آپ ہی سی اچھے ہون
اگر یہ میسر نہو تو کسیکو درمیان لاکر دوسرا انکی شر اور تیغ سے بچے رہنا مکان دور و دراز یا سفر مین
رہ کر چھپ رہنا تیسرا اطلبے اور اونکی بیخ کنی کرے یہ سب تدبیر دن کی بعد ہی اور اسپر اقدام جب کرے کہ اگر
دشمن شریر بالذات ہو اور اوسکی بدذاتی سے کسیطرح خیر نہ سکے اور جانے کہ دشمن بھیر فتح پاتا
ہی اس ضرر سی زیادہ تر ہی اور جانے کہ آل اُسکا دنیا و آخرت مین بد نہین اور باوجود اسکے
مکر و خیانت سی کیسو رہا چاہیے اور اگر اوسکے مغلوب کرنیکا طریق اور مخالف سی بن آدی سے بہتر
ہی و لیکن حاسد کی تین فضیلت و نعمت اور اسباب سعادت دکھا کر داخلی ہون یا خارجی جو اُسکے
جلنے اور کڑھنے کی موجب ہون ایذا دیا چاہیے اور اسکے عیبونکو ظاہر کر دینا لازم تا آدمی اُسکی
بدخوئی کسیے واقف ہون اور اُسے متہم جانین ایسی شخص کی عداوت کی دور کرنے کے لیے سعی کرنی
بیفائدہ ہے جیسے کہا ہے **بیت** ہر عداوت کا دفع ممکن ہی + پر نہ زائل ہو جو حسد سی
ہو + و لیکن اُن آدمیون سی گذران کرنا جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن وہ بسبب مراتب کی
مختلف ہین اسلیے کہ نصیحت کرنے والون کے ساتھ جو بہ نسبت جمہور خلائق کی نصیحت و خلق
کے مقام مین ہین اختلاط کیا چاہیے اور اونسے کشادہ روئی کی ساتھ ملاقات کرے پر اون کی
بات کے ماننے مین جلدی نہ کرے اور انکے ظاہر احوال پر فریفتہ نہوے بلکہ ہر ایک شخص کی غرضون
کی اطلاع تبال ہاتھ لگتی ہی بعد اُسکی جو بہتر و مناسب ہو اُسپر عمل کرے اور ہاتھ صلحا یعنی اس
جماعت کے جو ذات البین کی اصلاح مین مشغول ہین تعظیم و تکریم واجب ہی اور سفیہون کی ساتھ
بُردباری سی گذران کیا چاہیے انکی احمق پنے اور گالی دینے کا اعتبار کرکے اُسکے بدلے کے قصد مین
نہ ہی بلکہ سلوک و رفق و مدارات کی ساتھ اُنسے نجات حاصل کیا چاہیے اور تکبر کرنیوالون سے تکبر
ضروری تا اُس سی عبرت پکڑین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ مغرور کے ساتھ کبر کرنا صدقہ دینا ہے اسلیے
کہ ان لوگون سی تواضع کرنا انکی گمراہی کی زیادہ ہونے کا موجب ہوتا ہے جب اون سے
تکبر کی چال چلے شاید کہ متنبہ ہو کر اس خصلت سی باز رہین اور فاضلون کی حرمت کرنی واجب

اور اون سی فائدہ لینا غنیمت جانی اور خوے بد پر ہمسایہ اور خویشون کی صبر کرنا چاہیے حکیمون
نے کہا ہی بخیل لوگ بدن پر صابر رہین اور بخشش کرنے والے جان پر ولیکن زبردست
لوگ اگر سیکھنے والے ہون تو اونھین فرزندون کے برابر عزیز رکھا چاہیے اور انکی خوے وخصلت
اور طبیعت مین نظر کیا چاہی جسکی استعداد اونمین بیشتر ہو اوسمین مشغول کیا چاہیے مقدور بھر
انکی مدد کرنی ضرور اور شاگردون کو جسکی طرف انکی سمجھ نزدیک ہو اوسکی طرف ترغیب دی
اور تضییع اوقات سی منع کیا کری سوال کرنیوالون کو اگر الحاح کرین زجر کرنا لازم اور اوسکی
اجابت مین توقف کیا چاہی مگر جب الحاح انکا بہت ہی ناچاری سی ہو اور درمیان محتاج
اور طامع امتیاز کرنا لازم ہی اور محتاج کی رفع حاجت کری اور جب تک کسی نوع تخلف اسکا
نہو بخشش کری اور طامع کو اسکی طمع سی باز رکھی ضعیفون کی دستگیری اور مظلومون کی اعانت
کیا کرے غرض مقدور خیر مطلق کی ساتھ جو چشمہ نیکیون اور ہر کمالات کا ہی برتر اور پاک ہی ذات
اسکی تشبیہ پیدا کرے کہ جود بے انتہا اور کرم بیشمار سبحانی نی موجودات کی زمین قابل پر بی
ارادہ غرض باران رحمت کا برسایا اور نسیم تربیت ربانی نی کمالات آسمانی کی پھولون کو بدون
توقع منفعت کی جس سی ذات اسکی برتر ہی کھلایا پس طالب کمال کو چاہیے کہ خیر کی تمام قسمون
مین روی قصد وطلب کا اُس کے خیر محض کیطرف رہے تا تخلاف آلہی کے مرتبہ
علیہ مین پہونچے اور اللہ تعالی ہر ایک خیر وکمال کا دینے والا ہی توفیق اور اوسی کے اختیار
ہے مطالب ومآل کی تحقیق بغرب یہیہ بیان بنجواح کی حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیر الدین
طوسی نی بعضے لوامع مین جو اکثر لوامعون کا اُسکے انوار فوائد کی روشنی کے چمک
مین سے ہی خاتمہ کتاب اخلاق ناصری کا افلاطون کی ان وصیتونمی جس سی اپنے شاگرد ارسطاطالیس
کو نصیحت فرمائی تھی کیا ہی یہی ہی کہ بیشتر نفع اون پاکیزہ باتون کا نہایت عمدہ حکمت مین اسوجہ
پر ہی کہ لائق اُنھین بیاض مردمک چشم کے ورقون پر بینائی کی روشنائی سی لکھین بلکہ فہم کے
قلمون سی ارواح کے تختون پر مرقوم کرین اور جب ان فکرون اور حسن اتفاقون کی برکت
سی کہ وہ بھی حضرت سلیمان مکان کی تاثیر دولت کی سبب ہین اس فرصت مین نسخہ اسرار الاسرار کی

ارسطاطالیس نے سکندر ذوالقرنین کے لیے جو شاگرد اُسکا تھا تصنیف کیا ہو اِس عاجز کے
مطالعہ مین آیا اور وہ بیس نصیحتون پر مشتمل ہی تو ایسا اچھا نظر آیا کہ اِن نصیحتون کا خلاصہ جو تدبیر
ملکی کے لیے نہایت خصوصیت رکھتی ہین اِس رسالے کے آخر الحاق کیا جاے لاجرم مضمون آن
خاتمہ کا دو سمت مین دونون کے ثابت کرنے کو لیے درج کیا **پہلی سمت** افلاطون کی وصیتون
کے بیان مین افلاطون کہتا ہی کہ خدا کو پہچان اور اوسکے حق کو نگاہ رکھ اور ہمیشہ اپنی ہمت تعلیم و
تعلم مین مصروف کر اور اہل علم کے علم کی زیادتی کا امتحان نکر بلکہ شر و فساد سے باز رہنا اختیار
کر اور حق تعالی سے ایسی چیز مت مانگ کہ اُسکی منفعت کیطرف زوال کو راہ ہو بلکہ جو نیکیان
کہ باقی رہی ہین انکی طلب کر ہمیشہ بیدار رہ کہ بدیون کے بہت سبب ہین اور جو نہ کیا چاہیے
اُسے آرزو کے ساتھ مت مانگ اور جان کہ بندے سے خدا کا انتقام لینا غضب کے طریق پر نہیں
بلکہ بطریق تادیب و تہذیب کے ہے اور زندگی پر قانع مت رہ جبتک موت نہ آوے اور زندگانی کو
بہتر مت جان اگر جب کسی چیز کے حاصل کرنیکا وسیلہ ہو خواب و آسایش کی رغبت نکر مگر بعد اسکے جب
تین چیزون کا محاسبہ آپ سے تو لے **ایک** یہ کہ تو تامل کر کے جسدن جو تو نے کیا ہی مجھسے
خطا سرزد ہوئی یا نہین **دوسری** یہ کہ سوچ کہ آج کچھ کام کیا ہی یا نہین **تیسری** یہ
کہ کوئی کام مجھسے بسبب قصور کے رہگیا یا نہین یاد کر کہ اس زندگی کی آگے تو کیا تھا اور بعد اسکے
تو کیا ہوگا اور کسیکو ایذا نہ دے کہ عالم کے سب کام زوال و تغیر کے مقام مین ہین بدبخت وہ شخص ہی
جو عاقبت کی یاد سے غافل رہے اور گناہ سے نہ چھوڑے اور اپنی یوگی اُس چیز سے جو تیرے پاس
نہ ہو مت کر اور مستحقون کو نیکی پہونچانے مین اُن کے سوال پر موقوف نرکھ اور اوسے حکیم مت
جان جو لذت دنیا دی سے خوش ہو یا کسی مصیبت سے جزع و فزع کرے اور ہمیشہ موت کو یاد رکھ اور
مُردون سے عبرت پکڑ اور جسمین آدمیونکو انکے بہت بیفائدہ بات کرنے اور بغیر پوچھے جواب دینے سے پہچان
اور جان کہ شریر وہی شخص ہی جسنے شرارت اختیار کی ہو خوب سوچکر بول تو اور کام کر اور سبکا
دوست رہ جلد غصے مت ہو تا خفگی تیری خو نہو جاے اور محتاج کی حاجت کل پر مت چھوڑ تو کیا جانے
کل کیا ہوگا قیدیونکی اعانت کر مگر جو خوے بد مین گرفتار رہے جبتک دونون کی بات نہ سمجھ لے انکے

درمیان حلم نہ کر فقط قول ہی مین حلیم نرہ بلکہ قول و عمل دونون مین اسلیے کہ حکمت قولی اسی جہان مین
رہیگی اور حکمت عملی اُس جہان تک پہونچیگی اور وہان باقی رہیگی اور اگر نیکی کیلیے تو رنج کھینچے تو رنج
نرہیگا پر نیکی رہیگی اور جو کسی بدی کی سبب سے لذت پائے تو لذت نہ رہیگی اور بدی رہ جاے اور اُس
دن کو یاد کر کہ تجھے پکارین اور تو بولنے سے عاجز رہے کچھ نہ سنے اور کچھ نہ کہے اور یاد بھی کرسکے
یقین جان کہ تو اُس مقام کا عازم ہے جہان نہ تیری دوستی ہین اور نہ دشمن پس دہان
کے کسی کو نقصان کی طرف منسوب مت کر وہ ایسی جگہ ہے جہان خاوند اور غلام برابر مین
ہین پس تکبر مت کر زاد راہ موجود کر تو کیا جانے کب کوچ ہوگا جان کہ حق تعالی کی
بخششون سے کوئی چیز حکمت سے بہتر نہین اور حکیم وہ کوئی ہے جسکے قول اور فعل اور فکر موافق
ہون نیکی کا بدلا کر اور بدی سے درگذر اور اِس عالم کی کامون مین سے کسی کام مین ملول مت
ہو اور کسی وقت سستی مت کر اور نیکیون سے تجاوز کرنا جائز نہ رکھ اور کسی بدی کو نیکی کرنے
حاصل کرنے کا وسیلہ مت کر اور سرور زائل کیلیے ترک اونکا مت کر تا سرور دائم سے محروم نرہے حکمت
کو دوست رکھ اور حکیمون کی بات مان دنیا کی خواہش دل سے دور کر اور اچھے ادبون سے
باز نرہ کسی کام کو وقت سے آگے شروع نکر اور جب تو کسی کام مین مشغول ہو فہم و دانائی
سے اشتغال کر تو انگری کے سبب عجب نہ کیا کر اور مصیبتون سے شکستہ خاطر مت ہو دوست سے ایسا
معاملہ کر اگر حاکم تک جاوے تیری ہی فتح ہو کسی سے نادانی نہ کر اور سب کے ساتھ تواضع کر اور
کسی متواضع کو حقیر مت گن جسمین تو معذور ہو اپنے بھائی کو ملامت نکر بیکاری سے خوش وقت
مت رہ اور بخت پر اعتماد نہ کر نیک کام سے پشیمان مت ہو کسی سے لڑائی مت کر ہمیشہ
عدالت کی سیرت اختیار کر اور نیکیون کو اپنا شعار کر **دوسری سمت** ارسطاطالیس
کی وصایا مین کتاب سر الاسرار کا مترجم کہ اُسنے مامون بادشاہ کی حکم سے کتاب مذکور کو لغت
یونانی سے عربی زبان مین نقل کیا تھا یحیی صدر ترجمے کی کہتا ہے کہ جب ارسطاطالیس جو وزیر
سکندر کا اور اوسکا اوستاد تھا بسبب ضعف و پیری کی اوسکی ملازمت سے معذور رہا
اور سکندر عجم کے شہرون پر غالب رہا اور اونکے درمیان عاقل و دانا اور دلیر و شجاع

بہت تھے اور انکے رہنے مین خوف وخلل ملک کا تھا اور میع گئی انکی قاعدہ عدالت سے دور
دکھائی دیتی تھی اونکے امر مین تحیر ہوا اور ایک خط ارسطاطالیس کو شوق ومہربانی کی اظہار
پر مشتمل لکھا اُسکے درمیان عرض کی کہ دولت ہمسائگی کی دوری کے سبب کامون کے
درمیان ایسی حیرتین خاطر مین راہ پاتی ہین ایمین سے اس صورت مین حکیم روشن دل کے
نور تدبیر کے بغیر ظلمات حیرت سے نکلنا مشکل ہے جسطرح سے ہو سکے اسباب ملاقات کے انتظام
کی سعی کرین ارسطاطالیس نے جواب مین لکھا کہ یقیناً فرزند جلیل اور سلطان نبیل کی رائے
معلوم ہوئی پر خدمت مین حاضر نہونا بسبب عدم رغبت کے نہین بلکہ بسبب ضعف وپیری
وسستی وناتوانی کے ہے جب مصاحبت میسر نہین ہے اس رسالہ مین ایک دستور بیان کرون
کہ جزوی کامون مین اُسکی طرف تو رجوع کرے اور اُسکے ساتھ میری صحبت سے تو مستغنی ہو
جان تو عجم کے امراؤن کے فضلا کو ہلاک کر سکتا ہے ولیکن انکی آب وہوا کی تبدیل پر تو
قادر نہین پھر بے شبہہ اُنکی شبیہ پیدا ہون پس کوشش کر جوادونہین احسان سے تو اپنا
بندہ کرے تا اب تیرے دوست ہون اور تیرے بندون کے فرمانبردار رہین اسکے بعد کہتا
ہے بادشاہون کی چار صفت ہین ایک وہ ہے جو اپنے اور رعیت کی ساتھ سخی ہو دوسرے
وہ جو اپنے ساتھ سخی ہو اور رعیت کے ساتھ بخیل تیسرے وہ جو رعیت کے ساتھ سخی ہے
اور اپنے ساتھ بخیل چوتھے وہ جو اپنے اور رعیت دونون کے ساتھ بخیل ہو پر قسم اول باتفاق
محمود ہے اور دوسری اور چوتھی باتفاق مذموم اور تیسری قسم مین اختلاف ہے ہند کے
حکیم اس پر ہین کہ محمود ہے اور پارس کے حکیم اسپر ہین کہ محمود نہین بلکہ مذموم ہے اور
سخاوت وہ ہے کہ مستحقون کو بقدر حاجت کے تو پہونچائے اور جو کوئی اس مرتبے سے تجاوز کرے
اور حد افراط کیطرف مائل ہو سخاوت سے اسراف کیطرف منحرف ہو جائے اور جو
بادشاہ زیادہ اس سے جو اُسکو مقدور ہو بخشش اختیار کرے بے شبہہ اُسکے فساد ملک کا
سبب ہوا سکندر مین نے تجھے بارہا کہا ہے کہ سخاوکرم اور بقاء ملک کی اصل وہ ہے
کہ تو آدمی کے مال مین طمع نکرے اور سخاوت وکرم کی نوعون مین سے یہ ہے کہ تو ستم

جائز نہ رکھی اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی تفتیش نکری اور جس کسی پر جو انعام تو کرے کبھی
اُسکا تو ذکر نہ کری اور تمام فضل و کرم اسمین ہی کہ نیکیونکی حرمت کری اور آدمیون کے ساتھ
کشادہ رو رہی اور لوگون کے شانکی موافق جواب دی اور نادانون کی خطا سی درگذرے اے
سکندر عقل مدار اہے تمام تدبیرون کی اور نقص و کمالون کا آئینہ اور تمام فضیلتون کی
جڑ ہی اور مقصود اہم عقل سی طلب نیکنامی ہی کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہین ہی بلکہ مقصود اس
سی نیکنامی ہی اسلیے کہ جو بادشاہ تابع دین نہو اور شریعت الٰہی کا استخفاف کری شرع الٰہی اسکو
خوار اور ذلیل کردے اے سکندر چاہیے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب رای و شیرین زبان اور
بلند آواز ہو اور بات کم کہے اور رذالون کے ساتھ نہ بیٹھے اور جب باہر آوے تو آرائش ایسی
جو لائق بادشاہی کے ہی اختیار کرے کہ اورون سی ممتاز معلوم ہو اور اُن سوداگرون کی تعظیم
کرنی جو دور و دراز ملکون سی اُسکی بادشاہت مین آوین واجب جانے تا اُسکی نیکنامی کی پھیلنے
اور دلون کے مائل ہونے اور تاجرون کی بہت آنیکا موجب ہو اور اسی سبب سی بادشاہت
اُسکی آباد ہووے اور تھوڑی سی فروگذاشت سی جو اُنکے ساتھ کری بہت نفع پاوے اور بہت
نہ ہنسے کیونکہ بہت ہنسنا دلون سی ہیبت و وقار کو اُٹھا دیتا ہی اور باعث نقصان عمر و
ضعف حرارت عزیزی کا ہووے اے سکندر حریص شہوت کا نرہ کہ وہ خنزیرون کے خواص
مین سی ہے اور کیا فخر اس چیز مین ہی جسمین ادنی حیوان تجھ پر غالب ہین اور اُسمین زیادتی
کرنی ضعف بدن اور نقصان عمر کو پہونچاتی اور عورتون کی شیرتون کے حاصل کرنیکا سبب ہوتی
ہی مسکینون اور ضعیفون کی احوال سی غافل نرہ اور احوال پرسی اُنکی واجب جان کہ خالق
کی رضامندی اور دلون کی ہاتھ آنیکا سبب ہی اور غلہ جمع کر تا خشک سالی کے دن آرام
سی بیٹھے و ایسا کر کہ اہل صلاح تجھسی امن مین رہین اور اہل فساد تجھسے ڈرین اے سکندر مین
نے تجھے بار بار وصیت کی ہی پھر تاکید کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیر نرہ اور حقیقت حال سوای
علام الغیوب کے کسی کو معلوم نہین شاید بسبب کسی تہمت کی جس شخص بری رہی یا اُس گناہ پر
اقدام کرنیکیلیے کچھ عذر اُسکا ہو تو اُسکی قتل کو روا رکھے اور اُس سی کون گناہ سخت تر ہی ہرمس اکبر

یعنی ادریس علیہ السلام سے مجکو یہ خبر پہونچی ہے کہ جب ایک مخلوق دوسری مخلوق کو قتل کرے
آسمان کے فرشتے باریتعالی کی درگاہ مین روویں کہ تیری فلان بندی نے ایک اور بندی کے
قتل کرنے مین تجھ سے برابری کی اگر وہ قتل بسبب قصاص کے ہو حضرت حق تعالی فرماوے کہ
اُسکو میری حکم سے بسبب گناہ کے مارا ہے اور جو بسبب ظلم کے ہو فرماوے قسم ہے اپنے عزت وجلال
کی کہ مین نے خون قاتل کو مباح کیا پس فرشتے ہر ایک تسبیح واستغفار کین اُسکے اوپر دعای
بد کرین یہانتک کہ وہ بدی کو پہونچے اور یہ حال اسکے لیے بہتر ہے اور جو خود مرے خدای تعالی
کا نشان غضب ہو کیون کہ بڑی عذاب اور سخت عقاب مین گرفتار ہووے اور عہد شکنی نکر اور
کبھی قسم مت کھا اور جب توڑی کھائی تو کسیوجہ سے اُسکو مت توڑ اسلیے کہ یونان کے بہت سے بادشاہون
کی بادشاہت سوگند دروغ کی شامت اور عہد شکنی سے تباہ ہوگئی اور اُس چیز پر جو تجھسے جاتی
رہی تاسف مت کر کہ خاصیت لڑکون اور ناقصون کی ہے اور اپنی بادشاہت کے لوگون کو علم
وہنر کے حاصل کرنے کے لیے حکم کر اور جو کوئی علم مین فایق ہو اُسکو بہت مہربانی اور تربیت سے مخصوص
رکھ یہ خصلت دلونین تیری بہت جنت سبب اور ملک کی رونق اور یادگار نیک کا موجب ہواد
یونان کے لوگ ادن دونون خصلت کی برکت سے ہمیشگی کی بادشاہی رکھتے تھے اسلیے کہ وہ لوگ
رعیتون کو تحصیل علوم کے واسطے حکم کرتے یہانتک کہ لڑکیان بابکے گھر فرائض اور ادب شرعی
اور علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانتین اور جسپر تیرا اعتماد نہوا اُسکے ہاتھ سے کچھ نہ کھا اور اپنی
حفاظت سے غافل نرہ اُس قصہ کو فراموش نہ کر کہ ہند کے بادشاہ نے تیرے لیے تحفے بھیجے انمین
سے ایک لونڈی تھی جسکو لڑکائی سے زہر مین پرورش کیا تھا اُسکی طبیعت سانپ کی طبیعت
کے قریب ہو اور غرض انکی اس سے قتل تیرا تھا اور مینے اِس حال کو دانائی سے معلوم کیا تھا
اے سکندر ایک ہی دلیل سے حکم مت کر اور جب دو دلیلین متعارض ہون تو قوی کیطرف مائل
ہو اے سکندر عدالت ایک صفت ہے اللہ تعالی کی صفتون سے آسمان وزمین عدالت
کے سبب قائم ہین اور عدالت کے ساتھ پیغمبر مبعوث ہوئے ہین اور عقل کیصورت عدالت ہے
اور عدالت کی برکت سے دلون اور گردنون کے مالک ہوسکے اہل ہند نے کہا ہے

کہ سلطان کا عدل زمانے کی سرسبزی سے بہتر ہے اور بادشاہ دادگر نافع تر ہے باران تند سے اور بعضے شہروں مین زبان سریانی سے لکھا تھا کہ ملک اور عدالت دو بھائی ہین کہ کوئی اُنمین کا دوسرے سے مستغنی نہین ہے بعد اسکے کہتا ہے کہ اسباب نظام عالم کے باہم ربط پانیکی کیفیت اس دائرہ شریف مین درج کرتا ہون تا اُنکی توالی و تشابک کیصورت محسوس و مشاہد ہو اور اس کتاب کا لب لباب اور اُسکے مطالب کا خلاصہ یہ دائرہ ہے اگر بدون اسکے بھی تجھے بھیجنا کفایت کرے تا صورت دائرہ کی



جولائی کی بیسوین دوشنبہ کے دن ۱۸۰۵ء اٹھارہ سو پانچ عیسوی مطابق ۱۲۲۰ھ بارہ سو بیس ہجری کے بہت محنت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان کے اقبال کی برکت سے اس ہیچمدان نے کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے ترجمے سے فراغت کی ولیکن داناؤن کے نزدیک پوشیدہ نہ رہے کہ اُسکے لآلی مطلب کو جو عبارت فارسی کے صدف مین پنہان تھے غواص طبیعت نے دریاے فکر مین کس کسطرح سے غوطہ مار کر نکالا

اور اُن آبدار موتیون کو رشتہ تحریر مین پرو کر ریختہ زبان کی اُردو بازار مین لا حاضر کیا ایسلیے
کہ اب صاحبان والاشان کی دور مین گوہر سخن کا اعتبار اور دُر کلام کا اقتدار ہی کون جوہری
اس بازار کا ہی جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہین اور اُنکے عصر مین وہ گوہر فروش کلام
کہان جسکا دامن آرزو صلہ و بخشش کی زر و سیم سے خالی ہی **ابیات** ہوا ہی دور مین اب اُنکی
اعتبار سخن + اور اُنکی عصر مین ہی رشد و اقتدار سخن + نہووین کیون غم وہ اہل سخن کی قدر شناس
ہی جنکا باب کرم دہر مین مدار سخن + دُر کلام نہ لیجاؤن کیون نہ اُنکی در + کہ جنسے پاوی جلا دُر آبدار
سخن + ہمیشہ اہل سخن کیونکہ وان نہون سرسبز + ہو جس بکا نہین زر و سیم سے وقار سخن + جو ست بادہ
شیرین کلام ہی لیوے + ہی میرے ہاتھ مین یہ جام خوشگوار سخن + زبان طعن نکالی جو مدعی اُسپر
ہی اُسکے واسطی کافی یہ ذوالفقار سخن + اگرچہ کلام اس قلیل البضاعت کا جو خوشہ چین ارباب
کلام کا ہی اس درجہ مین نہین کہ سخنور کامل کا محل تعریف ہو لیکن بمقتضای اسکی کہ معانی اسکی
اسرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل تھی یہ تشبیہ اس خیال کی کہ شاید متناسب الاعضا
اور عروس خوش قد و زیبا کو کیا رعنائی اور کیا دیبا ہر لباس مین ہی وہ خوشنما اُسکی زلف مطالب
کی عقدہ کشائی مین ناخن فکر کو تیز کر کے عقل حکمت شناس کی مشاطگی سے آراستہ کیا اور اُسکی
چہرۂ مقاصد کی تئین رای صحت قیاس کی گلگونہ خیال سے آرائش دیکر اس لباس مین جلوہ گر
کیا چشم ہی کہ حسن بازان جمال کمال کی چشم مین منظور ہووے اور بدنظران پایۂ نقص زوال کی
آنکھو نسی مستور رہی الغرض وہ کتاب سخت مشکل تھی بلکہ پھر جیسی جودت طبعی زور بازو سے حل کر کی
کحل بصیرت بنایا اور عجب عقدۂ لاینحل کہ حدت ذہنی کی انگشت تدبیر سے اُسکی گرہ کشائی کر کر
طالبان کمال کو دکھایا یقین ہی کہ جو شخص اُسکی حکمت آمیز باتون اور مصلحت انگیز کلامون پر واقف
ہووے اور اُنکے فوائد کی لڑیون کو گوش ہوش کا آویزہ کرے اور گردن عقل کو اُسکے زیور
عمل سے آرائش دیوے اور دامن اُمید کی تئین دونون جہان کی جواہر آسائش سے مالامال کری

مثنوی

علم حکمت سے جو کہ ہو آگاہ | اور عامل ہو اُسکا خاطر خواہ
ہو وہی تدبیر اُسکی محکم تر

رہے آرام سے وہ شام و سحر
زندگانی کو حظ سے عاقل ہو
دوست رکھ جان سے حکمت عملی
یہ سخن ہی پسند ہر دل کو
روز و شب رہ بکسب علم و ہنر
جز ہنر کوئی تیرا یار نہیں

ہر دو عالم مین بہرہ ور ہووے
علم حکمت سے جو کہ جاہل ہو
ہی وہ بنیاد بادشاہت کی
کب ہی شاہی درست جاہل کو
عمل و علم اور درستی رای
بے ہنر کا کہین وقار نہیں
صلح کل پر ہی راحت دنیا

مالک ملک و سیم و زر ہووے
یہ نصیحت تو یاد رکھ میری
اصل مظبوط ہی سیاست کی
اپنی اوقات کو تو ضایع نکر
ہین معاون ترے بفضل خدای
خاتمہ اس سخن پہ کر شیدا

جاننا چاہیے کہ ترجمے سے فراغت کرنیکے بعد بعضے دوستون نے تکلیف دی کہ تاریخ اتمام کی اگر اسمین منضم ہو تو بطور یادگار رہیگی یادرہی مین نے بھی اُسکو مناسب جانکر تاریخ ہجریہ مین یہ قطعہ کہکر یہان لکھدیا نظم

ترجمے سے مین جب ہوا فارغ
دور کر تیغ علم سے سر جہل
فکر تاریخ طبع پر تھی نشاق
بولا ہاتف سمامی اخلاق

خاتمۃ الطبع

لوامع الاشراق محامد الٰہی سے صفحہ سادہ صحیفہ مشرق خورشید معانی ہی اور مکارم الاخلاق منعت رسالت پناہی سے درج بیسود از قنادہ بیاض لطیفہ **اخلاق جلالی** کا ترجمہ **جامع الاخلاق** کامیابی ہی صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد راجی رحمت ہادی محمد ناظم حسین عفی عنہ شاہ آبادی عرض رسا ہی کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین کارنامہ بیمثالی ترجمہ اخلاق مقبول آفاق مسمّٰی بہ **جامع الاخلاق** مولفہ ادیب عالی نگاہ مولانا امانت اللہ رحمہ اللہ مطبع منشی **نولکشور** واقع شہر **کانپور** مین بسرپرستی معلی القاب عالیجناب ذی المجد والمحاسن منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام منصرم کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع بماہ اپریل ۱۹۰۹ع بار پنجم چھپکر تیار ہوا تحفہ ناظرین والا الابصار ہو

کتب اخلاق و تصوف فارسی

فہرست کتب

تضمین گلستان سعدی - از ہرگوپال تفتہ -

گلستان حکیم قاآنی - بجواب گلستان سعدی

بہارستان جامی - ہم بہار گلستان سعدی
از ملا عبدالرحمن جامی -

خارستان ہم پہلوی گلستان از ملا مجدالدین خوافی

بوستان محشی جلی قلم خوشخط از حضرت مصلح
الدین سعدی شیرازی -

ایضاً جلی قلم کاغذ گلابی ولایتی

ایضاً جلی قلم حسب مراتب بالا کاغذ حنائی -

ایضاً متوسط قلم کاغذ سفید -

ایضاً - قلم بدرجۂ توسط

ایضاً - متوسط دو مصرعہ

ایضاً - دو مصرعہ

ایضاً - سہ مصرعہ -

بوستان مترجم اردو نظم ہم وزن شعر بہ شعر
از گوبند پرشاد فضا

بوستان - خرد سہ مصرعہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور

مصباح التہذیب - لفظ عارفانہ از شیخ
کمال الدین -

مصباح الہدایت - ترجمۂ عوارف اصول
از شاہ محمود الکاشانی -

احراری (۳) تحفۃ الملوک (۴) منہاج العارفین

نفحات الانس مع سلسلۃ الذہب از
مولانا عبدالرحمن جامی

فوائد الفواد - از حضرت اولیا محمد نظام
الدین صاحب دہلوی در تصوف -

شرح بوستان - از ٹیکچند بہار -

رسالۂ انفاس نفیسہ - تصنیف حضرت خواجہ
عبیداللہ احرار -

فوائد سعدیہ - از محمد ارتضی علی خان -

لوائح جامی - رموز تصوف از ملا عبدالرحمن جامی

رسالہ ستہ ضروریہ

سرور العباد شرح قصیدۂ بانت سعاد از
مولوی عبدالحافظ -

پندنامہ عطار - از شیخ فریدالدین عطار -

کیمیای سعادت محاسن آداب واخلاق
تہذیب از امام محمد غزالی -

رسالۂ تحفۃ المومنین الی سلسلۃ الصالحین
از مولوی محمد معین الدین -

اخلاق جلالی محشی از ملا جلال الدین دوانی

اخلاق ناصری از نصیرالدین کاغذ چکنا -

معدن الجواہر مکارم اخلاق از ملا طاہر ی

بھگوان دیال صاحب عامل ایجنٹ مطبع ماہ پریل سنہ ۱۹ بار پنجم چھپکر تیار ہوا تحفہ ناظرین ولا الابصار ہو